

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

محبوب رب العالمين  
خاتم النبيين صلى الله عليه وآله وسلم

مرتب

الفقير إلى الله تعالى

بلقيس اظهر

جماعت عائشہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# محبوب رب العالمين خاتم النبيين صلى الله عليه وسلم

مرتب:

الفقير الى الله تعالى

بلقيس اظهر

جماعت عائشهؓ

## شجرہ نسب سیدنا محمد خاتم النبیین ﷺ

محمد خاتم النبیین ﷺ بن عبد اللہ۔ بن عبد المطلب۔ بن ہاشم۔ بن عبد المناف۔ بن قصی۔ بن کلاب۔ بن مرہ۔ بن کعب۔  
 بن لوی۔ بن غالب۔ بن فہر۔ بن مالک۔ بن نصر۔ بن کنانہ۔ بن خزیمہ۔ بن مدرکہ۔ بن الیاس۔ بن مضر۔ بن نزار۔ بن معد۔  
 بن عدنان۔ بن اود۔ بن ہمیسح۔ بن سلامان۔ بن عوض۔ بن بوز۔ بن قموال۔ بن ابی۔ بن عوام۔ بن ناشد۔ بن حزا۔ بن بلداس۔  
 بن یدلاف۔ بن طابخ۔ بن جام۔ بن ناحش۔ بن ماحی۔ بن عیثی۔ بن عبقر۔ بن عبید۔ بن الدعا۔ بن حمدان۔ بن سنبر۔  
 بن یثربی۔ بن یحزن۔ بن یلسن۔ بن ارعوی۔ بن عیضی۔ بن ذیشان۔ بن عمیر۔ بن افتاد۔ بن ایہام۔ بن مقصر۔ بن ناحث۔  
 بن زارج۔ بن سمی۔ بن مزی۔ بن عوض۔ بن عرام۔ بن قیدار۔ بن اسماعیل علیہ السلام۔ بن ابراہیم علیہ السلام۔ بن آذر۔  
 بن ناحور۔ بن ساروغ۔ بن ارغوا۔ بن فالغ۔ بن عابر۔ بن ارفخشار۔ بن سام۔ بن نوح علیہ السلام۔ بن لامک۔ بن قشاح۔  
 بن ادیس علیہ السلام۔ بن یارد۔ بن مہلائیل۔ بن قینان۔ بن آنوش۔ بن شیت علیہ السلام۔ بن آدم علیہ السلام

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
4	اسماءُ الحسنى جل جلالہ	1
5	اسماءُ النبی ﷺ	2
6	پیدائش نور محمد خاتم النبیین ﷺ	3
8	محبوب رب العالمین خاتم النبیین ﷺ	4
10	عالم ارواح کا میثاق اور عظمتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ	5
17	دارِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ	6
21	آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی آمد سے قبل توریت اور انجیل میں آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا ذکر مبارک	7
26	حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ، اُن کی امت اور اُن کے صحابہ کرامؓ کے اوصاف سابقہ کتب آسمانی میں	8
33	خصائص امت محمدیہ (خاتم النبیین ﷺ)	9
37	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے پہلے کے کچھ واقعات اور کاہنوں کی پیشین گوئیاں	10
42	جنوں اور غیبی آوازوں سے بعثت محمدی خاتم النبیین ﷺ کی شہادت اور ثبوت	11
45	بعثت محمد خاتم النبیین ﷺ پر شیاطین کا خوف اور گھبراہٹ	12
48	کفار کی ایذا رسانی کے سلسلے میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے معجزات اور کفار کا آپ خاتم النبیین ﷺ کی بددعا سے ڈرنا	13
53	جنات کا قبول اسلام اور معجزات	14
56	حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے اپنے بعد کے واقعات کی خبر دی	15
60	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے مکتوب گرامی	16
68	میلاد النبی خاتم النبیین ﷺ	17
73	رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ﷺ	18
77	عشقِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ	19
83	سراج منیر خاتم النبیین ﷺ	20
87	آفتابِ نبوت خاتم النبیین ﷺ	21
94	عظمتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ	22
97	گستاخِ رسول خاتم النبیین ﷺ کا انجام	23
100	معجزات	24

## اسماءُ الحسنیٰ جَلِّ جَلالَه

قرآن مجید میں اسماءِ الہی کو اسماءُ الحسنیٰ کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے۔ اسماءُ الحسنیٰ کے معنی ہیں۔ بہترین، خوبصورت اور خوب ترین۔ اسماءِ الہی کو حسنیٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان ناموں پر جس پہلو سے بھی غور کیا جائے۔ خواہ علم و دانش کے رخ سے، خواہ قلبی احساسات و جذبات کے اعتبار سے، یہ سراپا حُسن ہی حسن نظر آتے ہیں۔ اللہ وحدہ لا شریک کی ذات اقدس پر ایمان لانے کے بعد اُسے جس نام سے بھی پکارا جائے وہ اچھا ہے۔ محبوب ہے اور دل کو دولت اطمینان سے مالا مال کرنے والا ہے۔ سورہ الرعد، آیت نمبر 28 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"الابد کواللہ تطمئن القلوب"

ترجمہ: "خبردار دلوں کو اطمینان اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے ہوتا ہے۔"

ایک دوسرے پہلو سے دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا شعور انسان کو اُس کی صفات ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ذات انسانی حواس کی دسترس سے بہت دور اور ماوراء ہے۔ لیکن اگر ہم اللہ تعالیٰ کو اُس کی صفات سے سمجھنا چاہیں تو وہ ہم سے بہت قریب ہے اتنا قریب کہ ہماری شہرگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور ہم اُس کو اپنا رفیق، ولی و کارساز، حامی و ناصر، شفیق و مشفق، رحیم و کریم، ستار و غفار، دعائیں قبول کرتا ہوا اور حاجتیں پوری کرتا ہوا پاتے ہیں کیونکہ وہ خود فرماتا ہے:

ادْعُونیَ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ط

ترجمہ: "مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو سنتا ہوں۔" (سورہ المومن، آیت نمبر 60)

اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ انسانی فطرت کسی چیز کے ذاتی نام کے باوجود اپنے قلبی واردات کے اظہار کے لیے اس کے مختلف نام تجویز کرتی ہے۔ ایسے ہی ناموں کو صفاتی نام کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ذاتی اسم مبارک "اللہ" کے علاوہ ایسے نام بھی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال اور کمال و دوام کا اظہار ہوتا ہے۔ انسان جب مصائب یا آلام میں گھر جاتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اپنی حالت و کیفیت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے اپنے حسین و جمیل اسماء میں سے کسی ایسے نام کو زبان پر لاتا ہے۔ جو اُس کی باطنی کیفیت کے بالکل مناسب حال ہوتا ہے۔ اور پھر اس کی یہ پکار بارگاہِ الہی میں قبول ہو جاتی ہے۔ وہی اسم اس کے لیے "اسمِ اعظم" کا حکم رکھتا ہے۔

اللہ کا نام لیتے وقت ادب و احترام اور پاکیزگی کو ملحوظ رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ یعنی مذاق میں یا گناہ کا کام کرتے ہوئے یا ناپاک حالات میں ناپاک جگہ پر اُس ذات باری تعالیٰ کا نام لینا گمراہی اور گستاخی کے زمرے میں آتا ہے۔ ایسے لوگوں کے سامنے بھی اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے جو اُس کے نام لینے کو پسند نہیں کرتے یا ایسی مجلسوں میں جہاں لوگ بے ہودہ کاموں میں مشغول ہوں اور اُس کا نام سن کر مذاق اڑائیں۔ یا ایسے مواقع پر یہ پاک نام زبان پر نہ لایا جائے۔ جہاں یہ اندیشہ ہو کہ سننے والا اسے ناگواری کے ساتھ سنے گا۔

آخر میں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ جب بھی ہم اسماءُ الحسنیٰ کی تلاوت کرنا چاہیں۔ یا ان ناموں میں سے کسی نام کو وظیفہ کے طور پر پڑھنا چاہیں۔ تو حروفِ ندا کے ساتھ پڑھیں گے۔

مثلاً: یا اللہ، یا رحمن، یا رحیم، یا کریم۔

"یا" حرفِ ندا ہے۔ جو حاضر و ناظر کے لیے بولا جاتا ہے۔ اور آخری حرف پر پیش پڑھیں گے۔ اسی طرح تمام اسماء پڑھے جائیں گے۔

\*\*\*\*\*

## اسماء النبی خاتم النبیین ﷺ

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات مبارک سے منسوب ننانوے اسماء گرامی کا سردار "محمد خاتم النبیین ﷺ" ہے۔

"محمد" کے معنی ہیں "پیارا"۔ "وہ جس کی تعریف سب سے زیادہ کی گئی ہو"۔

عرب کے کئی قبیلے اور خاندان تھے مگر آپ خاتم النبیین ﷺ سے قبل عرب و عجم میں "محمد" نام کسی نے نہیں رکھا تھا اور نہ ہی یہ نام پہلے کبھی سنا گیا تھا شاید یہ

اسم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لیے محفوظ کر رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا تعارف آسمانوں میں احمد ﷺ کے نام سے کروایا ہے یہ نام آپ ﷺ کی پیدائش پر آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے تجویز

فرمایا تھا۔ قرآن کریم میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی بعثت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا "میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ﷺ ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو یا آدم علیہ السلام، یا نوح علیہ السلام، یا ہود علیہ السلام، یا موسیٰ علیہ السلام، یا عیسیٰ علیہ السلام کہہ کر

مخاطب کیا ہے لیکن جناب مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین ﷺ کے اسم گرامی کے لیے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ أَوْ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ جِيسَةَ الْفَاظِ لَطُورِ كُنَايَا إِرْشَادِ فَرَمَائِهِمْ - مزید یہ کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو قرآن پاک میں - مدثر، مندل، تیس، طہ، سراج،

منیر، بشیر، نذیر، داعی الی اللہ اور برہان جیسے خوبصورت الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں نبی رحمت خاتم النبیین ﷺ کے مناقب جلیلہ اور دیگر محاسن کا ذکر جگہ جگہ فرمایا وہاں آپ خاتم النبیین ﷺ کے کئی

اسمائے صفات بھی ذکر فرمائے ہیں۔ بلکہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اداؤں پر نزول قرآن ہوتا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب خاتم النبیین ﷺ کو جب سفید چادر میں ملبوس پایا تو فرمایا "يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ"۔ اور جب آپ خاتم النبیین ﷺ نے کالا کبیل اور ڈھا

تو خالق عالم نے اس ادا پر فرمایا "يَا أَيُّهَا الْمُنْزَهَلُ"

خالق حقیقی اپنے محبوب کو مختلف القاب اور ناموں سے متصف کر کے یاد کرتا ہے۔ اور اس طرح ان کے مقام اور مرتبہ میں اضافہ فرماتا ہے۔

بعض اسمائے صفات اللہ تعالیٰ اور نبی مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کے لیے مشترک آئے ہیں۔ جن سے آپ خاتم النبیین ﷺ کی حیثیت اور مرتبہ کا اندازہ لگایا

جاسکتا ہے۔

مثلاً "عزیز" جس کے معنی غالب اور عزت والے کے ہیں۔ یہ اسم مبارک باری تعالیٰ اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے اسمائے صفات میں مشترک نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ خود غالب اور عزت والا ہے۔ اور ساری کائنات میں سے اس نے اپنے محبوب کو بھی "عزیز" کہہ کر پکارا۔ یعنی آپ خاتم النبیین ﷺ کو معزز اور

تمام انسانوں پر غلبہ والا بنایا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو قرآن پاک میں رب العالمین کہا اور اپنے محبوب کو رحمۃ اللعالمین کا لقب عطا فرمایا۔ چودہ سو سال سے یہ

اسماء مبارک ان گنت بندگان خدا کی زبان مبارک سے ادا ہو کر کانوں میں رس گھول رہے ہیں۔ قلب و جگر میں فرحت، اطمینان اور سکون کی لہریں ان ہی مبارک ناموں کی

برکت سے دوڑتی ہیں۔ دن رات میں کوئی ایسی گھڑی نہیں۔ جب خلق خدا کی زبانیں ان کا ورد نہ کرتی ہوں۔ شجر، حجر، پرند چرند، جن ملائکہ اور انسان رات دن اس کی تسبیح

کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اعلیٰ اور اس کے ملائکہ دن رات آپ خاتم النبیین ﷺ پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں اور اس طرح اپنی بے پایاں محبت کا اظہار کرتے

ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ جس طرح آپ خاتم النبیین ﷺ کی روشن زندگی کا ہر اسوہ حسنی ہمارے لیے نمونہ عمل ہے۔ اسی طرح آپ خاتم النبیین ﷺ

کے اسمائے مبارک کا ورد بھی ایک امتی کے لیے ناگزیر ہے۔ ان اسمائے مبارک کا ورد آپ خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت اور قلب و دین کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ

برکات کے حصول کا موجب بھی ہے۔

\*\*\*\*\*

## پیدائش نور محمد خاتم النبیین ﷺ

تفصیل اس کی اور باب خبر اور اصحاب معرفت یوں بیان کرتے ہیں کہ جل شانہ کا سب سے پہلا جلوہ نور محمد خاتم النبیین ﷺ ہے۔ یعنی خلاق مطلق نے تمام کائنات اور جملہ موجودات سے ایک کروڑ چھ لاکھ ستر ہزار برس پہلے نور محمدی خاتم النبیین ﷺ پیدا کیا۔ جس وقت اللہ پاک نے چاہا کہ محمد خاتم النبیین ﷺ کو پیدا کرے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے پاس وہ مٹی لا جو زمین کا نورانی دل ہے۔ پس جبرائیل علیہ السلام بموجب ارشادات رب الانام مع فرشتگان جنت الفردوس اور رفیق الاعلیٰ زمین پر آئے اور ایک مشت خاک مدینہ منورہ کے اس مقام سے لی کہ جس مقام میں اب مزار اقدس حضور خاتم النبیین ﷺ ہے اور مٹی نہایت روشن و چمکیلی تھی۔ اس میں نور محمدی خاتم النبیین ﷺ کو ملایا اور عطریات اور تسنیم جنت کے پانی میں اس کا خمیر کیا اور بڑے موتی کے گل بنا کر بہشت کی نہروں میں غوطہ دیا اور پھر زمین و آسمان اور دریاؤں اور پہاڑوں پر پھرایا گیا۔ تاکہ پیدا ہونے سے پہلے ہی آپ کو سب پہچان لیں۔ پھر حوالی عرش و کرسی کی ملائکہ نے اس کو پہچانا اور اس کا طواف کیا اور تمام فرشتگان زمین و آسمان نے بھی پہچانا پھر معبود حقیقی نے اس کو ریاضت کے واسطے مامور فرمایا۔ تو وہ نور محمد خاتم النبیین ﷺ کبھی قیام، کبھی رکوع، کبھی سجود، کبھی قعود میں اللہ جل شانہ و عم نوالہ کی تسبیح کرتا رہا اور یہاں تک ریاضت میں مشغول رہا کہ عرق ہو گیا اور اس سے قطرے ٹپکنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اول ایک ایک قطرے سے ایک ایک نبی کو اس مادہ نورانی سے پیدا فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تمام فرشتوں نے یکا را کہ "اے زمین والو! خوش ہو کہ یہ مادہ نورانی محبوب رب العالمین شفیع المدینین رحمۃ اللعالمین مشہور نبی الاولین و مذکور نبی الاخرین کا ہے اور پہاڑوں اور زمین و آسمان میں یہ صدا بلند ہوئی کہ جو کوئی اس امانت کے لینے کی لیاقت رکھتا ہو وہ بارگاہ رب العزت میں درخواست دے"۔ یہ سن کر سب خاموش ہو گئے۔ جب کسی نے اپنے اندر اس امانت کو لینے کی لیاقت نہ پائی تو۔۔۔

بولے آدم یہ امانت تو مجھے مل جائے

ہے بڑی چیز یہ دولت تو مجھے مل جائے

روایت ہے کہ جب آدم کا پتلا اس امانت کے خلعت سے ممتاز ہوا تو روح کو ارشاد ہوا کہ قلب آدم میں داخل ہو۔ روح چونکہ نہایت نازک اور لطیف ہے۔ بدن کے اندر اندھیرے کو دیکھ کر گھبرائی اور داخل ہونے میں کچھ تامل کیا۔ تو حکم ہوا کہ اے روح! آدم کی پیشانی کی طرف تو دیکھ۔۔۔ جب روح نے آدم کی پیشانی کی طرف دیکھا۔ نور محمدی خاتم النبیین ﷺ پر فریفتہ ہو گئی اور بے اختیار عاشق زار کی طرح ہزار جان و دل سے قالب میں داخل ہوئی۔

لکھا ہے کہ روح کے داخل ہوتے ہی آنکھیں آدم نے کھول دیں اور عرش پر، جنت کے دروازوں پر اور ستونوں پر اور قبوں پر دیکھا کہ لکھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔۔۔ پھر جسم آدم کا اس نور سے روشن ہو گیا۔ فرشتے تعظیم کرنے لگے اور اللہ پاک نے حضرت آدم کو ایک سرخ یا قوت کے تحت پر بٹھا یا جس کے سات سوپائے تھے۔ پھر اس تخت کو جبرائیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام و اسرافیل علیہ السلام و عزرائیل علیہ السلام و مقرب فرشتوں نے کا ندھوں پر اٹھایا اور آسمانوں اور عجائبات جنت کی سیر کراتے پھرے اور سب سے بڑھ کر یہ تو قیر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے سب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ سب نے کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اور سر جھکانے سے انکار کر دیا اور جنہوں نے سجدہ تعظیمی کیا ان کو جدا گانہ اکرام و انعام مرحمت فرمائے۔ یعنی ان مقربین فرشتوں نے بڑے بڑے مراتب پائے۔ ان میں سے کچھ اس تخت کے حامل قرار پائے۔ جبرائیل علیہ السلام کو وحی پہنچانے کی خدمت عطا ہوئی۔ اسرافیل علیہ السلام کو لوح محفوظ کی خصوصیت کا انعام ملا۔ غرض یہ کہ جن فرشتوں نے آدم کا پاس ادب کیا، فرمانبرداروں پر انعام الہی اور نافرمان پر غضب ہوا۔ وہ سب تعظیم نور محمد خاتم النبیین ﷺ کا سبب تھا۔

روایت ہے کہ جنت میں آدم نے تنہائی سے گھبرا کر جناب باری میں یہ خواہش کی کہ میرا کوئی جوڑ پیدا کرتا کہ تنہائی کی وحشت دور ہو۔ فرشتوں نے با حکم خداوندی تعالیٰ جب آدم سوئے تو ان کی بائیں پٹلی چاک کی۔ خدا کی قدرت کاملہ سے ایک عورت خوبصورت پیدا ہوئی اور ایک لمحہ میں سب قد و قامت اس کا درست ہو گیا پھر اس پٹلی کو فرشتوں نے ایسا ملایا کہ آدم سوئے کے سوتے ہی رہے۔ جب آدم بیدار ہوئے تو دیکھا کہ نہایت خوبصورت ہم جنس ان کے پہلو میں بیٹھی ہے۔ دیکھ کر بہت خوش ہوئے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "ہماری لونڈی ہے اور اس کا نام حوا ہے یہ تمہاری وحشت کو دور کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہے"۔ آدم علیہ السلام نے چاہا کہ بی بی حوا کو ہاتھ لگائیں۔ حکم ہوا کہ "اے آدم اس کو ہاتھ نہ لگانا جب تک اس کا مہر نہ ادا کر لو"۔ آدم نے عرض کیا کہ "اے الہی العالمین اس کا مہر کیا ہے؟" ارشاد ہوا کہ "اس کا مہر یہ ہے کہ 10 بار میرے حبیب خاتم النبیین ﷺ پر درود پڑھو"۔ اللهم صلی علی محمد و علی آل محمد۔۔۔ آدم نے درود پڑھا۔ فرشتے شاد و گواہ بنے اور بی بی حوا کا آدم سے عقد نکاح اللہ تعالیٰ نے منعقد کیا۔

مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ "جس وقت اللہ رب العزت نے آدمؑ کا نکاح حوا کے ساتھ کیا اور کلامِ قدس سے پڑھا تو شیطان کو دشمنی ہوئی اور آدمؑ کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ آخر بہشت سے باہر نکالا۔ زمین پر آ کر طرح طرح کی مشقتوں میں مبتلا ہوئے۔ روایت ہے کہ جب آدمؑ زمین پر آئے اور 300 برس تک سر نیچے ڈالے رہے اور شرمندگی سے سراو پر نہ اٹھایا اور آسمان کی طرف نہ دیکھا اور اس قدر روتے تھے کہ آنسو آنکھوں سے بند نہ ہوتے تھے۔ لکھا ہے کہ اگر اشک تمام روئے زمین کے جمع کیے جائیں تو آدمؑ کے اشک ان سے زیادہ ہوں۔ غرض یہ کہ اس قدر آدمؑ نے گریا و زاری کی کہ ان آنسوؤں سے ایک ندی جاری ہوگئی اور تمام چرند پرند ان کو پی پی پر کہتے تھے کہ "کیا ہی میٹھا پانی ہے!" آدم علیہ السلام یہ سن کر اور بھی زیادہ روتے تھے کہ میرے رونے پر جانور بھی ہنستے ہیں۔ ندا ہوئی بارگاہ ایزدی سے کہ "اے آدم! یہ جانور سچ کہتے ہیں۔ جو کوئی ہم سے ڈر کر اپنے گناہوں سے نادم ہو کر روتا ہے واقعی اس کے آنسو شہد سے زیادہ شیریں ہوتے ہیں۔"

اسی واسطے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "تین آنکھیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے انہیں نجات دے گا۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ سے ڈر کر روئے۔۔۔ دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی عبادت کے لیے بیدار رہے۔۔۔ تیسری وہ آنکھ جو گناہ کی چیزیں نہ دیکھے۔"

جب آدمؑ 300 برس تک روئے اور آواز زاری حد سے زیادہ گزری تو دریائے فضل و کرم جوش میں آیا اور جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آدمؑ کے پاس جاؤ اور اذان کہو۔ پس جبرائیل علیہ السلام آئے اور وہاں جہاں وہ سر جھکائے رو رہے تھے اذان کہنا شروع کی۔ جس وقت اس کلمہ پر پہنچے اشہدان محمد رسول اللہ۔ آدمؑ نے آنکھیں کھول دی اور نام کے سننے سے وحشت دور ہوئی۔۔۔ اطمینان حاصل ہوا اور یاد آگیا کہ محمد خاتم النبیین ﷺ کا نام عرش پر بھی لکھا ہوا ہے۔ اس نام کے توسل اور طفیل سے دعا کرنی چاہیے۔ اس وقت آدمؑ نے یہ عرض کیا "الہی سوال کرتا ہوں تجھ سے کہ محمد خاتم النبیین ﷺ کے طفیل سے مجھے بخش دے۔" اسی وقت فرشتوں کو حکم ہوا کہ اے فرشتوں آدم ہماری درگاہ میں بڑا شفیق لایا ہے۔ اب تعظیم کرو اس کی اور کہہ دو کہ ہم نے نام محمد خاتم النبیین ﷺ کی بدولت تمہاری خطا معاف کی۔ لکھا ہے کہ بے شمار فرشتے اس وقت حضرت آدمؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے جسم سے گرد و غبار جھاڑتے تھے اور کہتے تھے \*\*\* \*\* یعنی اب کچھ غم نہ کرو آدم۔۔۔ پھر اللہ پاک نے فرمایا کہ "آدم تو نے محمد خاتم النبیین ﷺ کو کہاں سے جانا؟ ابھی تو ہم نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا ہے۔" آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ "الہی جس وقت تو نے مجھے پیدا کر کے مجھ میں روح ڈالی تھی سر اٹھا کر عرش کی طرف دیکھا کہ پایوں پر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پس میں نے جان لیا تھا کہ یہ اللہ نے اپنے نام سے اس کا نام ملا کر لکھا ہے جو اسے سب سے زیادہ پیارا ہے۔" ارشاد ہوا "آدم تو نے بالکل سچ کہا۔ واقعی محمد خاتم النبیین ﷺ میرا حبیب ہے اور جو کچھ میں نے پیدا کیا ہے سب اسی کے طفیل سے ہے۔ اگر اس کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا کچھ بھی پیدا کرنے کی ضرورت نہ تھی یہاں تک کہ تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اب ہم نے اس کے طفیل سے تیرا قصور معاف کیا اور قسم ہے اپنے عزت و جلال کی جو کوئی تیری اولاد سے محمد خاتم النبیین ﷺ کا وسیلہ پکڑے گا اس کی خطا میں ہم معاف کر دیں گے اور اس کی مرادیں پوری کر دیں گے۔"

روایت ہے کہ جب آدمؑ کا قصور معاف ہوا تو پیدائش کا سلسلہ جاری ہوا۔ عادت الہی اس طرح ہوئی کہ حوا کے شکم مبارک سے ہر بار ایک بیٹا اور ایک بیٹی ساتھ پیدا ہوتے رہے لیکن جب شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ اکیلے پیدا ہوئے۔۔۔ حضرت آدمؑ کے بیٹے حضرت ہابیل کے قتل کیے جانے کے پانچ سال بعد حضرت شیثؑ پیدا ہوئے۔ وہ حسن و خوبصورتی میں حضرت آدمؑ کی طرح تھے اور حضرت آدمؑ کو اپنی تمام اولاد سے زیادہ پیارے تھے۔ حضرت شیث علیہ السلام اکثر حضرت آدمؑ سے بہشت کے حوالے سے سنا کرتے تھے اور تنہائی میں رب تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت شیث علیہ السلام کے زمانے میں لوگ دو قسموں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ کچھ لوگ حضرت شیث علیہ السلام کے تابعداری کرتے اور کچھ قابیل (جو حضرت ہابیل کا قاتل تھا) کے وفادار تھے۔ حضرت شیثؑ سب کو نصیحت کرتے تھے بعض مان جاتے تھے اور بعض اڑے رہتے۔ جب حضرت آدمؑ کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو وصیت کی کہ جو تمہاری پشت میں نور ہے اس کی حفاظت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نور مبارک کو نیک مرد اور نیک عورتوں میں منتقل کیا۔ آدمؑ سے حضرت شیثؑ و رادریسؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو ممتاز فرماتے ہوئے عبدالمطلب پھر ان سے عبد اللہ بن مطلب میں آیا۔ جس پشت میں یہ نور محمدی خاتم النبیین ﷺ آتا تھا ایک نیا جلوہ دکھاتا تھا یعنی آدمؑ کی خطا اسی نور کی برکت سے معاف ہوئی۔ حضرت شیثؑ کے جسم سے مشک کی خوشبو اسی نور پاک کے باعث آتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اسی کے تصرف نے ترائی۔ اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ کی آگ کو گلزار اسی نور محمدی خاتم النبیین ﷺ سے بنایا۔ حضرت اسماعیلؑ کی جگہ جنت سے دنبہ اسی نور کی بدولت آیا اور بغیر ذبح ہوئے "ذبح اللہ" اسی نور کے سبب سے کہلائے۔ عبدالمطلب کی دعا نے اسی نور کی بدولت قبولیت کے درجے پائے۔ حضرت عبد اللہ کو دیکھ کر تمام بت منہ کے بل گرتے تھے اور پکارتے تھے کہ "اے عبد اللہ! ہمارے قریب نہ آ کیونکہ ہمارے مٹانے والے کا نور تجھ میں چمک رہا ہے۔" وہ یہی نور تھا اور عبد اللہ جو ہر شجر و حجر سے سلام کی آواز سنتے تھے وہ اسی نور کا ظہور تھا۔

## محبوب رب العالمین خاتم النبیین ﷺ

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مظهر ارادہ ذات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ کوئی مجھے جانے اور پہچانے تو نور مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کو وجود میں لے آیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ: "اے حبیب ﷺ اگر آپ ﷺ کو پیدا نہ فرماتا تو کچھ پیدا نہ فرماتا"۔ (کشف الخفا ومزیل الالباس 2: 214، رقم: 2123)

فخر موجودات، سید الاولین، محبوب رب العالمین محمد خاتم النبیین ﷺ وہ ذات و صفات ہیں کہ

- 1- جن کی خاطر کائنات ہست و بود کو وجود ملا۔
- 2- جن کی برکت سے انسانیت کو شعور ملا۔
- 3- جن کے گلے میں "لولاک" کا ہار پہنایا گیا۔
- 4- جن کو ورفعا لک ذکرک کا تاج پہنایا گیا۔ (سورہ الشرح، آیت نمبر 4)
- 5- جن کے اسم گرامی سے جنتی درختوں کے ہر ورق کو زینت ملی۔
- 6- جن کے نام کی برکت سے سیدنا حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی۔
- 7- جن کے نام کی برکت سے حضرت ابراہیمؑ کو سعادت کا تحفہ ملا۔
- 8- جن کا کلمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر کندہ تھا۔
- 9- جن کے صبر کا نمونہ حضرت ایوبؑ کو ملا۔
- 10- جن کی نعت کا ایک مصرع حضرت داؤدؑ کا نغمہ تھا۔
- 11- جن کی عفت کا شمع عصمت حضرت یحییٰؑ کو ملا۔
- 12- جن کے دفتر حکمت کی ایک سطر حضرت لقمانؑ کو نصیب ہوئی۔
- 13- جن کے قرب کا ایک لحظہ حضرت موسیٰؑ کو کمالات کی صورت میں ملا۔
- 14- جن کے مرتبے کا ایک حصہ حضرت ہارونؑ کو وزارت کی صورت میں ملا۔
- 15- جن کی رفعت و بلندی کی ایک جھلک حضرت یحییٰؑ کو نصیب ہوئی۔
- 16- جن کی ولادت باسعادت سے فارس کے آتش کدے بجھ گئے۔
- 17- جن کے جمال کا پرتو (عکس) حضرت یوسفؑ کو ملا۔
- 18- جن کو ولادت سے قبل ہی صادق و امین کا لقب ملا۔
- 19- جن کی انگشت مبارک کے اشارے سے چاند و لخت ہو گیا۔
- 20- جن کی رسالت کی گواہی جمادات نے بھی دی۔
- 21- جن کے حصے میں معراج کی عظمت آئی۔
- 22- جن کے در اقدس کے خاک نشین صدیق اکبرؓ بنے۔
- 23- جن کے خرمین ایمان کے ریزہ چیں فاروق اعظمؓ بنے۔
- 24- جن کے حیا کی کرن عثمانؓ ذوالنورین بنے۔
- 25- جن کے بحر علم کی چھینٹوں سے علیؓ باب العلم بنے۔
- 26- جن کے شہر کورب نے "بلدا میں" کہا۔
- 27- جن پر نازل ہونے والی کتاب کو "کتاب میں" کہا۔

- 28- جن پر رب کریم اور ان کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔
- 29- جنہوں نے ”یوم الست“ میں سب سے پہلے ”ہلی“ کا نعرہ لگایا۔
- 30- جن کے نور و لادت نے دنیا کو جگمگا دیا۔
- 31- جن کے حسن و جمال کا تذکرہ قرآن پاک میں آیا۔
- 32- جن کے لعاب دہن سے کڑوا پانی میٹھا ہو گیا۔
- 33- جن کی مبارک انگلیوں سے پانی کا چشمہ ابل پڑا۔
- 34- جن کی آنکھیں سوتی تھیں، دل بیدار رہتا تھا۔
- 35- جن کا مبارک پسینہ ”عنبر“ سے زیادہ خوشبودار تھا۔
- 36- جن کی ولادت باسعادت پر شیاطین کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا۔
- 37- جن کا قرین اور موکل جن بھی مسلمان ہوا۔
- 38- جن پر درود و سلام بھیجنا (حکم الہی) سے واجب کر دیا گیا۔
- 39- جن کو رب نے رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ﷺ کہا۔
- 40- جن کا وجود مسعود اپنے مرقد اقدس میں حیات حقیقہ کے ساتھ زندہ ہے۔
- 41- جن کا مرقد مبارک عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔
- 42- جن کے مرقد مبارک پر موکل / فرشتہ امت کا درود و سلام پہنچاتا ہے۔
- 43- جن کے حجرہ اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک ہے۔
- 44- جن کو قیامت کے دن مقام محمود عطا کیا جائے گا۔
- 45- جن کو حوض کوثر کا مالک بنایا جائے گا۔
- 46- جن کی امت قیامت کے دن سب امتوں سے زیادہ ہوگی۔
- 47- جن سے دین کی تبلیغ پر قیامت کے دن گواہی طلب نہ کی جائے گی۔
- 48- جن پر نازل ہونے والی کتاب جنت میں بھی پڑھائی جائے گی۔
- 49- جن کی زبان عربی اہل جنت کی زبان بنا دی جائے گی۔
- 50- جن کا وجود مسعود عاے ظلیل اور نوید مسیحا بنا۔

حدیث قدسی میں وارد ہوا (یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ)

لولاک لما خلقت الافلاک

ترجمہ: ”اے محبوب! اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا ہی نہ کرتا۔“ (کشف الخفا و مزیل الالباس 2: 214، رقم: 2123)

یعنی اگر حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ دنیا میں جلوہ افروز نہ ہوتے تو یہ جن و انس، شمس و قمر، شجر و حجر، بحر و بر، پھولوں کی مہک، چڑیوں کی چہک، سبزے کی لہک، ساو، سمک، رفعت و پستی، زمین کی نرمی، سورج کی گرمی، دریا کی روانی، کواکب آسمانی، نباتات و جمادات، جواہر و معدنیات، جنگل کے درندے، ہوا کے پرندے غرض کائنات کی کسی چیز کا نام و نشان تک نہ ہوتا۔

رخ مصطفیٰ ﷺ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ

نہ نگاہ بزم ناز میں نہ دکان آئینہ ساز میں

## عالم ارواح کا میثاق اور عظمتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ

اللہ رب العزت کا شکر ہے، جس نے ہمیں اپنی خلق کی سب سے بڑی نعمت حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی ذات گرامی عطا کی اور ہمیں تو فوق مرحمت فرمائی کہ ہم حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ اپنا رشتہ محبت، رشتہ اتباع، رشتہ تعظیم اور رشتہ نصرت استوار کر سکیں۔

میثاق سے مراد وہ عہد، حلف اور پختہ وعدہ ہے، جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کبھی تمام افراد کی ارواح سے اور کبھی صرف انبیائے کرام اور رسل عظام کی ارواح سے لیا۔

میثاق عالم ارواح میں تین ہوئے تھے:

**1- پہلا میثاق (عہد یا وعدہ):** پہلا میثاق اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام انسانوں کی روحوں سے اپنی الوہیت اور اپنی توحید کا لیا، کہ وہ اللہ کو ایک مانیں گے، اللہ کی توحید پر ایمان لائیں گے، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ یعنی اللہ رب العزت نے اپنی توحید کے اقرار اور شرک کی نفی کا عہد اور وعدہ ہر انسانی روح سے لیا۔ اسی کو ’میثاقِ اُنت‘ بھی کہتے ہیں۔

پہلا میثاق اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات، اپنی وحدانیت، اپنی توحید اور اپنی الوہیت کی نسبت کے بارے میں لیا کہ توحید پر ایمان لاؤ گے اور شرک نہیں کرو گے۔ اس کے لیے ارشاد فرمایا: **وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْ بُنْيَانِ آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ** (سورہ الاعراف، آیت نمبر 172)

ترجمہ: ”اور (یاد کیجئے!) جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشتوں سے ان کی نسل نکالی اور ان کو انہی کی جانوں پر گواہ بنایا (اور فرمایا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ وہ (سب) بول اٹھے: کیوں نہیں؟ (تو ہی ہمارا رب ہے)، ہم گواہی دیتے ہیں، تاکہ قیامت کے دن یہ (نہ) کہو کہ ہم اس عہد سے بے خبر تھے۔“ (ترجمہ عرفان القرآن)

یہ عہد صرف انبیاء اور رسولوں سے نہیں تھا بلکہ پوری نسلِ بنی آدم اور تمام کائناتِ انسانی کے جملہ افراد سے تھا۔ جب انہوں نے اقرار کر لیا تو حدیث میں آتا ہے کہ ملائکہ نے اس کے اوپر گواہی دی اور تمام فرشتوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے گواہ بنایا۔ (طبرانی، جامع البیان فی تفسیر القرآن، 9: 113)

شَهِدْنَا کے کلمہ میں ملائکہ کی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور ربوبیت کا اقرار کیا اور گواہ ہو گئے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے پوری زمین و آسمان کو گواہ بنا دیا۔ (قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 7: 318)

تاکہ اپنے اپنے وقت پر جب یہ لوگ دُنیا میں پیدا ہو چکے ہوں گے، اور قوموں کی شکل میں موجود ہوں گے تب اللہ تبارک و تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول آئیں گے اور انہیں توحید کی دعوت دیں گے، تو ان میں سے بے شمار لوگ منکر ہو جائیں گے (جیسا کہ ہوتے رہے)۔ کئی ایمان لائیں گے اور کئی روہیں اپنا اقرار بھول جائیں گی۔ وہ کفر و شرک کریں گی، منکر ہو جائیں گی، انبیاء کو رد کریں گی، اُن کی دعوت قبول نہیں کریں گی۔ جب قیامت کے دن وہ اس امر سے منکر ہوں گے تو اُن کے انکار کو رد کرنے کے لیے یہ گواہی دلوائی تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں اس کا پتہ ہی نہیں تھا۔ (ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 2: 262)

امام احمد بن حنبل نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی کہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”یہ جو گواہی لی گئی، وہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: **”الَّا تَشْرِكُ بِي شَيْئًا“** اے انسان! تو میرے ساتھ، میری وحدانیت پر ایمان رکھے گا اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گا۔“ (احمد بن حنبل، 1: 127)

(یہی مضمون حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت سعید بن جبیر کے طریق پر مروی ہے۔ یہی مضمون بخاری اور مسلم، دونوں کتب حدیث میں وارد ہوا ہے۔) اسی طرح جامع ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا فرمان اقدس ہے:

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے جب آدم کو پیدا فرمایا تو ان کی صلب پر اپنا دستِ قدرت پھیرا۔ چنانچہ آپ کی پشت سے ہر وہ روح گر پڑی جسے اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن تک آپ علیہ السلام کی اولاد میں پیدا کرنا تھا۔“ (ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب التفسیر، باب ومن سورہ الاعراف، 5: 267، رقم: 3076-حاکم، المستدرک، 2: 355، رقم: 3257)

یعنی قیامت تک جس جس روح اور جس جس وجود بشری کو اللہ تبارک و تعالیٰ دنیا میں پیدا کرنے والا تھا، اُسے صلبِ آدم سے نکالا اور بصورتِ روح متشکل کر

کے تمام ارواح سے یہ عہد لیا کہ وہ سارے کے سارے لوگ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: جب اُسٹ برنگم کا جواب ملی دے چکے اور اقرار توحید و اقرار ربوبیت کر چکے تو پھر فرشتوں نے اپنی زبان سے کہا: (سورہ الاعراف، آیت نمبر 172) ”ہم گواہی دیتے ہیں تاکہ قیامت کے دن یہ (نہ) کہو کہ ہم اس عہد سے بے خبر تھے“۔ (ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 2: 262)

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاں اس مضمون کو بیان کیا وہ ایک ہی مضمون ہے کہ یہ بیثاق توحید تھا اور اس پر ملائکہ کی گواہی تھی۔

ایک حدیث میں ہے کہ اس کے اوپر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ”میں ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو تمہارے اوپر گواہ بناتا ہوں۔ تو زمین و آسمان نے اپنی زبان حال سے اس پر گواہی دی۔“۔ (احمد بن حنبل، المسند، 5: 135)

**2- دوسرا بیثاق (عہد یا وعدہ):** دوسرا بیثاق اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام انبیاء اور رسولوں کی روحوں سے لیا۔ یہ بیثاق نبوت تھا اور اس امر کا اعلان تھا کہ تمہیں نبوت یا رسالت عطا کی جائے گی اور اپنی رسالت یا نبوت کا فریضہ ادا کرنے کے لیے تم اپنے اپنے وقت پر مبعوث کیے جاؤ گے۔ اور تمہارے یہ فرائض نبوت اور فرائض رسالت ہوں گے اور ہر ایک سے اس چیز کا عہد اور oath لیا کہ وہ اپنے فرائض نبوت و رسالت کا حصہ بجالائیں گے۔

جیسے کسی شخص کو ایک آفس سپر دکیا جاتا ہے۔ اس کی appointment پر پہلے declaration اور decision کے طور پر ایک oath-taking ceremony ہوتی ہے، یہ ایک spiritual ceremony تھی، یہ دوسرا بیثاق تھا۔

اللہ رب العزت کا امر، عالم ارواح میں جن جن کو نبوت و رسالت کے اعزاز سے بہرہ یاب کرنے کا تھا، ان انبیاء کی ارواح کو جمع کر کے ان سے عہد لیا اور وہ عہد و بیثاق بشکل حلف نبوت تھا کہ تمہیں نبوت و رسالت سے سرفراز کروں گا اور تمہاری نبوت و رسالت کے یہ فرائض ہیں جو ادا کرنے ہیں۔ اس بیثاق کا ذکر سورۃ احزاب کی آیت نمبر 7 اور 8 میں آتا ہے۔ ارشاد فرمایا گیا:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ۝ لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ (سورہ الاحزاب، آیت نمبر 7-8)

ترجمہ: ”اور (اے حبیب! یاد کیجئے) جب ہم نے انبیاء سے اُن (کی تبلیغ رسالت) کا عہد لیا اور (خصوصاً) آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم (علیہم السلام) سے اور ہم نے اُن سے نہایت پختہ عہد لیا۔ تاکہ (اللہ) سچوں سے اُن کے سچ کے بارے میں دریافت فرمائے اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے“۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

ایک قاعدہ یاد رکھ لیں کہ جب بھی قرآن مجید میں لفظ ”اذ“ آتا ہے اس حرف کا معنی ہوتا ہے ”جب“، مگر جہاں بھی ”اذ“ آئے گا اس کے ساتھ ایک لفظ مخدوف ہوتا ہے ”وَإِذْ كُرِّ لِي“ یعنی یہ Hiden ہوتا ہے اس لیے آپ قرآن مجید کا جو ترجمہ بھی اٹھا کے دیکھیں اُس میں لکھا جائے گا ”اور یاد کرو جب“، مگر وہ عبارت نہیں آتا معنی ہوتا ہے۔ تو گویا جہاں جہاں قرآن مجید میں کلمہ ”اذ“ کے ساتھ کوئی آیت شروع ہوئی ہے، وہاں اس آیت کے اندر بیان کیا جانے والا واقعہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے یوں بیان کیا ہے:

”میرے حبیب مکرم یاد کریں وہ وقت جب میں نے یہ کیا، یاد کریں وہ وقت جب میں نے یہ کہا، یاد کریں وہ واقعہ جب یہ بات ہوئی، تو جب کسی کو یہ کہا جائے کہ یاد کریں وہ وقت یاد کریں وہ واقعہ۔ یہ کس کو کہا جاتا ہے؟ جو شخص اُس واقعہ کے وقت موجود ہی نہ تھا! اُس کو کوئی کہہ سکتا ہے یاد کریں وہ وقت؟ وہ کہے گا میں کیا یاد کروں، میں تو تھا ہی نہیں، موجود ہی نہیں تھا، مجھے تو علم ہی نہیں ہے، یاد تو وہ بات کرائی جاتی ہے، جو پہلے سے اُس کے علم میں ہو، اُس کے سامنے رونما ہو چکی ہو، جس کو بات کہی جا رہی ہے وہ وہاں موجود ہو یا اُس کے علم میں ہو۔ خواہ جسمانی طور پر موجود ہو، خواہ روحانی طور پر موجود ہو، خواہ علمی طور پر موجود ہو، یعنی باعتبار خبر یا باعتبار علم یا باعتبار آگاہی موجود ہو۔ جیسے باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں آدم علیہ السلام کی تخلیق پر بھی ”اذ“ کہا:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً.

ترجمہ: ”اور یاد کیجئے جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ اور نائب بنانے والا ہوں“۔ (سورہ البقرہ، آیت نمبر 30)

اسی طرح انبیاء کی روحوں سے میثاق لیا جا رہا تھا، تو اس کا ذکر بھی ”اِذْ“ کے ساتھ کیا۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ.

ترجمہ: ”اور میرے محبوب یا دیکریں جب ہم سب انبیاء سے عہد لے رہے تھے“۔ (سورہ الاحزاب، آیت نمبر 7)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور پاک ﷺ تخلیق آدم سے بھی پہلے اور میثاق انبیاء سے بھی پہلے موجود تھے۔ یہ نحو اور بلاغت کا قاعدہ اور اصول ہے جب ہمزہ استفہام لکم یا لا پر آئے گا تو وہ استفہام انکاری بنے گا اور اُس کا فائدہ اور اس کا معنی اور اُس کا مفہوم اور مراد positive اور مثبت ہوتا ہے۔ جیسے قرآن حکیم میں فرمایا گیا ”الکُم تَرْكِيْفٌ“ ”کیا آپ نے نہیں دیکھا“؟ اردو اور دنیا کی ہر زبان میں بھی یہی طریقہ ہے۔ جب اردو میں آپ کسی کو کہیں: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ تو جب کسی کو یوں کہہ کے مخاطب کیا جائے تو اس کا معنی ہوتا ہے آپ جانتے ہیں آپ نے دیکھا ہے۔ یہ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ولادت سے پہلے کا واقعہ ہے جب ابرہہ کا لشکر کعبہ معظمہ پر حملہ آور ہوا اس وقت آپ خاتم النبیین ﷺ رحمہ مادر میں ہیں۔ لیکن حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو دوران وحی اللہ پاک فرما رہا ہے: ”میرے محبوب! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ابرہہ کے ہاتھیوں کے ساتھ کیا حشر کر دیا تھا؟“ اس کا مطلب ہے ”ہاں آپ ﷺ نے دیکھا ہے۔“ معلوم ہوا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ولادت سے پہلے بھی دیکھتے تھے، اسی طرح کائنات بشریت کے آغاز سے پہلے بھی ان انبیاء کے میثاق پر گواہ تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی موجودگی اور آپ خاتم النبیین ﷺ کا علم اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی خبر سارے زمانوں کے اوپر محیط ہے۔

اب بتانا یہ مقصود ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اور جب ہم نے تمام انبیاء سے میثاق لیا۔۔۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش جتنے انبیاء علیہم السلام ہوئے اب ان تمام انبیاء سے میثاق لیا۔ اس سے معلوم ہوا ”میثاق نبوت“ سب سے لیا، مگر کل انبیاء علیہم السلام میں سب سے اونچے درجے کے اولوالعزم جو پانچ نبی ہوئے ان کا نام لے کر mention فرمایا کہ ان سے بھی عہد لیا اور جب نام لے کر ذکر کیا تو فرمایا: ”وَمَنْكُ“ ”محبوب آپ سے بھی لیا۔“ ”اور نوح“ ”اور نوح سے بھی لیا۔“ ”ابراہیم“ ”اور ابراہیم سے بھی لیا“، ”موسیٰ“ ”اور موسیٰ سے بھی لیا۔“ ”عیسیٰ بن مریم“ ”اور عیسیٰ بن مریم سے بھی لیا۔“ اب یہاں کئی لطیف بات ہے کہ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بعثت تو بعد میں سب انبیاء نے آخر میں ہوئی مگر جب رب کائنات نے سب کا ملا کر ذکر کیا تو ترتیب بعثت کو بدل کر ترتیب مرتبت قائم کر دی۔ جو رتبے میں سب سے اونچا ہے اُس کا نام پہلے لیا پھر خاص بات یہ ہے کہ رتبہ کی ترتیب بھی سارے پانچوں پر قائم نہیں کی کہ رتبے میں دیکھیں تو ابراہیم علیہ السلام سب سے اولوالعزم ہیں۔ مگر حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ذکر کرنے کے بعد پھر ترتیب مراتب نہیں رکھی، پھر ترتیب بعثت لے آئے۔ صرف ایک single نام کی خاطر ترتیب بدل دی، جب حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا نام لے لیا پھر ترتیب وہی برقرار رکھی۔ اللہ رب العزت نے فرمایا محبوب آپ سے عہد لیا اور نوح سے لیا اور ابراہیم سے لیا اور موسیٰ سے لیا اور عیسیٰ سے لیا ”وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا“ اور ہم نے ان سب انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑا پختہ عہد لیا۔

وہ کس چیز کا عہد تھا؟ اس چیز کا عہد تھا کہ ”یہ تمام انبیاء جب دنیا میں مبعوث ہوں گے تو اللہ کے دین کی اقامت کریں گے اور اللہ کے دین کو فروغ دیں گے“، یعنی وہ اللہ کا پیغام توحید لے کر دنیا میں آئیں گے اور نسل بنی آدم اور اپنی اپنی اقوام تک پہنچائیں گے۔ یہ وہ عہد تھا جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے لیا۔ اور عمومی ذکر کے ساتھ پانچ کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ پانچ اولوالعزم سب سے بلند رتبہ انبیاء اور رسل ہیں۔ سورہ میں بھی اسی طرح ہے جس سے معلوم ہوتا ہے اتفاقاً ایسا نہیں ہوا بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر جگہ یہی التزام کیا ہے اور جب ہر جگہ ایک ہی بات کا اہتمام ہو تو صاف ظاہر ہے اُس کے اندر کوئی ایک باقاعدہ message ہوتا ہے۔ جو یہ ہے کہ اگر انبیاء و رسل کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی برابری گوارا کرتا تو پھر جو جس جس زمانے میں مبعوث ہوئے اسی ترتیب سے ذکر کرتا۔ مگر سورۃ شوریٰ، آیت نمبر 13 میں بھی فرمایا:

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ.

ترجمہ: ”اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا کہ دین ٹھیک رکھو۔“

پچھے حضرت نوح علیہ السلام کے دین کا ذکر چلا آ رہا تھا کہ وہ کون سا دین تھا؟ فرمایا: ”یہ وہی دین ہے جو محبوب ہم نے آپ ﷺ کی طرف بھی بھیجا ہے اور جو ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کی طرف بھی بھیجا ہے۔ تاکہ اللہ کے دین کو قائم کیا جائے۔“ ہم دیکھتے ہیں کہ باری تعالیٰ یہاں نوح علیہ السلام کے ذکر میں جب آپ ﷺ کا ذکر لائے تو ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ سب اولوالعزم پیغمبروں کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کر دیا۔ یہی ترتیب یہاں رکھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا آپ ﷺ، آخر الانبیاء ہونے کے باوجود ذکر میں اول ہیں۔



بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا) کہ اس پر قائم رہو گے؟) اب بتائیے کیا کسی کے پھر جانے کا ڈر تھا؟ یہ عہد تو انبیاء علیہم السلام سے لیا جا رہا ہے کوئی عام نسل بنی آدم سے نہیں۔ پھر اس نے اپنی توحید کا اقرار لے کر اور انبیاء سے ان کی نبوتوں کا بیثاق لے کر تکرار کے طور پر ان سے کوئی ایسی بات نہیں کہی۔ مگر جب بیثاق رسالت محمدی ﷺ کی باری آئی ہے تو پوچھا: "کیا، اقرار کرتے ہو؟" پہلا اقرار تو اس بیثاق کے اندر آ ہی گیا تھا۔ دوسری بار پوچھا۔ "کیا اس بات کا اعلان اور اقرار کرتے ہو؟" جواب دیا: "جی ہاں! اقرار کرتے ہیں۔" پھر تیسری بار یہی پوچھا: "کیا اس بات کا کہ میرے محبوب پر ایمان لاؤ گے اور ان کے پیغمبرانہ مشن کی مدد کرو گے اور ان کی نبوت و رسالت کی اتباع کرو گے اور اپنی امتوں میں ان کی آمد کے ڈنکے بجائو گے، کیا اس کا میرے ساتھ پختہ وعدہ کرتے ہو؟" انہوں نے کہا: "باری تعالیٰ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں، اعلان کرتے ہیں، تیری ذات کے ساتھ پختہ وعدہ کرتے ہیں۔" پھر فرمایا: "تم خود گواہ ہو جاؤ۔" پھر فرمایا: "فَاشْهَدُوا" "اگر میرے ساتھ اقرار کرتے ہو اور اس بات کا اعلان کرو گے پختہ وعدہ کرتے ہو تو پھر گواہ ہو جاؤ۔" سب نے کہا: "باری تعالیٰ! ہم تیرے حضور اپنے قول اور اپنے اقرار پر خود گواہ ہو گئے۔" اور پھر اس نے کہا: "وَآتَاكَ مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ"، "اب تمہاری گواہی پر میں خود گواہ بنتا ہوں۔" جب بیثاق توحید اور انبیاء علیہم السلام سے بیثاق نبوت کا وقت تھا تو رب ذوالجلال خود گواہ نہیں بنے مگر جب رسالت محمدی ﷺ کے عہد و بیثاق کا وقت آیا تو رب کائنات نے سب نبیوں کو بھی گواہ بنایا اور پھر ان پر خود اپنی ذات کو اس بیثاق نبوت مصطفیٰ ﷺ پر گواہ بنایا۔ اور پھر اگلی آیت میں پوری نسل آدم کے لیے تمہیہ فرمایا: (سورہ آل عمران، آیت نمبر 82)

فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَٰسِقُونَ۔ ترجمہ: "پھر جس نے اس (اقرار) کے بعد روگردانی کی پس وہی لوگ نافرمان ہوں گے۔"

علامہ ابن تیمیہ روایت کرتے ہیں "ہر نبی اپنے اپنے زمانے میں اپنی امت سے یہ عہد لیتا رہا کہ اگر تم لوگ زندہ ہوئے اور تمہارے زمانے میں نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ ﷺ آگئے تو پھر میرے کلمے کے پیچھے نہ پڑے رہنا، پھر حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا امتی ہو جانا۔ اُن پر ایمان لے آنا کہ اُس میں ہماری نبوتوں کے سارے دھارے نبوت و رسالت محمدی ﷺ کے سمندر میں ضم ہو جائیں گے۔" (دقائق التفسیر 1: 334)

آپ خاتم النبیین ﷺ چونکہ سب انبیاء علیہم السلام کے گواہ و امام اور سب انبیاء علیہم السلام کے نبی ہیں، سب امتوں کے نبی ہیں، اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس منظر کو عملاً بھی دہرایا تاکہ وہ جو حقیقت ہے اُس کا ظہور دنیا میں بھی ہو جائے اور آخرت میں بھی ہو جائے۔ کُل انبیاء کی کثرت مبعوث ہوئی تھی بیت المقدس اور شام، اُردن، فلسطین اور ملحقہ علاقوں میں۔ اکثریت انبیاء کی وہاں مبعوث ہوئی تھی اور انبیاء علیہم السلام کے دو گروہ ہو گئے تھے۔ وہ دو گروہ کس طرح؟ ان کے سفر کے اعتبار سے، ہجرتوں کے اعتبار سے، ابراہیم علیہ السلام نے جب سرزمین مکہ میں کعبہ تعمیر کر لیا تو چونکہ ہر نبی کو یہ بات معلوم تھی کہ نبی آخر الزماں ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ اور ہر نبی اس بات کا عہد و پیمانہ کر چکا تھا۔ ہر نبی ان پر ایمان لانے کا اقرار کر چکا تھا۔ ہر نبی کے سامنے عظمت رسالت محمدی ﷺ اُجاگر تھی اور بہت سے انبیاء علیہم السلام ایسے گزرے جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی امت میں ہونے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے دیدار کی آرزو کرتے رہے۔

جیسا کہ قرآن مجید نے کہا: (سورہ الاعراف، آیت نمبر 157)

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْنُوزًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ۔

ترجمہ: "(یہ وہ لوگ ہیں) جو اس رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی کرتے ہیں جو امی (لقب) نبی ہیں۔ جن (کے اوصاف و کمالات) کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔"

یعنی حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے تذکرے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی ولادت کا تذکرہ، ولادت کے شہر مکہ کا تذکرہ، آپ خاتم النبیین ﷺ کی ہجرت کا تذکرہ، ہجرت کے شہر مدینہ کا تذکرہ، مدینہ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی قبر انور کے ہونے کا تذکرہ، اور مکہ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے جوان ہونے کا تذکرہ، اور پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کے اوصاف، کمالات، معجزات، سُننیں، سیرت، خصائل حمیدہ، اخلاق، طور طریقے، ساری نعمتیں، ساری صفیں، سارے وصف، سارے تذکرے، تورات، انجیل سمیت ہر نبی کی کتاب میں موجود تھے۔ اور تمام انبیاء آپ خاتم النبیین ﷺ کے تذکرے پڑھ کر اپنی امتوں کو بتاتے تھے۔ یہودیوں تک کو یاد تھے، وہ اپنے بچوں کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی شان کے تذکرے یاد کراتے تھے۔ اور ان کا یہ خیال تھا کہ شاید حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ بھی بنی اسرائیل سے آئیں گے چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب انبیاء بنی اسرائیل سے آ رہے تھے۔

مکہ مکرمہ میں انبیاء علیہم السلام کا قیام: انبیاء علیہم السلام کا ایک گروہ تو ایسا تھا جو یہ جان کر کہ تاجدار کائنات نبی آخر الزماں خاتم النبیین ﷺ مکہ میں مبعوث ہوں

گے سینکڑوں ہزاروں میل کا سفر کرتے کرتے دیدارِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کے شوق میں مکہ مکرمہ آ گیا تھا۔ انہوں نے عمریں مکہ میں گزار دی تھیں کہ جب کبھی رب کے محبوب اور اس کے حسن کے طلوع کا وقت آئے گا ہمیں دیدار کا موقع نصیب ہوگا اور ہم ان کا زمانہ پائیں گے۔ اسی طرح تاجدار کائنات ﷺ کے انتظار میں سینکڑوں انبیاء نے وادی مکہ میں عمریں گزار دیں۔ اور ان کے مزاراتِ صحن کعبہ میں اور بعضوں کے حطیم کعبہ میں ہیں۔ تین سو یا سات سو انبیاء علیہم السلام ایسے ہیں کہ ان کی تو وفات بھی مکہ میں ہوئی اور ان کے مزارات کعبہ شریف کے مطاف میں صحن کعبہ کے اندر ہیں۔ وہ اس خیال سے یہاں قیام پذیر ہو گئے تھے کہ ہماری عمر میں ہماری زندگیوں میں اگر تاجدار کائنات ﷺ آگئے تو حضور کی غلامی کا شرف ہو جائے گا۔ اور اگر ہماری زندگی میں مبعوث نہ ہوئے تو دفن ہونے کا اعزاز تو نصیب ہو جائے گا۔ جب زائرین اس کعبے کا طواف کریں گے تو ہم ان کے قدموں کے نیچے ہوں گے۔ یوں ان کے تلووں کے بوسے ہوتے رہیں گے۔ ستر کے قریب یا اُس سے زائد انبیاء تو منیٰ میں مدفون ہیں۔ ”مسجد الخیف“ میں سات سو انبیاء ہیں جہاں تین دن حاجی قیام کرتے ہیں ان کو خبر تھی کہ یہ حج کے راستے اور اس محبوب مکرم ﷺ کے ٹھکانے ہونگے۔ عرفات، مزدلفہ، منیٰ وغیرہ جو آپ خاتم النبیین ﷺ کے راستے تھے ان پر یہ ٹھکانے کرتے گئے۔ انبیاء علیہم السلام کا ایک گروہ تو ادھر ہی آ کے آباد ہو گیا۔ اور کثیر تعداد میں انبیاء علیہم السلام ادھر ہی مبعوث ہوئے اور وہیں ان کے مزارات بنے۔

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو چونکہ تمام انبیاء کا امام بنایا ہے لہذا اس کا اظہار بھی عملاً دنیا میں ہونا چاہیے اور آخرت میں بھی ہونا چاہیے، اس لیے آپ خاتم النبیین ﷺ کو مسجد حرام سے معراج کی رات مسجد اقصیٰ لے جایا گیا جہاں تمام انبیاء علیہم السلام کو صف در صف حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی اقتدا میں کھڑا کیا گیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے جمیع انبیاء و رسل علیہم السلام کی امامت کرائی تو شبِ معراج جب سب انبیاء علیہم السلام حاضر ہو گئے تو ان کی خواہش دیدارِ اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی۔

(أزرقی، اخبار مکہ، 1: 67، 68- فاکہی، اخبار مکہ، 4: 191- بطرانی، المعجم الکبیر، 12: 413، رقم: 13525-۔ دہلی، الفردوس بماثور الخطاب، 2: 28، رقم: 2177- فاکہی، اخبار مکہ، 7: 102، رقم: 2525)

جب شبِ معراج سب انبیاء علیہم السلام کو حضور خاتم النبیین ﷺ کی اقتدا میں دے دیا گیا تو ملائکہ بولے: "باری تعالیٰ تمام انبیاء علیہم السلام کو تو نے محبوب کی اقتداء اور دیدار عطا کر دیا۔ ہمارا کیا بنے گا؟ کبھی ہمیں بھی دیدار نصیب ہو جائے"۔ تو فرمایا: "اب معراج کا دوسرا سفر آسمانی کائنات میں اور عرشِ معلیٰ پر جا کے سدرۃ المنتہیٰ تک ہوگا۔ اے کل آسمانی کائنات کے فرشتو! سدرۃ المنتہیٰ پر جمع ہو جاؤ"۔ (سید علی، الدر المنثور، 7: 651)

گُل کائنات کے ملائکہ اُس رات سدرۃ المنتہیٰ پر جمع ہو گئے تھے تو ملائکہ کو سدرۃ المنتہیٰ پر دیدار کر دیا۔

فرشتوں کی ایک اور آرزو بھی تھی کہ حضور خاتم النبیین ﷺ عمر بھر تو زمیں پر رہیں گے، ہمارا کیا تصور ہے ہم آسمان پر ہیں۔ تو عمر بھر حضور خاتم النبیین ﷺ کی اُمت دیدار بھی کرتی رہے گی اور مدینہ پاک بھی جاتی رہے گی، اور صلوة و سلام بھی بھجی رہے گی۔ ہم کیوں محروم رہیں؟ تو اُن کے لیے بھی اللہ پاک نے حاضری کی سبیل پیدا کر دی کہ ستر ہزار فرشتے اب ہر روز صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی قبر انور کو اپنے پر لگاتے ہیں، مس کرتے ہیں۔ (داری، السنن، 1: 57، رقم: 94) جیسے انسان جالی کو ہاتھ لگاتا ہے (بیہقی، شعب الایمان، 3: 492، رقم: 4170) ہم تو ادب سے ہاتھ نہیں لگاتے مگر ملائکہ تو نور ہیں وہ اپنے پر مس کرتے ہیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی قبر انور پر درود و سلام پیش کرتے ہیں۔ ستر ہزار ملائکہ دیدارِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کے لیے صبح آتے ہیں اور ستر ہزار ملائکہ شام کو آتے ہیں۔ (عبداللہ بن مبارک، الزہد، 558: 3، رقم: 1600) ہر روز دستہ تبدیل ہوتا ہے۔ ایک لاکھ چالیس ہزار ملائکہ کا۔ اور ستر ہزار کا ایک گروہ جو ایک بار آتا ہے قیامت تک اسے دوبارہ باری نہیں ملتی۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس دن قیامت پھا ہوگی تو یوم قیامت آپ خاتم النبیین ﷺ جب قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے تو اس دن بھی ستر ہزار ملائکہ کے جھرمٹ میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ باہر نکلیں گے۔ (بیہقی، شعب الایمان، 3: 492، رقم: 4170)

70 ہزار ملائکہ جن کے جھرمٹ میں حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نکلیں گے وہ وہی خوش نصیب ہوں گے جن کی اس دن ڈیوٹی ہوگی۔

روزِ قیامت شانِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا عملی مظاہرہ: صحیح بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ "آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے۔ قیامت کے دن ہر اُمت ایک دوسرے کو کہے گی کہ مل کے سارے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں۔ وہ کہیں گے: "إذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْبِي"

(آج میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ) ”تو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے: ”نہیں، اذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي“ (آج کسی اور کے پاس جاؤ)۔ چلتے چلتے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آ جائیں گے، آپ خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے پہلے آخری وہی تھے۔ اب یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام ہی سیدھا کہہ دیتے کہ ان کے پاس جاؤ۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس گل سابقہ امتیں آئیں گی تو اس وقت وہ فرمائیں گے: ”اذْهَبُوا إِلَىٰ هِمْد“ (حضور نبی اکرم ﷺ کے در دولت پر جاؤ)۔ آج ان کا دن ہے ان کے سوا کوئی اس وقت لب نہیں کھول سکتا۔ یہ بات حضرت آدم علیہ السلام نے شروع میں کیوں نہ کہہ دی؟ اگر وہ شروع میں ہی کہہ دیتے تو حضرت آدم علیہ السلام کے بعد وہ براہ راست حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں آجاتے۔ لیکن ایک ایک دروازے پر قیامت کے دن اللہ بھیج رہا ہے تاکہ یہ بھی پتا چل جائے کہ ہر امت اپنے نبی کے دروازے پر رساں بن کے جائے اور یہ بھی پتہ چل جائے کہ ہر دروازے سے جواب ملے: ”نہیں! آگے جاؤ، آگے جاؤ۔“ گھومتے گھومتے سب کو خبر ہو جائے اور پورے محشر میں اعلان ہو جائے کہ قیامت کے دن سب امتوں کا بلجا و ماویٰ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ ہے۔ پھر جب آپ ﷺ کے پاس لوگ آئیں گے تو آپ خاتم النبیین ﷺ فرمائیں گے: ”ہاں! اس شفاعت کے لیے تو میں ہی مخصوص ہوں۔“ (بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، 6: 2727، رقم: 7072)

ایک شرف اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں عطا کر دیا، اور ایک شرف انہیں قیامت کے دن عطا فرما دے گا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”میں ساری اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا، اور سب سے پہلے میری زمین شق ہوگی، اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی، میرے ہاتھ میں (اللہ تعالیٰ کی) حمد کا جھنڈا ہوگا جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔“ (ابن حبان، الصحیح، 14: 398، رقم: 6478۔ أبو یعلیٰ، المسند، 13: 480، رقم: 7493۔ ابن ابی عاصم، السنہ، 2: 369، رقم: 793۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، 9: 455، رقم: 428۔ ترمذی، موارد الظمان، 1: 523، رقم: 2127)

**روزِ محشر عرش پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت:** اُس دن شان و شوکتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا عملی مظاہرہ ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حساب و کتاب شروع کرنے کے لیے آپ خاتم النبیین ﷺ لب کشائی فرمائیں گے۔ اب عدالت قائم ہوگی تخت لگ جائے گا۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ سر عرش اپنی کرسی پر جو اللہ رب العزت کے لیے خاص ہوگی، (حاکم، المستدرک، 2: 396، رقم: 3385) اپنی شان کے لائق جلوہ افروز ہوگا اور فرشتہ کو حکم دے گا: ”عرش پر میری کرسی کے دائیں جانب مصطفیٰ ﷺ کی کرسی بچھادی جائے“۔ تو قیامت کے دن عرش الہی پر دو کرسیاں رکھی جائیں گی۔ عرش پر ایک کرسی ہوگی رب کائنات کی وہ جو صدر بزم قیامت ہوگا، صدر یوم قیامت کے ساتھ دوسری کرسی اس دن کے مہمان خصوصی مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی ہوگی ”عن یمن الرحمن یمن العرش“ (حاکم، المستدرک، 2: 396، رقم: 3385) عرش کی کرسی پر دائیں جانب تشریف فرما ہوں گے۔ یہ پھر demonstration ہوگا کہ جہاں ابتداء میں ہر نبی کو حضور خاتم النبیین ﷺ کی متابعت میں دیا گیا تھا وہاں انتہا بھی ساری کائنات، ساری مخلوقات سمیت سب انبیاء علیہم السلام حضور خاتم النبیین ﷺ کی متابعت میں ہوں گے۔

\*\*\*\*\*

## دار مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ

اللہ عزوجل نے ہر نبی سے یہ وعدہ لیا تھا کہ محمد خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں اپنی اپنی امتوں کا آگاہ کر دینا اور محمد خاتم النبیین ﷺ کے اوصاف، کمالات اور عظمت کو واضح کر دینا۔

ہر نبی نے اپنی امت کو محمد خاتم النبیین ﷺ کے آنے خبر دے دی تھی۔ اس لئے نبی خاتم النبیین ﷺ کی آمد کی شہرت اتنی ہو چکی تھی کہ کوئی قوم ایسی نہ تھی کہ وہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی آمد سے بے خبر ہو۔

امام ابوسعید الخدریؓ نے انیسا پوریؒ سے کہا کہ حدیث کے بہت بڑے امام ہو گزرے ہیں اور اکثر آئمہ حدیث خواہ وہ امام عسقلانیؒ ہوں، امام قسطلانیؒ ہوں، امام عینیؒ ہوں، قاضی عیاضؒ ہوں، امام نوویؒ ہوں، امام سیوطیؒ ہوں یا امام قرطبیؒ، وہ سب امام ابوسعید انیسا پوریؒ کا حوالہ بطور حجت دیتے ہیں۔

وہ اپنی کتاب (شرف المصطفیٰ ﷺ 1: 93-105، رقم: 1) میں روایت کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے ایک ہزار سال قبل یمن کی سرزمین کا بادشاہ نُبُع الاول تھا۔ تاہم اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ یہ واقعہ (جو ہم بیان کرنے جا رہے ہیں وہ) نُبُع الاول کا ہے۔ امام ابوسعید انیسا پوریؒ نے نُبُع الاول ذکر کیا ہے جب کہ بعضوں نے کہا ہے کہ نُبُع الاوسط تھا۔ جب کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ سب سے بعد میں آنے والے نُبُع الاوسط کا واقعہ ہے۔ دراصل نُبُع ایک اصطلاح ہے جیسے روم کے بادشاہ کے لیے ”قیصر“ کی اصطلاح ہوتی تھی، ایران کے بادشاہ کے لیے ”کسریٰ“ کا لقب استعمال کیا جاتا تھا۔ اسی طرح نُبُع بھی ایک اصطلاح ہے۔ یہ نُبُع ان پانچ بادشاہوں میں سے ایک ہے جنہوں نے پوری دنیا میں فتوحات کیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے زمانے سے ایک ہزار سال قبل یہ روانہ ہوا۔ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ جس ملک اور جس شہر کو فتح کرتا وہاں سے دس افراد نہایت اعلیٰ، صاحبان حکمت، صاحبان علم یعنی چوٹی کے دس بڑے زعماء کو چن لیتا اور اپنے لشکر میں بطور مشیر شامل کر لیتا۔ اس کا لشکر جب عالمی فتوحات کرنے کے لیے نکلتا تو ایک لاکھ تینتیس ہزار گھوڑے اُس میں شامل تھے، ایک لاکھ تیرہ ہزار پیادہ سپاہی تھے، اور دس دس حکماء، زعماء، دانش مند، اہل علم جو وہ شہر اور ملک ملک سے جمع کرتا گیا اُس کے لشکر میں ان کی تعداد چار ہزار ہو گئی تھی۔ چونکہ پوری دنیا کی فتوحات کر رہا تھا، اس لیے چلتے چلتے وہ عرب پر حملہ کرنے کے لیے سرزمین مکہ کی سرحدوں پر پہنچا۔ وہ جس جگہ بھی جاتا تھا اُس کی طاقت اور قوت دیکھ کر اُس علاقے کے لوگ اُس کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے اور خود سرنگوں ہو جاتے۔ لیکن جب وہ مکہ پہنچا تو اہل مکہ نے نہ اس کی تعظیم و تکریم کی، نہ اُس کے رعب و دبدبے سے مرعوب ہوئے۔

اُس نے عمار یسائی نامی اپنے وزیر خاص کو بلا لیا اور اہل مکہ کی بے التفاتی کی وجہ دریافت کی۔ وزیر نے کہا: ”آپ زیادہ غصے میں نہ آئیں۔ یہ عرب لوگ جاہل، ان پڑھ بد وہیں۔ یہ اپنے حال میں مست رہنے والے بتوں کے پجاری ہیں۔ ان کے شہر میں ایک گھر ہے جسے کعبہ کہتے ہیں۔ یہ اس پر بڑا فخر کرتے ہیں اور یہ اُس کعبے کے مجاور ہیں، اور اس کا انہیں بڑا گھمنڈ ہے۔ اس وجہ سے کسی کی پروا نہیں کرتے۔“ بادشاہ نے سوچا کہ اگر یہ بات ہے تو میں پھر اس گھر کو ہی (معاذ اللہ) مسمار کر دیتا ہوں۔ بس اس نے یہ ارادہ کیا ہی تھا کہ اس کے سر میں ناقابل برداشت قسم کا شدید درد شروع ہو گیا، اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں، دونوں کانوں، ناک اور منہ سے بودار پانی پیپ کی مانند بہنے لگ گیا۔ جو اتنا بد بودار تھا کہ کوئی شخص اُس کے پاس مجلس میں بیٹھنے کے لیے تیار نہ تھا۔ وہ سخت پریشان ہوا۔ جتنے حکماء و اطباء تھے ان کو بلا لیا۔ انہوں نے سرتوڑ کوشش کی لیکن کسی سے اس کا علاج نہیں ہو سکا۔ وہ کہنے لگے ”ہماری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ یہ کوئی امر سماوی ہے، امر ارضی نہیں۔ زمینی مرض ہوتا تو ہم میں سے کسی نہ کسی کی سمجھ میں اس کا علاج آ جاتا۔“ یہ کہہ کر سب لوگ چلے گئے اور اس پر رات کا اندھیرا چھا گیا۔

اس کے چار ہزار بڑے چوٹی کے علماء بڑے متقی اور بڑے پرہیزگار عالم تھے۔ ان میں سے ایک نے عمار یسائی سے کہا: ”میں ایک راز کی بات بادشاہ نُبُع سے کرنا چاہتا ہوں مگر وہ خلوت میں مجھے ملے اس وقت جب کوئی اور شخص موجود نہ ہوتا کہ راز افشا نہ ہو۔“ اس نے کہا کہ دوسری بات یہ کہ: ”میں اس کے مرض کا علاج کر سکتا ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ جو کہوں وہ اس پر عمل کرے۔“ وزیر نے بادشاہ سے آ کر یہ باتیں کیں۔ وہ اتنی سخت تکلیف میں تھا کہ دونوں باتیں مان گیا۔ چنانچہ رئیس العلماء رات کی تنہائی میں خلوت میں بادشاہ نُبُع کے پاس آیا۔ اُس نے خلوت میں پوچھا: ”یہ بتائیے آپ نے ذہن میں کعبہ کو مسمار کرنے کا ارادہ کیا تھا؟“ بادشاہ نے کہا: ”ہاں! یہ ارادہ میں نے کیا تھا، اور صرف اس کعبہ کو تباہ کرنے کا ارادہ ہی نہیں بلکہ یہاں کے باسیوں کو قتل کرنے اور پورے شہر کو تباہ و برباد کرنے کا ارادہ کیا تھا۔“ اُس نے کہا: ”بس یہی سبب ہے اور یہ مصیبت ٹل نہیں سکتی، جب تک تم ارادہ نہ بدل لو اور توبہ نہ کر لو۔“ بادشاہ نے اُسی لمحے توبہ کر لی اور کہا ”تم گواہ ہو جاؤ کہ اس کعبہ اور اہل مکہ کی نسبت میرے تمام مکروہ ارادے میرے دل و دماغ سے نکل گئے۔“ اُس کے توبہ کرنے کی دیر تھی کہ اُس عالم کے بادشاہ سے روانہ ہونے سے قبل ہی بادشاہ کی پیپ بھی بند ہو گئی

اور دوسری بھی ٹھیک ہو گیا۔

بادشاہ اُسی عالم کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا اور اپنی قیام گاہ سے دین ابراہیمی کا پیروکار بن کر نکلا۔ اُس نے کعبے پر سات غلاف چڑھائے اور اپنے لشکر کو بلا کر اس گھر کی حفاظت کے احکامات جاری کیے۔ تو نُبُع وہ پہلا شخص ہے جس نے کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھایا۔

اس کے بعد بادشاہ نُبُع لشکر لے کر آگے چل پڑا۔ سفر کرتے کرتے وہ ایک جگہ پہنچے جہاں کوئی آبادی نہیں تھی۔ صرف پانی کا ایک چشمہ تھا، وہاں سارا لشکر رُک گیا کہ چلو پانی پی لیں اور تھوڑی دیر آرام کریں۔ بادشاہ نے جگہ کا نام پوچھا تو گردنواح میں سے اکاڈ کو لوگوں نے بتایا کہ اس سرزمین کو "یثرب" کہتے ہیں۔ وہاں اُس نے قیام کیا اور اعلان کیا "کل یہاں سے روانہ ہوں گے"۔ اس دوران میں لشکر میں موجود چار ہزار صاحبانِ علم کا اجلاس ہوا اور انہوں نے باہمی صلاح مشورہ کیا۔ وہ علماء ساوی کتب کا علم رکھنے والے اور صاحبانِ بصیرت تھے۔ وہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی آمد، بعثت، ولادت اور ہجرت کے تذکروں کی پوری پہچان رکھتے تھے۔ جن کے پاس یہ سارا علم تھا وہ جانتے تھے کہ وہ نبی آخر الزماں خاتم النبیین ﷺ ہجرت کر کے اس یثرب نامی وادی میں تشریف لائیں گے اور اسے یثرب سے مدینہ بنا دیں گے۔

اب انہوں نے طے کر لیا کہ قسمت ہمیں یہاں لے ہی آئی ہے تو اب ہم یہاں سے نہیں جائیں گے، اگر ہم اس سرزمین کو چھوڑ کر چلے گئے تو ہم سے بڑا بد قسمت کون ہوگا؟ اور ممکن ہے وہ ہمارے زمانے میں آجائیں، ممکن ہے ہماری اولادوں کے زمانے میں آجائیں۔ لہذا ان میں سے چار سو علماء نے یہ فیصلہ کیا کہ چاہے بادشاہ قتل بھی کر دے یا زندہ جلا دے، ہم یہاں سے نہیں جائیں گے۔ صبح بادشاہ نے روانگی کا اعلان کیا تو ان علماء نے اعلان کر دیا کہ ہم نہیں جا رہے۔ بادشاہ پریشان ہو گیا کہ یہ اہل علم و دانش اور اہل حکمت میرے مشیر ہیں، یہ کیوں نہیں جا رہے۔ پھر وزیر نے اُن علماء سے آکر بات کی تو انہوں نے کہا "وہ جو بادشاہ نے کعبے کو مسمار کرنے کا ارادہ کیا تھا اور اُسی وقت آسمانی مصیبت نے اس کی گرفت کر لی تھی اور پھر جب اس نے ارادہ ترک کر دیا تو جان کی امان پائی۔ وہ جو اُس کعبے کی حرمت تھی وہ صاحب کعبہ محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کے صدقے سے تھی۔ اس کعبے کے شہر میں اُس نبی آخر الزماں خاتم النبیین ﷺ نے پیدا ہونا ہے۔ کعبہ اُن کی ولادت کا شہر ہے اور اُس کعبہ کو انہوں نے آباد کرنا ہے۔ لہذا آپ بادشاہ کو بتادیں کہ ہم نے تمام آسمانی کتابوں میں یہ متفقہ طور پر پڑھ رکھا ہے کہ ان کی ولادت اُس شہر مکہ میں ہوگی۔ پھر تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے اس مقام یثرب پر آئیں گے۔ (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 1: 159) اور اُن کا مزار اقدس بھی یہاں بنے گا۔ اب ہم اس یثرب کی سرزمین کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتے۔ یہ زمین مبارک ہوگی اُن لوگوں کے لیے کہ جو اپنی زندگی میں اُن کا زمانہ پالیں گے اور اُن پر ایمان لائیں گے، اور اگر وہ نہ پاسکتے تو اُن کی اولادیں اُن کو پالیں گی اور اُن پر ایمان لائیں گی"۔ جب یہ بات وزیر نے بادشاہ کو بتائی تو بادشاہ نے کہا: "اگر یہ بات حقیقت ہے تو اعلان کر دو کہ ایک سال تک میں خود اُن کی آمد کے انتظار میں یہیں رُکوں گا"۔ اب اُس نے ایک سال وہاں قیام کیا اور چونکہ چار سو علماء نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ تو یہاں سے نہیں جائیں گے۔ پس بادشاہ نے چار سو علماء کے لئے ایک ایک گھر بنا دیا۔ (ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، 11: 75) اور جو باندیاں و لونڈیاں فتوحات کے نتیجے میں حاصل ہوئی تھیں اُس نے اُن میں سے چار سو کو آزاد کر کے اپنی موجودگی میں ایک ایک عالم کے ساتھ شادی کرائی اور ان کو ایک ایک گھر میں ٹھہرایا۔ اس طرح چار سو جوڑے بنے اور چار سو گھر آباد ہوئے اور اس طرح نُبُع کے ہاتھوں شہر مدینہ کی ابتداء ہوئی۔ یہ ہزار سال پہلے کا واقعہ ہے۔ (ازرقی، اخبار مکہ، 1: 134)

بعض آئمہ حدیث و تاریخ نے سات سو سال پہلے کا ذکر کیا ہے:

"جب ایک سال بعد بادشاہ یثرب سے روانہ ہونے لگا تو اُس نے رئیس العلماء کو بلایا، وہ رئیس العلماء جس نے اس کی ساری رہنمائی کی تھی، جس کے ہاتھ پر وہ ایمان لایا تھا اور جو اسے یثرب تک لایا تھا۔ اس کو بلا کر کہا: "تم گواہ ہو جاؤ، ہمیں معلوم نہیں کتنا زمانہ پڑا ہے محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی آمد اور بعثت کا، مگر تم گواہ ہو جاؤ کہ میں ان پر ایمان لے آیا اور ان کی آمد سے پہلے، میں ان کا پہلا اُمتی بنتا ہوں۔ میں ایک خط لکھ کے تمہیں دیتا ہوں، اگر تمہاری زندگی میں آپ خاتم النبیین ﷺ آجائیں تو ان کو میرا خط دے دینا اور اگر تمہاری زندگی میں نہ آئیں تو پھر نسل بعد نسل اپنی اولاد کو دیتے جانا، اور وصیت کرتے جانا کہ جس نسل میں جس زمانے میں آپ خاتم النبیین ﷺ تشریف لائیں، میرا خط انہیں دے دیا جائے"۔ اُس نے خط میں لکھا:

"أَمَّا بَعْدُ يَا مُحَمَّدُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ - إِنِّي آمَنْتُ بِكَ وَبِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ، وَأَنَا عَلَى دِينِكَ وَسُنَّتِكَ، وَأَمَنْتُ بِرَبِّكَ وَرَبِّ كُلِّ شَيْءٍ.

ترجمہ: "اما بعد! اے محمد ﷺ! میں آپ ﷺ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی اُس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر نازل فرمائے گا۔ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ کے دین میں آ گیا ہوں اور آپ ﷺ کی سنت پر جو آپ ﷺ کا طریقہ ہوگا اس پر قائم ہوں۔ اور آپ ﷺ کے رب اور ہر شے کے رب پر

ایمان لے آیا ہوں۔“ (ابوسعذر خوشی، شرف المصطفیٰ، 100:1، 101، رقم: 1)

اس کے بعد وہ خط میں مزید بیان کرتا ہے:

وَإِنْ لَّمْ أَدْرِكْكَ فَاشْفَعْ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا تَنْسِنِي، فَإِنِّي مِنْ أُمَّتِكَ الْأُولِينَ، وَبِأَيْعُنِكَ قَبْلَ حُجِّيَّتِكَ، وَقَبْلَ إِسْرَائِلِ اللَّهِ إِلَيْكَ، وَأَنَا عَلَى مِلَّتِكَ وَمِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ أَبِيكَ خَلِيلِ اللَّهِ.

ترجمہ: ”اور اگر میں (اپنی زندگی میں) آپ ﷺ کو نہ پاسکوں تو میری التجا ہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت فرما دیجیے گا اور مجھے فراموش مت کیجیے گا۔ کیوں کہ میں آپ ﷺ کے پہلے امتیوں میں سے ہوں اور میں نے آپ ﷺ کی آمد سے بھی پہلے آپ ﷺ کی بیعت کی اور آپ ﷺ کے ہماری طرف مبعوث کیے جانے سے بھی قبل آپ ﷺ پر ایمان لے آیا۔ اور میں آپ ﷺ کی ملت پر ہوں اور آپ ﷺ کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہوں۔“ (ابوسعذر خوشی، شرف المصطفیٰ، 101:1، رقم: 1)

یہ خط لکھ کر اس نے آخر میں اپنی مہر لگا دی اور لکھا:

إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ، وَرَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِ. مِنْ تَبَعِ الْأَوَّلِ الْحَمْدِيُّ.

ترجمہ: ”تَبَعِ الْأَوَّلِ حَمِيدِی کی طرف سے خاتم النبیین ﷺ اور رب العالمین کے پیغمبر محمد بن عبد اللہ ﷺ کی خدمت میں۔“ (ابوسعذر خوشی، شرف المصطفیٰ، 101، رقم: 1)

بادشاہ یہ خط بطور امانت اُس رئیس العلماء کو دے کر روانہ ہو گیا۔ اب اس بات کو سات سو یا ایک ہزار برس گزر گئے۔ ان کی اولادیں بڑھتی رہیں اور قبیلے بنتے رہے اور مدینہ (یثرب) آباد ہوتا چلا گیا۔ دور دراز آبادیوں میں انہی چار سولہ علماء کی اولادیں آباد ہو گئیں۔ ان میں یہود بھی تھے اور کچھ نصاریٰ تھے۔ اس زمانے میں لوگ دین ابراہیم پر تھے جن کو قرآن نے اہل کتاب قرار دیا ہے۔ ان میں بیشتر کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ پھر جب آپ خاتم النبیین ﷺ کا زمانہ آ گیا اور 53 برس کی عمر مبارک میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے ہجرت کا فیصلہ فرمایا۔ جب یہ خبر مدینہ پہنچی تو جو لوگ مکہ میں بیعت کر آئے تھے، تو انہوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو خط دینے کے لئے بندہ تلاش کیا۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی آمد سے قبل آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں خط پیش کر دیا جائے۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں مشورہ دیا کہ اپنے میں سے ثقہ آدمی کو اپنا نمائندہ منتخب کر لو (ابوسعذر خوشی، شرف المصطفیٰ، 102:1، رقم: 1) اور اس کو خط دے کر بھیج دو کہ وہ راستے میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو خط پہنچا دے۔ انہوں نے انصار میں سے ابولیلی نامی ایک معتمد اور معتبر شخص کو منتخب کیا اور تَبَعِ الْأَوَّلِ کا خط دے کر روانہ کیا۔ (ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، 76:11)

مکہ معظمہ سے آپ خاتم النبیین ﷺ نکلے ہی تھے کہ وہ خط لے کر وہ پہنچ گئے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کو دیا۔ (ایک روایت میں ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا کہ علی! پڑھو کہ یہ کیا لکھا ہے۔)

اس روایت سے پتا چلتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے مکہ معظمہ سے روانہ ہونے سے قبل خط پہنچ چکا تھا، اور بعض آئمہ نے جو اپنے طرق سے روایات لی ہیں ان میں لکھا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے صدیق اکبر کو خط دیا ہے۔ فرمایا: ”پڑھو، ابو بکر کیا لکھا ہے۔“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ سفر ہجرت پر روانہ ہو چکے تھے۔ تاہم اسی ایک دن کا واقعہ ہے کہ ابولیلی وہ خط لے کر روانہ ہوا تو آپ خاتم النبیین ﷺ راستے میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ اس کی نظر آپ خاتم النبیین ﷺ پر پڑی، اسے معلوم نہیں تھا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کون ہیں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ وہ تو اس خیال سے آ رہا تھا کہ مکہ پہنچ کر دریافت کروں گا اور پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کو خط دوں گا۔ مگر جب آپ خاتم النبیین ﷺ کے چہرے پر نگاہ پڑی تو وہ نکتا ہی رہ گیا۔ اتنے میں آپ خاتم النبیین ﷺ فرماتے ہیں:

أَنْتَ أَبُو لَيْلَى؟

اُس نے عرض کیا: ”جی میرا نام ابولیلی ہے۔“ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

”وَمَعَكَ كِتَابُ تَبَعِ الْأَوَّلِ كَاخْطِ تَهَارَے پاس ہے؟“

وہ شخص متشکر اور متحیر ہو گیا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے چہرے سے تو جادوگر ہونے کے آثار نظر نہیں آتے۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کو کیسے پتا چل گیا کہ میں ابولیلی

ہوں اور میرے پاس نُبُّع کا خط ہے؟ کیونکہ اس کے ذہن میں تو یہ نہیں تھا کہ سوائے جادوگر کے اور کوئی بھی نہیں بات جان سکتا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

أنا محمد رسول الله، هات الكتاب.

”میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں اور وہ خط (جو نُبُّع نے میرے لئے لکھا تھا) مجھے دے دو۔“ (ابوسعذر خوشی، شرف المصطفیٰ، 102:1، رقم: 1)

بہر حال روایات میں اختلاف ہے کہ وہ خط سفر ہجرت پر روانہ ہونے سے قبل ملا یا سفر ہجرت کے دوران میں۔ تاہم خط آپ خاتم النبیین ﷺ نے رکھا لیا اور پھر سفر ہجرت مکمل کر کے یثرب پہنچے۔ سب نے استقبال کیا اور ہر شخص خواہش مند تھا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ میرے گھر رکیں اور میرے گھر مہمان ہوں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان کو فرما دیا ”نہیں! نہ تم فیصلہ کرو گے نہ میں فیصلہ کروں گا، یہ اونٹنی مامور ہے۔“ اب کُل انصار مدینہ جلوس کی شکل میں دف بجاتے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے استقبال کے نغمے گاتے اور حبشہ سے آئے ہوئے حبشی رقص کرتے، حضور خاتم النبیین ﷺ کا استقبال کر رہے ہیں اور چھوٹی بچیاں دف بجانے کے نغمے گاتی ہیں۔ اک سماں تھا اور سارا شہر اہل مدینہ کے پیچھے پیچھے تھا، آپ خاتم النبیین ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور دنیا کی نگاہیں اونٹنی پر جمی ہوئی تھیں کہ کس کے گھر جا کر بیٹھتی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کو لے کر چلتے چلتے جب حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر آیا تو اونٹنی اس کے آگے بیٹھ گئی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اُس کا شجرہ نسب پوچھا تو واضح ہوا کہ ابویوب انصاری اس رئیس العلماء کی اولاد میں سے تھے جن کے ہاتھ پر نُبُّع الاول ایمان لایا تھا اور جس نے مدینہ منورہ کے بارے میں نُبُّع الاول کو سب کچھ بتایا تھا۔

امام ابوسعید انیشا پوری کہتے ہیں کہ نُبُّع الاول نے جو چار سو گھر بنا کر دیے تھے ان کے بارے میں رئیس العلماء کو بتا دیا تھا۔ لیکن ایک گھر اُس نے نبی آخر الزماں خاتم النبیین ﷺ کے لیے تعمیر کروایا تھا۔ تو حقیقت میں جس گھر کے سامنے اونٹنی رکی وہ گھر ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بھی نہیں تھا، صرف ان کے کنٹرول اور تحویل میں تھا۔ اونٹنی وہیں بیٹھی جو ہزار سال پہلے نُبُّع الاول کے حکم سے ”دار مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ“ کے طور پر تعمیر ہوا تھا۔ یہ علم تو حضور خاتم النبیین ﷺ کی اونٹنی کا ہے کہ ہر ایک نے کہا: ”میرے گھر ٹھہریں۔“ آپ خاتم النبیین ﷺ کی اونٹنی نے کہا: ”ارے تم کون ہو کہ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ تمہارے گھر ٹھہریں، مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کسی کے مہمان نہیں بلکہ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ خود میزبان کائنات ہیں۔ یہ اپنے گھر ٹھہریں گے جو ہزار سال پہلے ان کے لیے تعمیر کیا گیا تھا۔“

\*\*\*\*\*

## آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی آمد سے قبل توریت اور انجیل میں آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا ذکر مبارک

1- ابو نعیمؒ بروایت ابو بکر بن عبداللہ بن ابوالجہم اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوطالب سے حضرت عبدالمطلب کو خواب بیان کرتے ہوئے سنا۔ عبدالمطلب نے کہا "میں حجر اسود کے پاس سویا ہوا تھا۔ میں نے ایک خواب دیکھا جس کی وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہو گیا اور میں بہت بے چینی محسوس کرنے لگا۔ میں ایک قریشی کا بہن کے پاس آیا اور اس سے کہا "میں نے آج ایک خواب میں دیکھا ہے کہ ایک درخت اس طرح کھڑا ہے کہ اس کی اونچائی آسمان تک اور اس کی شاخیں مشرق اور مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور اس درخت کے نور کو میں نے آفتاب کے نور سے ستر گنا زیادہ دیکھا اور اس کے سامنے عرب و عجم کو میں نے سجدہ ریز دیکھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ درخت اپنی عظمت، نور اور بلندی میں ہر آن اضافہ کر رہا ہے۔ ایک لمحہ وہ چھپ جاتا ہے اور دوسرے لمحے وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک جماعت قریش اس درخت سے چٹ گئی ہے اور دوسری جماعت اس کے کاٹنے میں کوشاں ہے۔ یہاں تک کہ یہ جماعت اس کو کاٹنے کے قوی ارا دے سے قریب پہنچی ہی تھی کہ مجھے ایک خوب رو، حسین و جمیل اور خوشبو سے معطر شخص نظر آیا۔ یہ خوب رو نوجوان اس جماعت کے لوگوں کی کمر توڑتا ہوا آگے بڑھا۔ پھر میں نے چاہا کہ اس درخت سے کچھ لوں۔ مگر میں کامیاب نہ ہوا۔ میں نے دریافت کیا "اس درخت سے کون لوگ پھل لے سکیں گے؟" جواب ملا "صرف وہ لوگ جو مضبوطی سے چمٹے ہوئے ہیں۔"

عبدالمطلب نے کہا "کاہن کو خواب سنانے کے بعد میری نظر اس کے چہرے پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ فق ہو گیا ہے۔ پھر کاہن نے مجھے تعبیر بتاتے ہوئے کہا "اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو مشرق اور مغرب کا مالک ہوگا اور ایک مخلوق اس کی خوبیوں کو دیکھ کر اس سے وابستہ ہو جائے گی۔" اس کے بعد عبدالمطلب نے اپنے بیٹے ابوطالب سے کہا "شاید وہ فرزند یعنی میرے خواب کی تعبیر تم ہی ہو۔"

ابوطالب اس بات کو اکثر بیان کیا کرتے تھے۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی بعثت کے بعد کہتے تھے "خدا کی قسم! وہ درخت یقیناً" حضرت ابوالقاسم الامین ہیں۔"

2- ابن عساکر بطریق حسن سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت کعبؓ سے فرمایا "ہمیں رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے وہ فضائل جو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی ولادت سے پہلے ظاہر ہوئے بتائیے۔ کعبؓ نے فرمایا "ہاں! امیر المؤمنین میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ایسا پتھر دیکھا جس پر چار سطریں تحریر تھیں:-

- i- پہلی سطر میں تھا میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس میری عبادت کرو۔
- ii- دوسری سطر میں تھا میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ جس نے مجھے مضبوط تھا ما وہ نجات پا گیا۔
- iii- تیسری سطر میں لکھا ہوا تھا میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد (خاتم النبیین ﷺ) میرے رسول ہیں۔ مژدہ ہو جو ان پر ایمان لایا اور ان (خاتم النبیین ﷺ) کی پیروی کی۔

iv- چوتھی سطر میں لکھا تھا میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ حرم میرا ہے، کعبہ میرا ہے تو جو میرے گھر داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا۔

3- ابو نعیم نے بروایت ہریش طلحہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا "جب پہلی مرتبہ خانہ کعبہ منہدم ہوا تو وہاں ایک پتھر منقش پایا گیا۔ پھر ایک شخص کو بلا یا گیا اس نے اسے پڑھا تو یہ لکھا تھا "میرا جو منتخب بندہ متوکل، منیب اور مختار ہے اس کی جائے ولادت مکہ اور جائے ہجرت مدینہ ہے۔ وہ دنیا سے رخصت نہ ہوگا جب تک بیڑھی زبانوں کو سیدھا نہ کر دے اور عام گواہی نہ ہو جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی۔ وہ ہر بلندی پر اللہ کی حمد کرے گی۔ وہ نصف کر پر تہہ بند باندھے گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو پاک رکھے گی۔"

4- طبرانی نے ابو امامہ باہلی سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو فرماتے سنا کہ "جب معد بن عدنان کی اولاد چالیس مردوں کو پہنچی۔ تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور ان پر لوٹ مار چا دی۔ اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بد دعا کرنا چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے بدریغ وحی فرمایا: "اے موسیٰ علیہ السلام! ان کے لئے بد دعا نہ کرو۔ اس لیے کہ ان لوگوں کی نسل سے نبی امی بشیر و نذیر پیدا ہوں گے۔ نیز ان میں محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی

امت (امت محمدی) پیدا ہوگی۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے تھوڑے رزق پر راضی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے تھوڑے عمل پر راضی ہوگا۔ اور وہ امت لا الہ الا اللہ کہتی ہوئی جنت میں داخل ہوگی۔ ان کے نبی محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ہیں۔ جو اپنی وضع قطع میں متواضع ہوں گے۔ ان کا سکوت حکمت اور دانائی کی وجہ سے ہوگا۔ ان کی گفتگو حکمت و دقائق پر مبنی ہوگی۔ حلم اور سنجیدگی ان کی خصلت ہوگی۔ میں اہل قریش کے بہترین گھرانے میں ان کو پیدا کروں گا۔ وہ قریش کے منتخب روزگار فرود ہوں گے۔ وہ بہترین ہیں اور بہترین لوگوں کی طرف مبعوث ہوں گے اور ان کے تبعین اچھائی اور خیر کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔"

5- بیہقی نے وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی فرمائی "اے داؤد علیہ السلام! تمہارے بعد جلد ہی ایک نبی آئے گا۔ جس کا نام احمد، محمد اور صادق ہے۔ نہ اس پر میرا کبھی غضب ہوگا اور نہ کبھی وہ میری نافرمانی کرے گا۔ میں اس کے سبب اس کے اگلے اور پچھلے لوگوں کے گناہ معاف کر دوں گا۔ میری بخشش ان پر بہت ہوگی۔ ان میں سے بعضوں پر بعض بخشش انبیاء علیہ السلام کی مانند ہوگی۔ میں ان پر ایسے فرائض لازم کروں گا جو انبیاء علیہ السلام پر کیے ہیں۔ وہ امت قیامت کے دن اس شان سے آئے گی کہ ان کا نور انبیاء کے نور کی مانند ہوگا اور یہ نور اس عائد کردہ فرائض کی وجہ سے ہوگا کہ وہ انبیاء کی طرح ہر نماز کے لیے طہارت کریں گے۔ وہ مثل انبیاء کرام کے غسل جنابت کریں گے۔ وہ انبیاء علیہ السلام کی طرح حج کریں گے اور مثل انبیاء کرام دین حق کی مدافعت اور اشاعت کے لیے جہاد کریں گے۔ اے داؤد! میں نے محمد (خاتم النبیین ﷺ) اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔ نیز ان کو ایسی چھ خصلتیں دوں گا جو میں نے دیگر کسی امت کو نہیں دیں اور ان کی خطاؤں (بھول چوک) پر مواخذہ نہیں کروں گا۔"

6- بیہقی نے بطریق عمر بن حکم بن رافع بن سنان سے روایت کی "انہوں نے کہا" مجھے میرے چچا اور دوسرے بزرگوں نے بتایا کہ ان کے پاس ایک ورق قدیم زمانہ جہالیت سے بطور میراث چلا آ رہا تھا۔ پھر اسلامی تحریک شروع ہوئی اور ان کے قائد محترم (خاتم النبیین ﷺ) ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ ورق لایا گیا۔ اس میں لکھا تھا "بسم اللہ و قولہ الحق قول الظلمین فی شباب۔۔۔ شروع اللہ کے نام سے کہ اس کا قول حق ہے اور ظالموں کی باتیں کپڑوں میں ہیں (چھپی ہوئی) یعنی بیکار باتیں۔ یہ ذکر اس امت کا ہے جو آخری زمانے میں آئے گی۔ وہ لوگ اپنے داموں کو لٹکائیں گے (پورا بدن ڈھانپنے کے لئے) اور اپنی کمروں پر تہ بند باندھیں گے۔ وہ دریاؤں کو عبور کر کے اپنے دشمنوں کی طرف جائیں گے۔ ان میں ایسی نمازیں ہوں گی کہ اگر وہ نماز میں قوم نوح میں ہوتیں تو وہ پانی کے طوفان سے ہلاک نہ ہوتی اور قوم عاد میں ہوتیں تو وہ ہوا سے برباد نہ ہوتی اور قوم ثمود میں ہوتیں تو وہ چیخ سے ہلاک نہ ہوتے۔" رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے حضور میں جب اس ورق کو پڑھایا گیا تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے تعجب فرمایا۔

7- ابن منذر نے کتاب الصحابہ میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہانوں کے لیے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ میں "مزامیر" اور "معاذ" کو مٹاؤں۔ (مزامیر اور معاذ عربوں کے پسندیدہ ساز تھے۔ اب تمام سازوں کے لئے لفظ مزامیر استعمال کیا جاتا ہے) اس موقع پر اوس بن سمعانؓ نے کہا "قسم ہے اس ذات گرامی کی جس نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ بلاشبہ میں نے تورات میں بھی ایسا ہی پایا ہے۔"

8- ابن اسحاق اور بیہقی نے اپنی سند سے روایت کیا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہؓ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا مجھ سے ہمارے شیوخ نے کہا "عرب میں ہم سے زیادہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی شان کو جاننے والے کوئی نہیں۔ کیونکہ ہماری رہائش یہودیوں کے ساتھ تھی۔ وہ اہل کتاب تھے اور ہم بت پرست۔ ہماری جانب سے جب ان کو کوئی گزند پہنچتی تو وہ ہمیں ڈرانے کے لئے ہماری تنبیہ کے لیے کہتے جلد ہی ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ وہ ہمارا رہنما اور سردار ہوگا اور پھر ہم تم کو عباد اور ارم (ثمود) کی طرح قتل کر دیں گے۔" لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس نبی یعنی حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو مبعوث فرمایا تو ہم بت پرستوں نے ان کو مانا اور ان کی اطاعت کی۔ اور انہوں نے انکار کر دیا اور مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں سورۃ بقرہ آیت نمبر 89 میں فرمایا:-

وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ

ترجمہ: "اور اس سے قبل وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔ تو جب تشریف لائے ان کے پاس وہ جانے پہچانے تو وہ اس سے منکر ہو بیٹھے۔ سو کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔"

اہل کتاب نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کو اچھی طرح جان اور پہچان گئے تھے۔ ان کی کتابوں میں آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے بارے میں اور آپ (خاتم النبیین ﷺ)

النبیین ﷺ کی امت کے بارے میں ہر چیز تفصیل سے درج تھی۔ انہیں یہ تکلیف تھی کہ یہ نبی، بنی اسماعیل میں کیوں آیا ہے؟

ابن اسحاق، امام احمد، امام بخاری صاحب، مستدرک حاکم کی صحت کے ساتھ بیہقی، طبرانی، ابو نعیم بروایت محمود بن لبید از سلمہ بن قیس روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا "ہمارے درمیان ایک یہودی تھا۔ وہ اپنی قوم بن عبدالاشہل کے پاس صبح کے وقت گیا۔ اور اس نے مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے والے واقعہ اور قیامت قائم ہونے اور جنت اور دوزخ اور حساب و میزان کا ذکر کیا۔ کہا کہ یہ تمام حقیقتیں ان بت پرستوں کے لئے حیرت افزا ہیں جو اس پر یقین نہیں کرتے۔" (اس یہودی نے یہ بات حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی بعثت سے قبل کہی تھی۔) یہ سن کر لوگوں نے کہا "اے شخص! تیرا جھلا ہو کچھ تو عقل سے کام لے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد اس گھری طرف اٹھائے جائیں گے جس میں جنت اور دوزخ ہے اور ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔" اس نے کہا "ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے ایسا ہی ہوگا۔" لوگوں نے پوچھا "اس بات کی دلیل پیش کر۔" اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "اس علاقے میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔" لوگوں نے کہا "تیرے خیال میں وہ نبی کب مبعوث ہوگا؟" اس نے کہا "بہت جلد۔" زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کو مبعوث فرمایا اور وہ یہودی ابھی زندہ تھا۔ الحمد للہ ہم نے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی تصدیق کی اور ہم ان پر ایمان لے آئے اور وہ یہودی بغاوت کرتا رہا اور ان کا انکار کرتا رہا۔ وہ حسد کرتا رہا۔ جب ہم نے اس سے کہا "کیا تو وہ شخص نہیں ہے جو آنے والے نبی کے بارے میں یہ اور یہ پیشن گوئیاں کرتا تھا؟" اس نے جواب دیا "ہاں میں وہی ہوں لیکن یہ وہ شخص نہیں ہے۔ یعنی یہ وہ نبی نہیں جس کے لیے میں تمہیں بتاتا تھا۔"

دراصل توریت اور انجیل میں نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی تمام نشانیاں، ان کی عادات مبارکہ اور ان کی خصائص سب موجود تھے۔ لیکن یہودی حسد کی وجہ سے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی تصدیق نہ کر رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام جو حضرت سارہ کے بطن سے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام جو حضرت ہاجرہ علیہ السلام کے بطن سے تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے کا نام حضرت یعقوب علیہ السلام تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ یہ بارہ بیٹے بارہ خاندان بن گئے۔ دنیا میں جتنے بھی پیغمبر آپ (خاتم النبیین ﷺ) سے پہلے آئے وہ سب کے سب بنی اسرائیل یعنی حضرت یعقوب یا حضرت اسحاق علیہ السلام کی پشت سے آئے اور بنی اسرائیل اس بات پر مغرور ہو گئے کہ وہ نبیوں کی اولاد ہیں۔ ان میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے۔ ان کی کتابوں میں آخری نبی کا مکمل نقشہ اور ان کی امت کے مکمل اوصاف موجود تھے۔ اور ان کے علماء اور پڑھے لکھے اچھی طرح واقف تھے کہ ایک آخری نبی آنے والا ہے وہ اپنے لوگوں کو اس نبی کے بارے میں اور ان کے اوصاف کے بارے میں بتاتے بھی رہتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ جس طرح تمام انبیاء ان کی نسل سے آئے ہیں۔ اسی طرح یہ آخری نبی بھی انہی میں سے ہوں گے۔ یہ بات تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی کہ یہ نبی "بنی اسماعیل" سے آسکتا ہے۔

اس لئے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی بعثت پر یہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو جان کر، پہچان کر بھی محض حسد کی وجہ سے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا انکار کرتے رہے اس لئے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (سورہ الانعام، آیت نمبر 20)

يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبَاءَهُمْ

ترجمہ: "اے نبی! یہ تم کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔"

ان میں سے بہت سے لوگ ایمان بھی لائے لیکن جو ضدی اور ان پرست تھے۔ وہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو نبی ماننے پر تیار نہ ہوئے۔

9- طبرانی، ابو نعیم، بیہقی اور ابن عساکر نے فلتان بن عاصم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا "ہم نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا۔ تو نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے اس سے پوچھا "تم نے توریت پڑھی ہے؟" اس نے کہا "ہاں۔" پھر آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے ارشاد فرمایا "کیا انجیل بھی؟" اس نے کہا "جی ہاں۔" پھر حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے اس کو قسم دے کر کہا "کیا تم نے توریت اور انجیل میں میری صفت پڑھی ہے؟" اس نے کہا "آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے اوصاف کی مانند اوصاف، آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی بعیت کی مانند بعیت اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے ظہور ہونے کی مانند ظاہر ہونے کا حال میں ہم نے پڑھا ہے۔ مگر ہمیں امید تھی کہ وہ نبی ہم میں سے ہوگا۔ جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے ظہور فرمایا تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ نبی شاید آپ ہی ہوں۔ پھر جب ہم نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو دیکھا تو ہم سمجھ گئے کہ وہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نہیں ہیں۔" حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے

فرمایا "یہ تم نے کیسے جانا؟" اس نے کہا "ان کے ساتھ ان کی امت میں سے ستر ہزار لوگ ایسے ہوں گے جن پر کچھ حساب و کتاب اور عذاب نہ ہوگا۔ اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا حال تو یہ ہے کہ تھوڑے سے لوگ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ ہیں۔" آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یقیناً" میں ہی وہ نبی ہوں اور جس امت کی تم نے تعریف بیان کی ہے وہ میری ہی امت ہے اور وہ ستر ہزار سے بہت زیادہ ہوں گے۔"

10- بیہقی اور ابو نعیم نے کعب اخبار سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا" میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمام لوگ حساب گاہ میں ہیں۔ پھر انبیاء کرامؑ کو ان کی امتوں کے ہمراہ لایا گیا ہے۔ اس طرح کہ ہر نبی کے ساتھ دو اور ان کے ہر تبع (پیروی کرنے والا) پیچھے آنے والے کے ساتھ ایک نور چل رہا ہے۔ پھر رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو بلا یا گیا تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے سر مبارک اور چہرہ انور کے ہر بال کے ساتھ جدا جدا نور تھا اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے ہر تبع (پیروکار) کے ساتھ دو مثل انوار انبیاء کے تھے۔

یہ سن کر کعب اخبار نے کہا "قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ کیا واقعی تو نے خواب میں ایسا ہی دیکھا ہے؟" اس نے کہا "ہاں"۔ تو کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) اور ان کی امت ہے اور انبیاء کرامؑ اور ان کی امتوں کی یہی صفت ہے جو کتاب الہی میں مذکور ہے"

11- ابن سعد اور ابن عساکر نے بطریق موسیٰ بن یعقوب زمعی، سہل مولیٰ موسیٰ غنیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اہل مرسیس کا ایک نصرانی تھا۔ یتیم تھا اور اپنے چچا کی کفالت میں تھا۔ اس نے بتایا "میں نے انجیل کو پڑھا۔ مطالعے کے دوران مجھے ایک ورق گوند سے چسپاں ملا۔ میں نے اس کو کھولا۔ تو اس میں محمد (خاتم النبیین ﷺ) کے اوصاف حمیدہ اس طرح تحریر تھے۔

"آپ (خاتم النبیین ﷺ) نہ کوتاہ قد ہوں گے، نہ طویل القامت، گورا رنگ ہوگا، زلفیں ہوں گی، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، صدقہ قبول نہ کریں گے۔ دراز گوش اور اونٹ پر سواری کریں گے۔ بکری کا دودھ دو ہیں گے۔ پیوند لگا کپڑا پہنیں گے۔ (جو شخص اپنی حالت میں ایسا ہونا ظاہر ہے تکبر سے پاک ہوگا) آپ (خاتم النبیین ﷺ) میں یہ تمام اوصاف ہوں گے۔ وہ اولاد اسماعیل میں سے ہوں گے۔ ان کا نام احمد ہوگا۔" (ورقہ اس لئے گوند سے چسپاں کر دیا گیا تھا کہ اس میں لکھا تھا کہ وہ اولاد اسماعیل میں سے ہوں گے۔)

سہیل بیان کرتے ہیں جب میں حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کا تذکرہ یہاں تک پڑھ چکا۔ تو میرا چچا آ گیا۔ جب اس نے اس ورق کو دیکھا تو مجھے مارا اور کہا "تو نے اس ورق کو کیوں کھولا؟ اور کیوں پڑھا"۔ میں نے کہا "میں نے اس ورق میں ایک نبی کی نعت پڑھی ہے۔ (یعنی تعریف پڑھی ہے) اس پر اس نے فوراً ہی کہا وہ نبی ابھی نہیں آیا ہے۔"

12- ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی بیوی ہاجرہ کو (مکہ کے لیے) رخصت کرنے کے لئے حکم فرمایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام براق پر سوار ہوئے۔ جب آپ علیہ السلام کا گزر رزم اور شاداب علاقے پر ہوتا تو فرماتے "اے جبرائیل! یہاں اترو۔" مگر حضرت جبرائیل معترض کرتے رہے حتیٰ کہ مکہ آگئے۔ یہاں پہنچ کر حضرت جبرائیل نے کہا "سیدنا ابراہیمؑ یہاں پر اترنا ہے۔" حضرت ابراہیمؑ نے حیران ہو کر کہا "اس مقام پر جہاں نہ دودھ والے جانور ہیں، نہ پانی اور نہ کھیتی"۔ انہوں نے کہا "ہاں یہی پر اترنا ہے۔ اسی جگہ اللہ تعالیٰ آپ کے فرزند کی نسل سے نبی امی کو مبعوث فرمائے گا جس کے ذریعے دین حق کی تکمیل ہوگی"

محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ جب حضرت ہاجرہ اپنے فرزند حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ باہر نکلیں تو کسی شخص نے ان کو غور سے دیکھا اور کہا تھا "تمہارا یہ فرزند کثیر خاندانوں کا باپ ہے۔ اور ان ہی کی نسل سے نبی امی پیدا ہوں گے۔ جو حرم کو بسانے والے ہوں گے۔"

کتب آسمانی توریت، زبور اور انجیل میں اللہ کے نبی کے ذکر کا کچھ تعارف اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی کیا ہے۔ (قرآن پاک سورہ الفتح، آیت نمبر 24)

ترجمہ: "محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھی اور اصحاب ہیں۔ وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ تو ان کو دیکھے گا۔ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں۔ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے آثار باوجود تاثیر سجدہ کہ ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ ان کے اوصاف توریت اور انجیل میں (بھی) ہیں۔ ان کا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنا پٹھا نکالا۔۔۔ پھر اسے طاقت دی، پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر وہ اپنی ساق میں سیدھی کھڑی ہو گئی۔"

امام بخاری عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن العاصؓ سے ملا میں نے ان سے کہا "مجھے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی کوئی خاص بات بتائیے؟" تو انہوں نے کہا "ہاں خدا کی قسم! آپ (خاتم النبیین ﷺ) توریت میں بیان کردہ اوصاف سے منصف ہیں۔ اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی بے شمار صفات قرآن پاک میں موجود ہیں۔

توریت میں حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہے:

ترجمہ: "اے نبی (خاتم النبیین ﷺ) بے شک ہم نے آپ کو شاہد و مبشر و نذیر اور امیوں کا رسول بنایا۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام المتوکل رکھا ہے۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نہ بدخلق ہیں، نہ سخت مزاج۔۔۔ نہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) درشت خو ہیں اور نہ بازاروں میں زور سے بولنے والے ہیں۔۔۔ اور نہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں۔۔۔ بلکہ عفو درگزر آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی خصلت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی روح مبارک کو اس وقت تک قبض نہیں فرمائے گا جب تک کج رو سیدھے نہ ہو جائیں۔ اور جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ لیں۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے ذریعے اللہ تعالیٰ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔"

اللہ تعالیٰ قرآن پاک سورہ الاعراف، آیت نمبر 157 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: "اور جو لوگ اپنے رسول (خاتم النبیین ﷺ) نبی امی کا اتباع کرتے ہیں۔ جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ جو انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا اور سٹھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور سخت قسم کے بہت سے بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔ تو وہ اس پر ایمان لائیں، اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نوری پیروی کریں جو اس کے ساتھ اتر ہے۔ وہی لوگ بامراد ہوں گے۔"

بنی اسرائیل کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان کی سزائیں بھی سخت تھیں مثلاً توبہ میں اپنے آپ کو قتل کرنا، جن اعضاء سے گناہ صادر ہوں ان کو کاٹ دینا۔ مندرجہ بالا آیت میں بتایا گیا ہے کہ ان کے وہ احکام شاقہ (وہ احکام جن پر عمل کرنا دشوار ہے) وہ بھی اس نبی کے لئے ختم کر دیئے گئے ہیں یعنی ان کی امت کو وہ احکام نہ دیئے جائیں گے مثلاً "بدن اور کپڑے کے جس مقام کو نجاست لگے اس کو کپڑے سے کاٹ دینا، مال غنیمت کو جلا دینا، گناہوں کا مکانوں کے دروازے پر ظاہر ہونا وغیرہ۔"



## حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ، اُن کی امت اور اُن کے صحابہ کرامؓ کے اوصاف سابقہ کتب آسمانی میں

محمد بن کعب قرظیؓ سے مروی ہے کہ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب کو وحی فرمائی ” میں تمہاری نسل سے بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا۔ اور اس نبی تمہارے کو مبعوث فرماؤں گا جس کی امت بیت المقدس کے ہیکل کو مسجد بنا دے گی۔ وہ نبی خاتم الانبیاء ہوگا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔“

کتب آسمانی توریت، زبور اور انجیل میں اللہ تعالیٰ کے نبی خاتم النبیین ﷺ کا کچھ تعارف اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی کیا ہے (سورہ الفتح، آیت نمبر 29)

ترجمہ: ”محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھی اور اصحاب ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ تو ان کے دیکھے گا، کبھی رکوع کر رہے ہیں، کبھی سجدہ کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ ان کے واقعات توریت اور انجیل میں بھی ہیں۔“

امام بخاریؒ عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن العاصؓ سے ملا میں نے ان سے کہا کہ مجھے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی کوئی خاص بات بتائیے تو انہوں نے کہا کہ: ”ہاں خدا کی قسم آپ توریت میں بیان کردہ اوصاف پر پورے اترتے ہیں۔ اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی بے شمار صفات قرآن پاک میں موجود ہیں۔“

سورہ الاعراف، آیت نمبر 157 میں فرمان الہی ہے: ”اور جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں۔ جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ جو انہیں بھلائی کا حکم دے گا برائی سے منع کرے گا۔ اور سخت قسم کے بہت سے بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتار دے گا۔“

بنی اسرائیل کون تھے؟ حضرت ابراہیم کے دو بیٹے تھے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام۔ حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت سارہ کے بطن سے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت حاجرہ علیہ السلام کے بطن سے تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام یعقوب تھا ان کا لقب اسرائیل تھا۔ ان کے بارے بیٹے ہوئے اور پھر یہ بارہ بڑے بڑے خاندان اور قبیلے بن گئے۔ یہ تمام بنی اسرائیل کہلائے۔

بنی اسرائیل میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام جو حضرت حاجرہ علیہ السلام کے بطن سے تھے۔ ان کی نسل سے کوئی پیغمبر نہیں ہوا۔ لیکن پھر آخر میں حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہو گئے۔ اور یہ بات بنی اسرائیل کو سخت ناپسند ہوئی انہوں نے حسد کی وجہ سے پہچاننے کے باوجود آپ خاتم النبیین ﷺ کو ماننے سے انکار کر دیا۔

ان کی کتابوں میں واضح طور پر آپ ﷺ کے اوصاف اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی امت کے اوصاف موجود تھے۔ لیکن ان کو یہ بات ہضم نہ ہوئی کہ یہ نبی اسماعیل کی نسل سے کیسے اور کیوں آگیا؟

بنی اسرائیل بھی اللہ کی لاڈلی قوم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بے شمار نوازشات کیں۔ لیکن پھر بعد میں ان کی نافرمانیوں اور سرکشی کی وجہ سے ان پر سخت احکامات نازل کئے گئے۔ مثلاً توبہ میں اپنے آپ کو قتل کرنا، جن اعضاء سے گناہ صادر ہو جائے ان اعضاء کو کاٹ دینا۔ مندرجہ بالا آیات میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ آنے والا نبی ان تمام سخت قسم کے احکامات بھی ختم کرے گا۔ یعنی اس نبی کی امت کو وہ احکامات نہ دیئے جائیں گے۔ مثلاً ”مال غنیمت کو جلا دینا، نجاست لگے کپڑے کو کاٹ ڈالنا، گناہوں کا مکانون کے دروازوں پر ظاہر ہونا وغیرہ

دارمی، ابن سعد اور ابن عساکر نے ابی فروہ ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت کعبؓ الاحبار سے دریافت کیا (کعب الاحبار اسلام قبول کرنے سے پہلے یہودی تھے) ”تم نے رسول خاتم النبیین ﷺ کی تعریف تورات میں کس طرح پائی؟“ حضرت کعب الاحبارؓ نے فرمایا:

”ہم نے تورات میں پڑھا ہے کہ محمد خاتم النبیین ﷺ بن عبد اللہ مکہ میں پیدا ہوں گے۔ اور مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے نہ وہ بے ہودہ گوہوں گے، نہ بازاروں میں شور مچانے والے اور نہ کبھی برائی کا بدلہ برائی سے لیں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے ان کی امت بہت زیادہ حمد کرے گی۔ وہ ہر بلندی پر اللہ کی تکبیر (یعنی اللہ اکبر) اور ہر پستی پر اللہ کی تحمید (یعنی سبحان اللہ) کرے گی۔ وہ اپنے اعضاء کا وضو کرے گی۔ وہ اپنی کمروں پر تمہند باندھے گی۔ وہ لوگ اپنی نمازوں میں اس طرح صف بستہ ہوں گے جیسے میدان جنگ میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کی مساجد میں گونج ہوگی۔ جس طرح شہد کی کھیاں بھنھتی ہیں۔ ان کی آذانوں کی آواز فضائے آسمانی میں سنی جائیں گی۔“



(یعنی سب آسمانی کتابوں پر) وہ امت گم کردہ راہ افراد اور قوموں سے قتال کرے گی حتیٰ کہ شیطان اور دجال کو ہلاک کر دے گی۔ اے میرے رب ان لوگوں کو میری امت میں شامل کر دے، حق تعالیٰ نے فرمایا۔ ”وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کی ہے۔“ اس یہودی عالم نے کہا ”درست ہے۔“ پھر حضرت کعب الاحبار نے فرمایا ”میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم نے کتاب موسیٰ میں یہ نہیں پایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آیت مبارکہ کو پڑھا تو عرض کیا اے میرے رب میں اس میں ایک امت کا تذکرہ پاتا ہوں کہ وہ بہت حمد کرنے والی اور سورج کی نگہبانی کرنے والی ہوگی۔ اور جب وہ کسی بات کا ارادہ کرے گی تو اس کی بات میں استحکام ہوگا وہ اپنی بات کا آغاز انشاء اللہ سے کرے گی۔ تو ان لوگوں کو میری امت میں شامل کر دے۔“ باری تعالیٰ نے فرمایا ”وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت ہے۔“ یہودی عالم نے کہا ”تمہارا کہنا درست ہے۔“ کعب الاحبار نے فرمایا ”میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے کتاب الہی میں یہ نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صحیفہ آسمانی کے مطالعہ کے بعد التجا کی ”اے خالق کائنات! میں مطلع ہوا ہوں کہ ایک امت ایسی ہے کہ جب وہ بلندی پر چڑھے گی تو اللہ کی کبریا ئی بیان کرے گی اور جب نیچے اترے گی تو اللہ کی تعجب کرے گی۔ ان کے لئے روئے زمین کی تمام سطح سجدہ گاہ اور تمام مٹی پاک کر دی گئی ہے جسے وہ رفح حاجت و نجاست کے لئے استعمال کریں گے۔ ان کے اعضاء وضو، روشن اور چمکدار ہوں گے۔ تو انہیں میری امت بنا دے۔“ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت ہے۔“ اس یہودی عالم نے کہا ”بالکل ٹھیک۔“ حضرت کعب الاحبار نے پھر فرمایا ”میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ کی نازل کردہ کتاب میں یہ نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب کتاب کو پڑھا تو عرض کیا ”اے رب قدیر! میں اس کتاب میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو اپنی کمزوریوں کے باوجود کتاب اللہ کی وارث ہے اور ان کو تو نے برگزیدہ کیا ہے مگر پھر ان میں سے کچھ اپنی جانوں پر زیادتی کریں گے، کچھ راہ اعتدال پر چلیں گے اور کچھ لوگ نیکیوں میں سبقت لے جائیں گے تو اس امت کے ان سب لوگوں کو میری امت میں شامل کر دے۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت ہے۔“ یہودی عالم نے کہا ”تم نے حقیقت بیان کی۔“ حضرت کعب الاحبار نے کہا ”میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ جو اب دے کہ تو نے منزل (نازل کردہ کتاب) میں یہ نہیں پایا کہ حضرت موسیٰ نے تلاوت تو ریت کے بعد دعا کی ”اے کارساز عالم میں اس الہامی کتاب میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں۔ جن کے سینوں میں کتاب خداوندی منقوش ہے اور وہ لوگ عالم آخرت میں اہل جنت کے رنگارنگ لباس زیب تن کریں گے وہ اپنی نمازوں میں ایسی صف بندی کریں گے جیسے فرشتے کرتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا بجز ان کے جو نیکیوں سے اس طرح تہی دامن ہو جس طرح خزاں کا درخت ننگا ہوتا ہے۔ پس اے مجیب! ان لوگوں کو میری امت میں شامل کر دے۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت ہے۔“ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اس فضیلت کا علم ہوا جو حضور نبی کریم خاتم النبیین (خاتم النبیین ﷺ) اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی امت کو اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمائی ہے۔ تو خواہش کی کہ کاش میں بھی امت محمدیہ (خاتم النبیین ﷺ) میں شامل ہو سکتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورۃ الاعراف، آیت نمبر 144)

قَالَ يَمْؤُوتِي اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَي النَّاسِ بِرِسْلَتِي وَبِكَ لَمْ يَفْخُذْ مَا اتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ

ترجمہ: ”اے موسیٰ میں نے تم کو اپنی رسالت اور کلام کے لئے چن لیا ہے، تو لے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور شکر والوں میں ہو۔“

حضرت موسیٰ نے کہا ”یارب میں راضی ہو گیا۔“

ابن عساکر نے ”تاریخ دمشق“ میں بروایت محمد بن حمزہ بن عبد اللہ بن سلام اور انہوں نے اپنے دادا عبد اللہ بن سلام سے روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی ہجرت مکہ سے مدینہ کو سنا تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے پاس آئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان سے فرمایا۔ ”اے ابن سلام تم اہل مدینہ کے عالم ہو؟“ انہوں نے عرض کیا ”ہاں“ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے تو ریت کو حضرت موسیٰ پر نازل کیا۔ تم میری صفت اللہ کی کتاب تو ریت میں کیا پاتے ہو؟“ عبد اللہ بن سلام نے کہا ”اے محمد (خاتم النبیین ﷺ) آپ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔“ یہ سن کر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ پر ارتعاش کی کیفیت طاری ہو گئی۔ عین اس وقت حضرت جبرائیل نے آ کر وحی فرمائی۔ اور سورہ اخلاص بیان کی:

ترجمہ: ”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ وہ اللہ اکیلا ہے، اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کو کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی اس کا ہمسرہ ہے۔“

حضرت عبد اللہ بن سلام نے یہ دل نشین اور دل کشا کلام سنا تو خود اٹھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ خاتم النبیین ﷺ کو اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے گا۔ اور بلاشبہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی بابت میں نے اللہ کی کتاب تو ریت میں

پڑھا ہے کہ ”محمد (خاتم النبیین ﷺ) میرے بندے اور میرے رسول (خاتم النبیین ﷺ) ہیں، میں نے ان کا نام متوکل رکھا ہے وہ نہ سخت مزاج ہیں۔ نہ درشت خوار نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں۔ اور نہ وہ کبھی بدی کا بدلہ بدی سے لیں گے۔ بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک ان کی روح مبارک کو قبض نہ کرے گا جب تک کہ لوگ سیدھی راہ پر نہ آجائیں گے۔ اور وہ دل کے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ نہ کہنے لگیں گے۔ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔“

ابو نعیم نے ”حلیہ“ میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

”بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی ”جو شخص مجھ سے اس حال میں ملا کہ وہ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین ﷺ کا منکر ہے تو اسے جہنم میں داخل کروں گا۔“ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ”اے رب احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کون ہیں؟“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”میں نے کسی مخلوق کو ان سے بڑھ کر کرم نہیں بنایا۔ میں نے ان کا نام تخلیق آسمان و زمین سے پہلے عرش پر لکھا۔ بلاشبہ میری تمام مخلوق پر جنت حرام ہے جب تک وہ ان کی امت میں داخل نہ ہوں۔ حضرت موسیٰ نے کہا ”ان کی امت کیسی ہے؟“ فرمایا ”وہ بہت زیادہ حمد کرنے والی امت ہے۔ وہ چڑھتے اترتے ہر حال میں اللہ کی حمد کرے گی۔ وہ اپنے اعضاء کو پاک رکھیں گے۔ وہ دن میں روزہ اور شب میں ذکر و اذکار اور عبادت گزار ہوں گے۔ میں انکے قلیل عمل کو قبول کروں گا۔ اور میں ان کو لا الہ الا اللہ کی شہادت پر جنت میں داخل کروں گا۔“ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواہش ظاہر کی ”یا اللہ اس امت کا نبی مجھے بنا دیجئے۔“ فرمایا ”اس امت کا نبی ان ہی میں سے ہوگا۔“ عرض کیا ”مجھے اس نبی کا امتی بنا دئے۔“ فرمایا ”تمہارا زمانہ پہلے ہے اس کا زمانہ آخری ہے لیکن میں بہت جلد تم کو اور ان کو بیت الجلیل میں (جنت میں) یکجا کروں گا۔“

ابن ابی حاتم نے اور ابو نعیم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اشعیا پر وحی فرمائی کہ:

”میں ایک نبی کو مبعوث کرنے والا ہوں جس کے ذریعے بہرے کان، محبوب دل اور اندھی آنکھیں کھولوں گا۔ اس کی جائے ولادت مکہ، مقام ہجرت مدینہ اور ملک شام ہے یہ میرا بندہ، مرفوع، مصطفیٰ، حبیب، محبوب اور مختار ہے جو برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دے گا بلکہ عفو و درگزر اور بخشش سے کام لے گا۔ ایمان دار لوگوں کے ساتھ رحم دلی برتے گا۔ اور قوت سے زیادہ لدے ہوئے اور بوجھل جانوروں کو دیکھ کر دردمند ہو جائے گا۔ بے سہارا عورت کی گود میں یتیم بچوں کے لئے دل گرفتہ ہوگا۔ وہ نہ بدخلق ہوگا۔ نہ سخت مزاج ہوگا۔ اور نہ سخت دل ہوگا۔ وہ نہ بازاروں میں شور مچاتا پھرے گا۔ وہ نہ فحش کے ذریعے زینت کو پسند کرے گا۔ نہ وہ جھوٹ بولنے والا ہوگا۔ اور نہ ہی بری بات کہنے والا ہوگا۔ اگر وہ چراغ کے قریب سے گزرے گا تو (اتنے) سکون اور وقار کے ساتھ کہ کہیں چراغ گل نہ ہو جائے۔ اور اگر وہ طویل اور سخت میدان میں رواں ہوگا تو (بھی) اس کی رفتار پر وقار اور بے آواز ہوگی۔ وہ مبشر اور نذیر ہے۔ میں اس کے اعمال میں توازن، اور اخلاق میں حسن و عظمت دوں گا۔ طمانیت اور وقار کو اس کا لباس بناؤں گا۔ میں نیکی کو اس کا شعار تقویٰ کو اس کا خمیر اور حکمت کو اس کی فراست بناؤں گا۔ صدق و وفاس کی طبیعت ہوگی۔ عفو و بخشش اور بھلائی اس کی عادت ہوگی۔ عدل و انصاف اس کی سیرت، حق اس کی شریعت، ہدایت اس کا امام اور اسلام اس کی ملت ہوگی۔ اس کا نام گرامی احمد ہے میں اس کے ذریعے پستی کے بعد سر بلندی عطا کروں گا اور ناواقفیت کے بعد اس کے ذریعے الفت پیدا کروں گا۔ اور پرانگندہ خیالات مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد و فکر اور خیر سگالی پیدا کروں گا اور اس کی امت کو خیر امت بہترین امت بناؤں گا جو لوگوں کی ہدایت کے لئے ظاہر کی جائے گی۔ وہ امت نیکی کا حکم کرے گی۔ اور برائی سے منع کرے گی۔ وہ لوگ مجھ پر ایمان لائیں گے اور وہ لوگ میری واحدانیت کا چرچا کریں گے۔ وہ میرے ساتھ عقیدت اور اخلاص رکھیں گے۔ وہ میرے تمام انبیاء اور رسول کی تصدیق کریں گے۔ وہ لوگ نمازوں کے اوقات کے لئے سورج کے طلوع اور غروب پر نظر رکھیں گے۔ میں ان کو مسجدوں میں، مجلسوں میں، ان کے کاروباری اداروں میں، ان کی گزرگاہوں میں، ان کی آرام گاہوں میں تسبیح، تکبیر اور تمہید و توحید کرنے کی توفیق دوں گا۔ وہ اپنی مساجد میں اس طرح صفیں بنائیں گے۔ جس طرح عرش کے گرد فرشتے صف بناتے ہیں۔ وہ میرے محبوب، محسن اور مددگار ہیں۔ میں ان کے ذریعے اپنے دشمنوں سے بدلہ لوں گا۔ وہ میرے لئے قیام و قعود، رکوع اور سجود کے ساتھ نمازیں پڑھیں گے۔ وہ میری رضا اور خوشنودی کی خاطر اپنے دیار اور جائیدادوں سے دست کش ہو جائیں گے۔ وہ قتل کریں گے اور شہید بھی ہوں گے۔ ان کی جماعت مجاہدین بڑی (جماعت) تعداد میں ہوں گی۔ میں ان کی کتاب کے ذریعے دوسری کتابوں کو اور ان کے نظام زندگی کے لئے دوسرے سیاہ قوانین کو ختم کروں گا۔ پس جو کوئی بھی ان کے زمانے کو پائے پھر بھی ان کی کتاب کو نہ مانے، ان کے دین (نظام شریعت، نظام حیات) اور قانون شریعت کو نہ اپنائے وہ میرا نہیں ہے۔ وہ مجھ سے بری ہے۔ میں نے ان کو تمام امتوں سے افضل بنایا ہے۔ نیز ان کو امت وسط (اعتدال پر رہنے والی امت) اور تمام لوگوں پر گواہ بنایا ہے۔ جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو میری تکبیر کہتے ہیں۔ جو وہ لاچار ہوتے ہیں تو میری کبریائی

بیان کرتے ہیں۔ وہ اپنے چہرے ہاتھوں اور پاؤں کو پاک صاف رکھتے ہیں۔ وہ نصف کمر پر تہبند باندھتے ہیں۔ ان کی قربانیاں ان کا خون بہانا ہے۔ کتاب اللہ ان کے سینوں میں ہے، وہ رات کو عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ان کا منادی یعنی موزن اپنی آواز سے فضائے آسمان میں گونج پیدا کرتا ہے۔ خوشخبری ہو اسے جو ان کے ساتھ ہے ان کے دین ان کے طریقے اور ان کی شریعت پر ہے۔ یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں اپنے فضل سے نوازا دیتا ہوں اور میں ہی صاحب فضل عظیم ہوں۔“

بیہقی نے وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی: ”اے داؤد تمہارے بعد جلد ہی ایک نبی آئے گا۔ جس کا نام احمد، محمد اور صادق ہو گا اور میں اس کے سبب اس کے اگلے اور پچھلے لوگوں کے گناہ معاف کروں گا۔ اس کی امت، امت مرحومہ ہے (ملت اسلامیہ) میری بخشش ان پر بہت ہوگی۔ ان میں بعضوں پر بعض بخشش میں انبیاء کرام علیہ السلام کی مانند ہوگی۔ میں ان پر ایسے فرائض لازم کروں گا جو انبیاء کرام علیہ السلام پر کئے ہیں وہ امت قیامت کے دن اس شان سے آئے گی۔ کہ ان کا نور انبیاء کے نور کی مانند ہوگا۔ یہ نور اس عائد کردہ فرائض کی وجہ سے ہوگا کہ وہ انبیاء کرام علیہ السلام کی طرح ہر نماز کے لئے طہارت کریں گے۔ وہ مثل انبیاء کرام علیہ السلام غسل جنابت کریں گے۔ وہ انبیاء علیہ السلام کی طرح حج کریں گے۔ وہ مثل انبیاء دین حق کی مدافعت اور اشاعت کے لئے جہاد کریں گے۔ اے داؤد میں نے محمد اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے نیز میں ان کی خطا نسیاں پر مواخذہ نہیں کروں گا۔“

بیہقی نے بطریق عمر بن حکم بن رافع بن سنان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کیا کہ ”مجھے میرے چچا اور دوسرے بزرگوں نے بتایا کہ ان کے پاس ایک ورق قدیم زمانہ جہالت سے بطور میراث چلا آ رہا تھا۔ پھر اسلامی تحریک شروع ہوئی اور ان کے قائد محترم حضرت محمد خاتم النبیین (خاتم النبیین ﷺ) ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ ورق لایا گیا۔ اس میں لکھا تھا: ”شروع اللہ کے نام سے کہ اس کا قول حق ہے اور ظالموں کی باتیں کپڑوں میں ہیں۔ (فضول اور بیکار ہیں) یہ ذکر اس امت کا ہے جو آخری زمانے میں آئے گی۔ وہ لوگ اپنے داموں کو لٹکائیں گے (یعنی پورا بدن چھپائیں گے) اپنی کمروں پر تہبند باندھیں گے۔ وہ دریاؤں کو عبور کر کے اپنے دشمنوں کی طرف جائیں گے۔ ان میں ایسی نمازیں ہوں گی کہ اگر وہ نمازیں قوم نوح میں ہوتیں تو وہ پانی کے طوفان سے ہلاک نہ ہوتی۔ اگر قوم عاد میں ہوتیں تو وہ کبھی ایسے برباد نہ ہوتی۔ اور قوم ثمود میں ہوتیں تو وہ چیخ سے کبھی ہلاک نہ ہوتے۔“ رسول خاتم النبیین ﷺ کے سامنے جب اس ورق کو پڑھا گیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے تعجب فرمایا۔

بیہقی اور ابو نعیم نے کعب الاحبار سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ: ”میں نے خواب دیکھا کہ تمام لوگ حساب گاہ میں ہیں۔ پھر انبیاء کرام علیہ السلام کو ان کی امتوں کے ہمراہ لایا گیا۔ اس طرح کے ہر نبی کے ساتھ دو اور ان کے پیروکاروں کے ساتھ ایک نور چل رہا تھا۔“ پھر رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو بلا لایا گیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ کے سر مبارک اور چہرہ انوار کے ہر بال کے ساتھ جدا جدا نور تھا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے پیروکاروں کے ساتھ دو نور مثل انبیاء کے تھے۔ تو حضرت کعب الاحبار نے کہا ”میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) اور ان کی امت ہے اور انبیاء کرام علیہ السلام اور ان کی امتوں کی یہی صفت ہے جو کتاب الہی میں مذکور ہے۔“

ابو نعیم نے بطریق یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ”میں نے جتنی کتابیں پڑھیں ہیں ان میں سے ہر ایک میں تھا کہ ”ایک علم، صاحب علم، کے ساتھ اتارا جائے گا اور اس ”صاحب علم“ کے ساتھ اللہ ہوگا۔ اور اس ”صاحب علم“ کو اللہ تعالیٰ تمام قوموں پر غالب فرمائے گا۔“

سابقہ کتب میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور ان کی امت کے اوصاف بہت تفصیل سے بتادیئے گئے تھے۔ ان کے ساتھ ہی آپ خاتم النبیین ﷺ کے تمام صحابہ کرامؓ کا ذکر بھی واضح الفاظ میں تو رات، زبور اور انجیل میں موجود تھا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورہ الانبیاء، آیت نمبر 105)

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْمَارِضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ

ترجمہ: ”اور بلاشبہ ہم نے ذکر کے بعد زبور میں لکھا کہ اس زمین کے وارث اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو کرے گا۔“

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تشریح میں حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توریت اور انجیل میں اپنے ازلی علم (ادراک سے) سے خبر دے دی ہے کہ: ”امت محمدیہ اس زمین کی وارث ہوگی۔“

ابن حاتم نے حضرت ابودرداءؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے جب اَنَّ الْمَارِضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ پڑھا تو کہا کہ ”ہم ہی وہ صالحین بندے ہیں“ اور پھر کہا ”میں

زبور کے اس نسخے سے واقف ہوں۔ جس میں 150 سورتیں ہیں۔ اور میں نے اس کی چھوٹی سورۃ میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اے داؤد! میں جو سنا تا ہوں اسے سنو اور سلیمانؑ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو بتائیں کہ تمہارے بعد یہ زمین میری ہے۔ اور میں محمد ﷺ اور ان کی امت کو اس کا وارث بناؤں گا۔“

**صدیق اکبرؓ کا تذکرہ:-** ابن عساکر نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ: ”میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے پہلے یمن کی طرف گیا اور قبیلہ ازد کے ایک عالم کے پاس پہنچا۔ وہ عالم کتب سادی کا پڑھنے والا تھا۔ اور اس کی عمر 400 سال تھی۔ اس ازدی عالم نے پہلے دیکھا اور کہا ”میرا خیال ہے کہ تم قریشی ہو“ میں نے کہا ”ہاں“ اس نے کہا ”میرا خیال ہے کہ تم تمیمی ہو“؟ میں نے کہا ”ہاں“ پھر اس نے کہا ”اب صرف ایک نشانی تمہاری طرف سے باقی رہ گئی ہے۔ جس سے میں واقف نہیں ہو سکا ہوں۔“ میں نے کہا ”وہ کونسی نشانی ہے؟“ اس نے کہا ”تم اپنے پیٹ سے قمیض اٹھاؤ۔“ میں نے پوچھا ”کس لئے؟“ اس نے کہا ”میں نے علم صادق (کتب سادی) میں پایا ہے کہ ”حرم مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا اس کے دعویٰ نبوت میں ایک نوجوان اور ایک ادھیڑ عمر کا شخص مددگار ہوگا۔ وہ نوجوان شدتوں اور قوتوں کی متحدہ قوت اور ہجوم مصائب کو خاطر میں نہ لائے گا اور ان کا زور توڑ کر رکھ دے گا اور دوسرا شخص گورے رنگ اور لاغر جسم کا ہوگا۔ اس کے پیٹ پر ایک تل ہوگا۔ اور بائیں ران پر ایک نشان ہوگا۔ تو تمہارا کیا ہرج ہے اگر تم مجھے اپنا پیٹ دکھا دو اور تمہارے ساتھ جو میں اوصاف پاتا ہوں اس پوشیدہ علامت کو دیکھنے سے میرا علم مکمل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ایک آدھ علامت مخفی رہ جائے تو رہ جائے۔“ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا ”میں نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا اٹھایا اور وہ ازدی عالم میری ناف کے اوپر سیاہ تل کو دیکھ کر کہنے لگا۔ ”رب کعبہ کی قسم تم ہی وہ شخص ہو۔“

ابن عساکر نے ربیع بن انسؓ سے روایت کیا ہے ”کتب سابقہ میں حضرت ابو بکرؓ کی مثال قطرات بارش کی سی ہے کہ وہ جہاں بھی گرتے ہیں نفع پہنچاتے ہیں۔“  
**حضرت ابو بکر صدیقؓ کا قبول اسلام:-** ابن عساکر نے ”تاریخ دمشق“ میں حضرت کعبؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا قبول اسلام بذریعہ وحی تھا۔ اور وہ اس طرح کے آپ غرض تجارت شام گئے۔ وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرہ راہب سے بیان کیا بحیرہ نے ان سے پوچھا ”تم کہاں کے رہنے والے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا ”تہامہ کے شہر کا“ بحیرہ نے سوال کیا ”تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے؟“ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا ”قبیلہ قریش سے“ بحیرہ نے کہا ”تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے؟“

حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا ”تجارت“ بحیرہ نے ان تمام سوالات کے جواب پانے کے بعد ان کے خواب کی تعبیر یہ بتائی ”اللہ تعالیٰ تمہارے خواب کو حقیقت بنا کر تمہارے مشاہدے میں اس طرح لائے گا کہ تمہاری قوم میں سے ایک نبی کو مبعوث فرمائے گا اور تم اس نبی کے مشیر اعلیٰ ہوں گے اور اس نبی کی وفات کے بعد تم خلیفہ نبی ہو گے۔“ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس خواب اور اس واقعہ کو پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ بنی آخر الزمان ﷺ مبعوث ہوئے۔ اس وقت حضرت صدیق اکبرؓ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ”اے محمد (خاتم النبیین ﷺ) آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے دعویٰ نبوت کی دلیل کیا ہے؟“ حضور کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”وہ خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا۔“ یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور کریم خاتم النبیین ﷺ سے چمٹ گئے۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا ”اھ صد انک رسول اللہ“ (میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ کے رسول ہیں)۔

ابن عساکر نے ابن عبد الرحمن سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نے عہد اسلام سے قبل ”دلائل نبوت“ کی قبیل سے کچھ دیکھا تھا؟ آپ نے جواب دیا ”ہاں“ اور پھر فرمایا ”کوئی شخص قریشی یا غیر قریشی ایسا نہ تھا جسے آثار دلائل نبوت سے کچھ معلوم نہ ہوا ہو۔ میں زمانہ جاہلیت میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ دفعۃً ایک ٹہنی میرے اوپر اس قدر چھکی کہ میرے سرے قریب آگئی۔ میں حیران تھا کہ یہ کیا ہوا ہے۔ عجیب بات یہ کہ پھر اس درخت سے آواز آئی کوئی کہہ رہا تھا۔ ”ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ اور تم کو تمام لوگوں سے زیادہ اپنے آپ کو ان کے سپردگی میں دینا ہوگا۔“

ابن عساکر نے ابی بکرہ سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ ان کے پاس کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ آخر میں کچھ لوگ بیٹھے رہے۔ حضرت عمرؓ نے ان پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا ”تم کتب سابقہ میں کچھ پاتے ہو۔“ ان میں سے ایک نے جواب دیا ”یہ کہ رسول (خاتم النبیین ﷺ) کا خلیفہ ان کا صدیق ہوگا۔“

**حضرت عمرؓ اور ان کے بعد میں آنے والوں کا تذکرہ کتب سابقہ میں:-** حضرت عبد اللہ بن امام احمد نے زوائد الزیادہ میں بروایت ابی اسحاق ابو عبیدہ سے روایت کیا ہے کہ ”عہد رسالت میں حضرت عمرؓ گھوڑا دوڑا رہے تھے کہ قبا کا دامن اڑ جانے ان کی ران کھل گئی۔ ان کی ران پر سیاہ تل دیکھ کر نجران کے ایک شخص نے کہا ”یہی وہ شخص ہے جس کا تذکرہ ہمیں اپنی کتابوں میں ملتا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دے گا۔“

ابو نعیم نے روایت شہر بن جوشب کعبؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے شام میں کہا ”یہ شہر اس شخص کے ہاتھوں فتح ہوگا جو صالحین، مسلمین اور متقین کے ساتھ ہمدرد اور مہربان اور شورہ پشتوں اور کافروں پر سخت گیر اور شدید ہے اس کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر ہے اور اس کے نزدیک حق کے حاصل کرنے میں قریب اور بعید برابر ہے۔ اس کے شاگردرات میں عبادت گزار اور عاجز اور دن میں شیریں۔ وہ آپس میں رحم دل، شفیق اور نیکو کار ہیں۔“ حضرت عمرؓ نے فرمایا ”اے کعب تم نے ٹھیک کہا“ حضرت کعبؓ نے جواب دیا ”ہاں خدا گواہ ہے میں نے حقیقت بیان کر دی ہے۔“

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا ”ہر طرح کی حمد و ثنا کے لائق وہی ذات اقدس ہے جس نے ہمیں عزت اور غلبہ دیا۔ ہمیں شرافت اور کرامت سے سرفراز کیا اور ہمارے نبی خاتم النبیین ﷺ کے ذریعے ہم کو باہم شفقت والا بنایا۔“

طبرانی اور ابو نعیم نے ”حلیہ“ میں معیث اور اوزاعی سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت کعب الاحبارؓ سے پوچھا ”تم تو ریت میں میرے کیا علامت پاتے ہو؟“ حضرت کعبؓ نے جواب دیا۔ ”ایسا خلیفہ جو ابنی عزم کا حامل ہو۔ جوشد ید قوت کا حامل ہو۔ اور احکام خداوندی کے مقابلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرے۔“

ابن عساکر نے حضرت عمر فاروقؓ کے موذن اقرعؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اسقف کو بلایا اور دریافت کیا ”اے اسقف کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارا یعنی پوری قوم کا ذکر جانتے ہو؟“ اسقف نے جواب دیا ”ہم تمہاری علامات اور اوصاف کو تو پاتے ہیں مگر ذکر نام بنام نہیں ہے۔“ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا ”پھر تم میرا ذکر کس طرح پاتے ہو؟“ اسقف نے جواب دیا ”آہن کی مانند، لوہے کے مشابہ۔“ حضرت عمرؓ نے پوچھا ”اس کا کیا مطلب؟“ اس نے کہا ”اصولوں کا بہت سختی سے پابند امیر، دشمنان دین کے لئے مرد آہن“، اس پر حضرت عمرؓ نے کہا ”یہ بڑائی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے وہی ہر تعریف کے لائق ہے۔“ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا ”میرے بعد ہونے والے خلیفہ کا ذکر کس طرح آیا ہے؟“ اس نے کہا ”وہ حلیم طبع، بہت ہی باحیا اور مرد صالح ہے۔ جو آخر باکود و سروں پر ترجیح دے گا۔“ حضرت عمرؓ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم کرے۔“ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا ”جو شخص ان کے بعد خلیفہ ہوگا اس کے بارے میں تمہاری کتاب میں کیا مذکور ہے؟“ کہا ”اے امیر وہ مرد تو صالح ہوگا لیکن اس کی خلافت کا قیام خوں ریزی اور کھچی ہوئی برہنہ تلواروں کے درمیان ہوگا۔“ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ایام خلافت اسی طرح گزرے۔

طبرانی اور بیہقی نے محمد بن یزید ثقفی سے روایت کیا ہے کہ قیس بن خرشہ اور کعب احبار دونوں ہمراہ جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ دونوں مقام صفین پر پہنچے تو کعبؓ ٹھہر گئے اور کچھ دیر اس زمین پر نظر ڈالی۔ پھر فرمایا کہ ”اس خطہ سرزمین پر مسلمانوں کا اس قدر خون بہے گا کہ اتنا خون کسی اور خطے میں نہیں بہایا جائے گا۔“ اس پر قیس نے کہا ”اے کعبؓ یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہوئی؟ جبکہ یہ تو غیب کا علم ہے اور غیب کا علم تو صرف اللہ کو معلوم ہے۔“ کعب احبارؓ نے جواب دیا ”زمین کا بالشت بھر ٹکڑا بھی ایسا نہیں ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے تو ریت مٹزلہ میں نہ کر دیا ہو۔“

تاریخ شاہد ہے کہ مقام صفین پر جنگ صفین ہوئی تھی۔ یہ جنگ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان ہوئی تھی۔ اور اس جنگ میں مسلمانوں کی تلواریں مسلمانوں پر ہی چلیں تھیں اس طرح یہ خطہ زمین خون سے بھر گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## خصائص امت محمدیہ (خاتم النبیین ﷺ)

- 1- امام احمد حاکم نے ابن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کی کہ ندامت و شرمندگی توبہ ہے۔ بعض علماء نے فرمایا "ندامت کا توبہ ہونا اس امت کے خصائص میں سے ہے"۔
- 2- دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے میری امت کو لیلیۃ القدر عطا فرمائی اور لیلیۃ القدر ان سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئی"۔
- 3- حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے ارشاد فرمایا "لوگوں پر ہمیں تین چیزوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے: (1) ہماری صفیں ملائکہ کی صفوں کی مثل کی گئیں۔ (2) ہمارے لیے تمام زمین مسجد کر دی گئی ہے۔۔۔ (3) جب ہم پانی نہ پائیں تو زمین کی خاک ہمارے لیے پاک و صاف اور پاک کرنے والی بنائی گئی"۔ (مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، حدیث: 522)
- 4- حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "مجھ پر (تمام) امتیں پیش کی گئیں پس ایک نبی گزرنے لگا اور اس کے ساتھ اس کی امت تھی ایک نبی ایسا بھی گزرا کہ اس کے ساتھ چند افراد تھے، ایک نبی کے ساتھ دس آدمی، ایک نبی کے ساتھ پانچ آدمی، ایک نبی صرف تنہا، میں نے نظر دوڑائی تو ایک بڑی جماعت نظر آئی میں نے پوچھا "اے جبرئیل علیہ السلام! کیا یہ میری امت ہے؟" عرض کیا "نہیں، بلکہ یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! آپ (خاتم النبیین ﷺ) افاق کی جانب توجہ فرمائیں"، میں نے دیکھا تو وہ بہت ہی بڑی جماعت تھی۔ عرض کیا "یہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت ہے اور یہ جو ستر ہزار ان کے آگے ہیں ان کے لئے نہ حساب ہے نہ عذاب"۔ میں نے پوچھا "کس وجہ سے؟" انہوں نے کہا "یہ لوگ داغ نہیں لگواتے تھے، غیر شرعی جھاڑ پھونک نہیں کرتے تھے، شگون نہیں لیتے تھے اور اپنے رب پر (کامل) بھروسہ رکھتے تھے"۔ حضرت عکاشہ بن محصنؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا "یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرمالے"۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے دعا فرمائی "اے اللہ، اسے ان لوگوں میں شامل فرما"۔ پھر دوسرا آدمی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا "یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں شامل فرمالے"۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "عکاشہ تم سے سبقت لے گیا"۔ (بخاری و مسلم۔ جامع ترمذی، رقم: 2446- سنن نسائی، رقم: 7604- مسند احمد، رقم: 2448، وابو یعلیٰ فی المسند، رقم: 5340)
- 5- حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی (80) صفیں میری امت کی ہوں گی اور باقی تمام امتوں کی صرف چالیس (40) صفیں ہوں گی"۔ (جامع ترمذی، رقم: 2546، ابن ماجہ، رقم: 4289، مسند احمد، رقم: 22990، 23052، 23111- والدارمی فی السنن، الرقم: 2835، ابن حبان، الرقم: 7459)
- 6- حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "جنت تمام انبیاء کرام علیہ السلام پر اس وقت تک حرام کر دی گئی ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہو جاؤں اور تمام امتوں پر اس وقت تک حرام ہے جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے"۔ (طبرانی، رقم: 942، مجمع الزوائد، کنز العمال، رقم: 31953)
- 7- حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا نسیان (بھول چوک) اور جبر و اکراه معاف فرما دیا ہے"۔ (ابن ماجہ، رقم: 2043- مستدرک، رقم: 2801- سنن الکبریٰ، رقم: 14871)
- 8- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے میری امت سے ان کی دل کی باتوں (یعنی وساوس و خیالات) کو معاف فرما دیا ہے جب تک وہ اس پر عمل نہ کرے یا زبان سے نہ کہے"۔ (مسلم، رقم: 127- ابن ماجہ، رقم: 2040- سنن نسائی، رقم: 5628)
- 9- سیدنا نجمن بن ادرع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کو یہ خبر موصول ہوئی کہ فلاں بندہ مسجد میں لمبی نماز پڑھاتا ہے، آپ (خاتم النبیین ﷺ) اس کے پاس آئے، اس کے کندھے کو پکڑا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے آسانی کو پسند اور تنگی کو ناپسند کیا ہے (یہ بات تین دفعہ ارشاد فرمائی) جب کہ اس بندے نے تنگی کو اختیار کیا ہے اور آسانی کو ترک کر دیا ہے"۔ [السلسلہ الصحیحہ 981، جلد 1، باب ایمان، توحید، دین اور تقدیر کا بیان، رقم: 1635]
- 10- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "میں قیامت کے روز ضرور اپنی امت کو دوسری امتوں کے درمیان پہچان لوں گا"۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! آپ اپنی امت کو کیسے

پہچانیں گے؟" فرمایا "میں انہیں پہچان لوں گا کہ ان کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور ان کی پیشانیوں پر سجدوں کا اثر ہوگا اور میں انہیں ان کے نور سے پہچان لوں گا جو ان کے آگے دوڑ رہا ہوگا۔" (مسند احمد، رقم: 21788)

11- "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا جو (سابقہ) انبیاء کرام علیہ السلام میں سے کسی کو نہیں عطا کیا گیا"۔ ہم نے عرض کیا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! وہ کیا ہے؟" آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "میرے رعب و دبدبہ سے مدد کی گئی اور مجھے زمین (کے تمام خزانوں) کی کنجیاں عطا کی گئیں اور میرا نام احمد رکھا گیا اور مٹی کو بھی میرے لئے پاکیزہ قرار دیا گیا اور میری امت کو بہترین امت بنایا گیا۔" (مسند احمد، رقم: 1361، 763، والیبی، فی السنن الکبری، رقم: 965، مجمع الزوائد، 1/260، 8/269)

12- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لئے لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا۔ عنقریب میری حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے زمین لپیٹی گئی۔ مجھے (قیصر و کسری کے) دو خزانے سرخ اور سفید دینے گئے۔ میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں سوال کیا کہ انہیں قحط سالی سے ہلاک نہ کیا جائے اور نہ ان پر ایسا دشمن مسلط کرے جو انہیں مکمل طور پر نیست و نابود کر دے اور بے شک میرے رب نے مجھے فرمایا "اے محمد مصطفیٰ (خاتم النبیین ﷺ)! میں جب ایک فیصلہ کر لیتا ہوں تو اس کو واپس نہیں لوٹایا جا سکتا اور بیشک میں نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت کے لئے یہ چیز عطا فرمادی ہے کہ میں انہیں قحط سالی سے نہیں ماروں گا اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی اور کو ان پر دشمن مسلط کروں گا جو انہیں مکمل طور پر نیست و نابود کر دے اگرچہ (وہ دشمن ان کے خلاف ہر طرف سے اکٹھے) ہو جائیں یہاں تک کہ ان میں سے خود بعض بعض کو ہلاک نہ کریں اور بعض بعض کو قیدی نہ بنائیں۔" (صحیح مسلم، رقم: 2889- جامع ترمذی، رقم: 2176- ابوداؤد، رقم: 4252- مسند احمد، رقم: 22505، 22448)

13- حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین آفتوں سے بچالیا: ایک یہ کہ تمہارا نبی تمہارے لئے ایسی بدعادت کرے گا کہ تم سارے ہلاک ہو جاؤ۔ دوسرا یہ کہ (مجموعی طور پر) اہل باطل اہل حق پر غالب نہ ہوں گے۔ تیسرا یہ کہ تم (مجموعی طور پر کبھی) گمراہی پر جمع نہیں ہو گے۔" (سنن ابوداؤد، رقم: 4253، طبرانی، رقم: 3440)

### آخری زمانہ میں امت محمدیہ کی فضیلت کا بیان :-

1- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) سے سنا آپ (خاتم النبیین ﷺ) فرماتے ہیں "میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے گی جو ان کی مدد نہیں کرے گا یا ان کی مخالفت کرے گا وہ انہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر (یعنی روز قیامت) آئے گا اور وہ اسی حالت پر ہوں گے۔" (صحیح بخاری، رقم: 3442- صحیح مسلم، رقم: 1037- مسند احمد، رقم: 7383- طبرانی، رقم: 893)

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ کی جان ہے! تم لوگوں پر ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ تم مجھے دیکھ نہیں سکو گے، لیکن میری زیارت کرنا (اس وقت) ہر مومن کے نزدیک اس کے اہل اور مال سے زیادہ محبوب ہو گی۔" (صحیح بخاری، رقم: 3394- مسلم، رقم: 2364- مسند احمد، رقم: 8126)

3- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "میری امت میں سے میرے ساتھ شدید محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور ان میں سے ہر ایک کی تمنا یہ ہوگی کہ کاش وہ اپنے سب اہل و عیال اور مال و اسباب کے بدلے میں مجھے (ایک مرتبہ) دیکھ لیں۔" (صحیح مسلم، رقم: 2832- مسند احمد، رقم: 9388)

4- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے معلوم نہیں اس کا اول بہتر ہے یا آخر۔" (جامع ترمذی، رقم: 2869- مسند احمد، رقم: 12349، 12483)

5- حضرت عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ بواسطہ اپنے والد، اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا "کون سی مخلوق تمہارے نزدیک ایمان کے لحاظ سے سب سے عجیب تر ہے؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "فرشتے"۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "فرشتے کیوں ایمان نہ لائیں جبکہ وہ ہر وقت اپنے رب کی حضوری میں رہتے ہیں"۔ انہوں نے عرض کیا "پھر انبیاء کرام علیہم السلام"۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے

فرمایا "اور انبیاء کرام علیہم السلام کیوں ایمان نہ لائیں جبکہ ان پر توحی نازل ہوتی ہے"۔ انہوں نے عرض کیا "تو پھر ہم (ہی ہوں گے)"۔ فرمایا "تم ایمان کیوں نہیں لاؤ گے جبکہ بنفس نفیس میں خود تم میں جلوہ افروز ہوں"۔ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "مخلوق میں میرے نزدیک پسندیدہ اور عجیب تر ایمان ان لوگوں کا ہے جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔ کئی کتابوں کو پائیں گے مگر (صرف میری) کتاب میں جو کچھ لکھا ہوگا (بن دیکھے) اس پر ایمان لائیں گے۔" (طبرانی، رقم: 12560-حاکم فی المستدرک، رقم: 6993، مشکوٰۃ المصابیح، الرقم: 6288)

6- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "میں نے یہ خواہش کی کہ میں اپنے بھائیوں سے ملوں"۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! کیا ہم آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے بھائی نہیں ہیں؟" آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "تم میرے صحابہ ہو لیکن میرے بھائی وہ ہوں گے جو مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوگا۔" (مسند احمد، الرقم: 12601-طبرانی، الرقم: 576-مجمع الزوائد، رقم: 1161)

7- حضرت عبدالرحمن بن ابی عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرنے ہیں کہ انہوں نے بارگاہ رسالت مآب (خاتم النبیین ﷺ) میں عرض کیا "یا رسول اللہ! آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو آپ پر ایمان لائے حالانکہ انہوں نے آپ کو دیکھا تک نہیں، آپ کی تصدیق کی حالانکہ آپ کو دیکھا تک نہیں؟" آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "ان کے لئے خوشخبری ہے ان کے لئے خوشخبری ہے وہ ہم میں سے ہی ہیں۔" (طبرانی فی المعجم الاوسط، 8/276، الرقم: 8624)

8- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "خوشخبری اور مبارک باد ہو اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور سات بار خوشخبری اور مبارک باد ہو اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا بھی نہیں اور مجھ پر ایمان لایا۔" (مسند احمد بن حنبل، الرقم: 22268، 22192، 22331-ابن حبان، الرقم: 7233-المستدرک، الرقم: 6994، طبرانی، الرقم: 8009)

9- حضرت ابو جمعہؓ سے مروی ہے کہ "ہم نے ایک مرتبہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ دن کا کھانا کھایا ہمارے ساتھ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ بھی تھے۔ انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! ہم سے بھی کوئی بہتر ہوگا؟ ہم آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی معیت میں ایمان لائے، اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی ہی معیت میں ہم نے جہاد کیا"۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد آئیں گے وہ مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوگا (وہ اس جہت سے تم سے بھی بہتر ہوں گے)۔" (سنن دارمی، الرقم: 2844-مسند احمد، الرقم: 17017-طبرانی، الرقم: 3537)

10- حضرت عبدالرحمن بن علاء حضرت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے اس (صحابی) نے بتایا جس نے حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) سے سنا کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) فرماتے ہیں "بے شک اس امت کے آخر (دور) میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے لئے اجر اس امت کے اولین (دور کے لوگوں) کے برابر ہوگا، وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور فتنہ پرور لوگوں سے جہاد کریں گے۔" (دلائل نبوت، 6/513)

## امت محمدی (خاتم النبیین ﷺ) گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی:-

1- حضرت ابو زر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "دو (شخص) ایک سے بہتر ہیں اور تین (شخص) دو سے بہتر ہیں، اور چار (اشخاص) تین سے بہتر ہیں، پس تم پر لازم ہے کہ جماعت کے ساتھ رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ میری امت کو کبھی ہدایت کے سوا کسی شے پر اکٹھا نہیں کرے گا۔" (مسند احمد بن حنبل، الرقم: 21331-مجمع الزوائد، 1/177/5:218)

2- حضرت حارث اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے (اور وہ پانچ باتیں یہ ہیں): جماعت کے ساتھ ہونے، نصیحت سننے، فرمانبرداری اختیار کرنے، ہجرت کرنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا۔ پس جو جماعت سے ایک باشت برابر بھی الگ ہو پس اس نے اسلام کا قلاوہ (یعنی پٹہ) اپنے گلے سے اتار دیا جب تک کہ وہ (جماعت کی طرف) لوٹ نہیں آتا۔" (الحاکم فی المستدرک، 1/204، 582، الرقم: 1534، 404-البیہقی فی السنن الکبری، 8/157، والطبرانی فی المعجم الکبیر، الرقم: 3427، 3430، 3431، وابویعلی فی المسند، 3/140، الرقم: 1571)

3- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر اکٹھا نہیں فرمائے گا" اور فرمایا "اللہ تعالیٰ کا دست قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔ پس سب سے بڑی جماعت کی اتباع کرو اور جو اس جماعت سے الگ ہوتا ہے وہ آگ میں ڈال دیا گیا۔"

“ (مستدرک، 1/ 199، 201، الرقم: 397.391)

4- حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "بے شک میری امت (مجموعی طور پر) کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی پس اگر تم ان میں اختلاف دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ سب سے بڑی جماعت (کاساتھ) اختیار کرو" (ابن ماجہ، رقم: 3950- والطر انی فی المعجم الکبیر، 12، 447، الرقم: 13623)

### حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو اپنے بعد امت کے شرک میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ تھا:-

1- ”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "بے شک میں تمہارا پیش رو اور تم پر گواہ ہوں۔ بیشک خدا کی قسم! میں اپنے حوض (کوثر) کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بیشک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں (یا فرمایا: زمین کی کنجیاں) عطا کر دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔“ (صحیح بخاری، الرقم: 3816- صحیح مسلم، الرقم: 2296، ابوداؤد، الرقم: 3224، مسند احمد، 4/ 154)

2- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "مجھے تمہارے متعلق اس بات کا تو ڈر ہی نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ مجھے ڈر ہے کہ تم دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جاؤ گے اور آپس میں لڑو گے اور ہلاک ہو گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہوئے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آخری بار تھی جب میں نے حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کو منبر پر جلوہ افروز دیکھا (یعنی اس کے بعد جلد ہی آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا وصال ہو گیا)۔“ (صحیح مسلم، الرقم: 2296، والطر انی فی المعجم الکبیر، 17/ 279، الرقم: 769)

### امت محمدی (خاتم النبیین ﷺ) میں آئمہ اور مجتہدین آتے رہیں گے:-

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس (علم) میں سے جو انہوں نے حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) سے سیکھا روایت کرتے ہیں کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے آخر میں کسی ایسے شخص (یا اشخاص) کو پیدا فرمائے گا جو اس (امت) کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔“ (سنن ابوداؤد، الرقم: 4291- والحاکم فی المستدرک، 4/ 567، 568، الرقم: 8592، 8593، والطر انی فی المعجم الاوسط، 6/ 223، الرقم: 6527)

2- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "جس نے اس وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھاما جب میری امت فساد میں مبتلا ہو چکی ہوگی تو اس کے لئے سوشہیدوں کے برابر ثواب ہے۔“ (بیہقی، الرقم: 207، مسند الفردوس، 4/ 198، الرقم: 6608)

3- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "دوران حصول علم اگر کسی شخص کو موت آجائے اور وہ اس لئے علم حاصل کر رہا ہو کہ اس کے ذریعہ سے اسلام کو زندہ کرے گا تو اس کے اور انبیاء کرام کے درمیان جنت میں صرف ایک درجے کا فرق ہوگا۔“ (سنن الدارمی، الرقم: 354- والطر انی فی المعجم الاوسط، 9/ 174، الرقم: 9454- مجمع الزوائد، 1/ 123)

4- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے تین مرتبہ یہ فرمایا "میرے خلفاء پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے خلفاء کون لوگ ہیں؟“ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "وہ (لوگ) جو میری سنتوں کو زندہ کرتے ہیں اور (دوسرے) لوگوں کو بھی ان کی تعلیم دیتے ہیں (میرے خلفاء ہیں)۔“ (الحديث الرقم: 48: آخر جہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق الکبیر، 51/ 61، وابن عبد البر فی جامع بیان العلم وفضلہ، 1/ 46، والهندي في كنز العمال، 10/ 229، الرقم: 29209.)

5- حضرت ابوسعید فریابی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آخر پر لوگوں کے لئے ایک ایسی شخصیت کو بھیجتا ہے جو لوگوں کو سنت کی تعلیم دیتا ہے اور حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کی طرف منسوب جھوٹ کی نفی کرتا ہے (اسے مجدد کہتے ہیں)۔“ (الحديث الرقم: 49: آخر جہ المزني في تهذيب الكمال، 24/ 365، والعسقلاني في تهذيب التهذيب، 9/ 25)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے پہلے کے کچھ واقعات اور کاہنوں کی پیش گوئیاں

1- ابو نعیم اور کعب نے وہب بن منبہؓ سے روایت کیا ہے کہ:

بخت نصر بادشاہ نے ایک بہت بُرا خواب دیکھا۔ خواب کے ڈر سے وہ لرز گیا۔ بیدار ہوا تو وہ خواب بھول گیا۔ اس نے کاہنوں اور جادو گروں کو بلایا اور اثرات خواب کو بیان کیا اور تعبیر چاہی۔ انہوں نے کہا "آپ خواب بیان کریں"۔ بخت نصر نے کہا "خواب تو میں بھول گیا ہوں"۔ انہوں نے کہا کہ "جب تک خواب بیان نہ کیا جائے گا تعبیر کیسے دی جاسکتی ہے؟" بخت نصر نے اس وقت کے نبی حضرت دانیال علیہ السلام کو بلایا اور ان کو تعبیر بتانے کو کہا۔ انہوں نے کہا "اے بخت نصر تم نے خواب میں بہت بڑے بت کو دیکھا ہے۔ جس کے پاؤں زمین میں اور سر آسمان میں ہے۔ اس کے اوپر کا حصہ سونے کا، درمیان کا حصہ چاندی کا، نچلے حصہ تانبے کا، اس کی پنڈلیاں لوہے کی اور اسکے پاؤں کھنکھاتی مٹی کے ہیں۔ اس دوران کہ تم اس کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال اور اس کی کارگیری پر حیرت کر رہے تھے کہ آسمان سے ایک پتھر آیا جو اس بت کے سر کے وسط پر گرا اور وہ بت سرتپا ریزہ ریزہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس کا سونا، چاندی، تانبا، لوہا اور مٹی بالکل ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے اور تم نے خیال کیا کہ اگر روئے زمین کے تمام جن و انس مل کر بھی یہ ریزے الگ کرنے کی کوشش کریں تو نہ کر پائیں۔ تمہیں اس بات کا خطرہ درپیش تھا کہ (یہ ذرے اب الگ الگ کیسے ہوں گے؟)۔ پھر تم نے اس پتھر کو دیکھا جو اس بت پر گرا تھا۔ تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے وہ پتھر بڑھتا، پھیلتا اور ہمہ گیر ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے تمام روئے زمین کو گھیر لیا۔ اس وقت تمہیں اس پتھر اور آسمان کے سوا کچھ نظر نہیں آ رہا تھا"۔ بخت نصر نے کہا "آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے یہی خواب دیکھا تھا اب آپ اس کی تعبیر بتائیے"۔ حضرت دانیال نے جواب دیا "اے بخت نصر بت تو وہ مختلف امتیں ہیں جو ابتداء، وسط اور آخری زمانے سے متعلق ہیں اور وہ پتھر جس سے اس بت کو پاش پاش کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس کے ذریعے آخری زمانے کی تمام امتوں کو ختم کر دیا جائے گا تاکہ اللہ تعالیٰ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرمائے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ عرب سے ایک نبی کو مبعوث فرمائے گا اور اس کے ذریعے تمام امتوں اور تمام ادیان کو منسوخ کر دے گا۔ جیسا کہ تم نے خواب میں دیکھا ہے کہ سنگ گراں نے بت کے ہر حصے کو پامال کر دیا ہے۔ اور وہ دین تمام ادیان پر غالب ہوگا۔ جیسا کہ تم نے اس پتھر کو تمام روئے زمین پر غالب اور پوری فضا پر محیط دیکھا ہے"۔

2- ابو نعیم اور ابن عساکر نے یہ روایت اسماعیل بن عیاش از یحییٰ بن ابی عمر و شیبانی از عبد اللہ بن ولی از ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ:

"ایک شخص ابن عباسؓ کے پاس آیا اور کہا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ سٹیخ کا ذکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں اس کی مثل کسی کو پیدا نہیں فرمایا"۔ حضرت عباسؓ نے کہا "ہاں ایسا ہی ہے اللہ تعالیٰ نے سٹیخ کو گوشت کا ایک لوتھڑا پیدا فرمایا۔ اس کے بدن میں ہڈی تھی نہ پٹھا۔ اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ تھی۔ صرف زبان حرکت کرتی تھی۔ اس کے کہنے پر اس کو ایک تختہ پر ہی رکھ کر ایک گھڑی کی طرح لپیٹ کر مکہ لایا گیا۔ تو اس کے پاس چار قریشی آئے۔ آل قصیٰ میں سے عبد شمس، عبد مناف، احوض بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص۔ ان چاروں نے اپنے نام بتائے۔ نسی تعارف کروایا اور کہا کہ وہ حج والے ہیں۔ سٹیخ نے فوراً کہا کہ "نہیں آپ حج والے نہیں ہیں۔ آپ کا نسب تو ان قریشی سے ملتا ہے جو پتھر ملی زمین کے رہنے والے ہیں۔ آپ قریشی ہیں"۔ ان لوگوں نے کہا "اے سٹیخ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اے سٹیخ! اب ہمیں بڑے بڑے واقعات جو اس دنیا میں ہونے والے ہیں وہ بتاؤ؟" سٹیخ نے کہا "سنو جو باتیں مجھے اللہ نے بتائیں ہیں۔ اے گروہ قریش تم بڑھاپے کے عالم میں ہو۔ تمہارے پاس نہ علم ہے نہ سمجھ۔ تمہارے بعد آنے والے لوگ علم کے متلاشی ہوں گے"۔ انہوں نے پوچھا: "اے بزرگ سٹیخ وہ کون لوگ ہوں گے؟ کہا" وہ لوگ تمہارے بعد تمہاری اولاد میں سے ہوں گے۔ وہ بتوں کو توڑ دیں گے۔ اور طاعوت کے بندگی (شیطان کی بندگی) چھوڑ کر ایک اللہ کی فرمانبرداری کریں گے۔ وہ دنیا کو توحید کا سبق دیں گے"۔ انہوں نے کہا "اے سٹیخ وہ لوگ کس نسل سے ہوں گے؟" اس نے جواب دیا "قسم ہے اشرف الاشراف کی وہ ہزاروں لوگ ہوں گے جن میں عبد شمس اور عبد مناف میں سے بھی ہوں گے"۔ چاروں قریشیوں نے کہا "اے نبی خبر دینے والے سٹیخ ہمیں یہ خبر دے دیجئے کہ وہ کس شہر میں ظہور کریں گے؟" اس نے کہا "قسم ہے ذات ازل و ابد کی کہ شہر مقدس سے ایک ہدایت یافتہ نبی پیدا ہوگا۔ وہ بتوں سے کنارہ کشی اختیار کرے گا۔ وہ بتوں کی پرستش سے بری ہوگا۔ وہ ایک خدائے واحد کی عبادت کر لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس نبی کو کامیاب کرے گا۔ جب اس نبی کا کام ختم ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے وفات دے گا۔ وہ زمین سے مفقود اور آسمان میں حاضر اور موجود ہوگا۔ اس کے بعد اس کا صدیق اس کا خلیفہ ہوگا۔ اس کے فیصلے صحیح ہوں گے۔ وہ حقوق کی پوری پوری ادائیگی کرے گا۔ اس کے معاملات میں اعتدال ہوگا۔ اس خلیفہ کے بعد دوسرا خلیفہ ہوگا۔ یہ صاحب عدل و استقامت خلیفہ ہوگا۔ جو اعلیٰ درجے کا مدبر، تجربہ کار اور معاملہ فہم ہوگا۔ یہ کل ملت کا بہترین ذمہ دار، مہمان نواز

اور عدلیہ کا ایک مثالی استحکام کرنے والا ہوگا۔ اس کے بعد تیسرا خلیفہ آئے گا جو اپنے پیش رو کی طرح ہوگا۔ وہ اپنے اقربا کو نوازنے والا ہوگا۔ اس کے خلاف خدار منسوبے بنائیں گے۔ پھر یہ خدار تعمیری مشوروں کا بہانہ بنا کر گروہ درگروہ اس کے شہر میں جمع ہو جائیں گے اور اس معصوم کو بے دردی سے شہید کر دیں گے۔ پھر اس کے خون کا بدلہ لینے کے لئے معززین امت اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس کے بعد چوتھا خلیفہ آئے گا۔ اس کی خلافت میں خون ریزی ہوگی۔ پھر قلم رومیوں میں لشکر عظیم مد مقابل ہوں گے۔ اس کے زمانے میں تلواریں کھینچی رہیں گی اور پھر وہ بھی شہید کر دیا جائے گا۔"

3- ابن عساکر نے بروایت ابن اسحاق چند راویوں سے نقل کیا ہے کہ:

”بادشاہ ربیعہ بن نصر نخی نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔ جس سے وہ بے حد خوف زدہ ہو گیا۔ اس نے مملکت کے کاہن، جادوگر، شگون لینے والے اور منجم کو طلب کیا۔ اور کہا ”اس نے ایک بہت خوفناک خواب دیکھا ہے تم لوگ اس خواب کی تعبیر بتاؤ۔“ انہوں نے کہا ”آپ خواب بتائیں۔“ بادشاہ نے کہا ”میں خواب بتاؤں تو پھر تعبیر بتاؤں گے؟“ صحیح تعبیر وہ بتائے گا جو پہلے خواب بتائے گا کہ میں نے کیا دیکھا اور پھر اس کی تعبیر بتائے گا۔“ ان میں سے ایک نے کہا ”اگر آپ اس طرح خواب کی تعبیر چاہتے ہیں تو سٹخ، یا شق کے پاس کسی کو بھیج کر ان کو بلوائیں۔ یہ دونوں افراد اس طرح کے خواب اور ان کی تعبیر بتا سکتے ہیں۔“ بادشاہ نے ان دونوں کو بلوانے کے لئے آدمی روانہ کئے۔ طلب کرنے پر سٹخ پہلے آ گیا۔ بادشاہ نے کہا ”اے سٹخ میں نے خواب دیکھا ہے اور اس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے۔ تم مجھ کو اس کی تعبیر بتاؤ۔“ سٹخ نے کہا ”اے بادشاہ آپ نے خواب دیکھا ہے کہ تاریکی کی حالت میں شعلہ برآمد ہوا ہے اور وہ تہامہ کا علاقہ ہے۔ (مدینہ، مکہ، طائف کے علاقے تہامہ کے علاقے تھے) اس شعلے نے ہر کھوپڑی والے کو کھلایا ہے۔“ بادشاہ نے کہا ”ہاں میں نے یہی خواب دیکھا ہے اب اس کی تعبیر بتاؤ۔“ سٹخ نے کہا ”اے بادشاہ تمہارے ملک میں حبشی اتریں گے اور تمام ملک پر قبضہ کر لیں گے۔“ بادشاہ نے کہا ”یہ بات میرے زمانے میں ہوگی یا بعد میں؟“ سٹخ نے کہا ”60، 70 سال بعد ایسا ہوگا۔ پھر 70 سال کے بعد یہ ملک ان کے قبضے سے بھی نکل جائے گا۔ ان میں سے اکثر قتل ہو جائیں گے۔ اور باقی بھاگ جائیں گے ان کو بھگانے والا حاکم عدن ہوگا۔ پھر 70 سال گزرنے کے بعد ان کی حکومت بھی ختم ہو جائے گی۔“ بادشاہ نے دریافت کیا ”ان کی حکومت کون ختم کرے گا؟“ سٹخ نے جواب دیا ”ایک نبی برحق جس پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہدایت اور وحی نازل ہوا کرے گی۔“ بادشاہ نے پوچھا ”وہ نبی مکرم کس قبیلے سے ہوگا؟“ سٹخ نے جواب دیا ”وہ نبی مکرم غالب بن فہر بن مالک بن نصر کی اولاد میں سے ہوگا اس کی امت کی حکومت آخری زمانے تک رہے گی۔“ ”آخری زمانے تک؟“ بادشاہ نے حیرانی سے سٹخ کی طرف دیکھا اور پوچھا ”اے سٹخ کیا زمانے کا بھی کوئی آخری کنارہ ہے؟“ سٹخ نے کہا ”ہاں وہ جس روز اولین اور آخرین جمع ہوں گے۔ اس روز نیکو کار سعادت مند ہوں گے اور بدکار لوگ بد بخت ہوں گے۔“ بادشاہ نے حیرت سے کہا ”اے واقف حالات سٹخ کیا واقعی ایسا ہوگا؟ کیا واقعی یہ سب کچھ سچ ہے؟“ اس نے کہا ”میں قسم کھاتا ہوں شق کی عنق کی اور فلق کی (مظاہر قدرت کی قسمیں) جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ حق ہے اور ایسا ہی ہوگا۔“ اسے کے بعد بادشاہ نے سٹخ کو نہایت ادب سے روانہ کر دیا۔

سٹخ کے جانے کے بعد بادشاہ نے شق کو بلوایا۔ جب شق بادشاہ کی خدمت میں آیا تو بادشاہ نے سٹخ سے بات چیت کے بارے میں شق کو کچھ نہیں بتایا۔ اور اس کی بتائی ہوئی تعبیر کو چھپا لیا۔ بادشاہ نے شق سے کہا کہ ”اے شق میں نے خواب دیکھا ہے اور میں اس خواب سے بہت پریشان ہوں۔ میں نے تمہیں اس خواب کی تعبیر بتانے کے لئے بلوایا ہے۔“ شق نے کہا کہ ”کہ آپ نے تاریکی میں ایک شعلہ برآمد ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر وہ شعلہ باغ اور پشتہ کے درمیان ٹھہرا اور پھر اس نے ہر جاندار کو کھلایا۔“ بادشاہ نے کہا کہ ”اب اس کی تعبیر بتاؤ؟“ اس نے قسم کھا کر کہا ”کچھ عرصے بعد سوڈانی یلغار کریں گے اور نازک انگلیوں والوں کو کھاجائیں گے (یعنی ان پر غالب آ جائیں گے) اور ابین اور نجران تک قبضہ کر لیں گے۔ پھر کچھ عرصے بعد تم لوگوں کو سوڈانیوں سے ایک عظیم صاحب شان چھڑوائے گا اور وہ سوڈانیوں کو درناک مزہ چکھائے گا۔ بادشاہ نے پوچھا ”وہ عظیم صاحب شان کون ہے؟“ شق نے کہا ”وہ لڑکانہ کم مرتبہ ہوگا نہ زیادہ معزز، ذبیزن کے گھر میں پیدا ہوگا۔“ بادشاہ نے پوچھا ”کیا اس کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا جاتی رہے گی؟“

کاہن نے جواب دیا ”ایک ”رسول مرسل“ اس کی حکومت ختم کر دے گا۔ وہ رسول حق اور دین عدل کو لائے گا۔ وہ ایک خاص نظام زندگی کا داعی ہوگا اور وہ صاحب فضل ہوگا۔ پھر اس کی حکومت اس کے صاحبوں اور پیروکاروں میں فیصلے کے دن تک رہے گی۔“ ”فیصلے کا دن؟“ بادشاہ نے حیرانی سے شق کی طرف دیکھا۔ ”فیصلے کا دن کیا؟“ شق نے جواب دیا کہ ”یہ وہ دن ہے جس میں حاکموں کو بدلہ دیا جائے گا۔ آسمان سے بلانے والے کی ندا سنی جائے گی۔ اس ندا کو ہرزندہ اور ہر مردہ سنے گا۔ اس دن تمام لوگ میقات میں جمع ہوں گے۔ جس نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کیا ہوگا۔ بس صرف وہی اس دن کامیاب اور نجات یافتہ ہوگا۔“ یہ کہہ کر شق بادشاہ کے پاس سے

روانہ ہو گیا۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ سطح کاہن "سیل عمر" (ایام جہالت کا ایک عظیم سیلاب جس نے بے شمار بستیوں کو تباہ کر دیا تھا) کے زمانے میں پیدا ہوا اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے سال ولادت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ وہ پانچ سو سال زندہ رہا۔

4- ابن سعد نے یعقوب بن عتبہ مغیرہ سے روایت کیا ہے کہ:

”عرب کے بہت سے لوگ ستارہ شناس تھے۔ سب سے پہلے ستاروں کے ٹوٹنے کی وجہ سے جو لوگ بہت زیادہ خوف زدہ اور پریشان ہوئے، وہ ثقیف تھے۔ اور وہ عمرو بن امیہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا "کیا تم نے کوئی نئی بات دیکھی ہے؟ جو منظر عام پر آئی ہے؟" عمرو بن امیہ نے جواب دیا "ہاں دیکھی ہے" "تقزیوں نے پھر عمرو سے کہا کہ "تم توجہ اور غور سے دیکھو بڑے بڑے ستارے ٹوٹ رہے ہیں۔ ایسے ستارے جن سے ہم بہت سی رہنمائی لیتے تھے۔ ہمیں تو یہ دنیا کے خاتمے اور فنا کی علامت معلوم ہوتی ہے"۔ عمرو بن امیہ نے کہا "نہیں یہ ہمارے آسمان کے وہ مستقل ستارے نہیں ہیں یہ تو کوئی دوسرے روشن شعلے ہیں۔ شاید عرب میں کوئی پیغام لانے والا آیا ہے۔“

5- طبرانی اور ابو نعیم نے عمرو بن مرہ جہنی سے روایت کیا ہے کہ:

”میں حج کے ارادے سے نکلا، میں مکہ میں تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ کعبہ سے ایک نور چکا اور میثرب کی پہاڑیاں مجھے نظر آنے لگیں۔ نیز اس نور سے آواز آئی۔ "تاریکی چھٹ گئی ہے۔ نور روشن ہو گیا ہے اور خاتم الانبیاء مبعوث ہو گئے۔“ پھر میں نے دوبارہ نور کو روشن ہوتے ہوئے دیکھا اور اب اس نور کی چمک میں نے خیرہ کے محلات اور اہم بیض اعدان دیکھ لئے۔ پھر میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا "اسلام ظاہر ہو گیا اور بتوں کو توڑ دیا گیا ہے۔ اور صلہ رحمی کا دور دورہ ہو گیا۔“

6- خرائطی نے "ابو اتف" میں ابن عساکر نے عروہ سے روایت کیا کہ:

”ایک جماعت قریش جس میں عثمان بن حویرث، ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن نفیل، عبید اللہ جحش شامل تھے۔ ان چاروں کا ایک مشترکہ بت تھا۔ جس کے پاس یہ جمع ہوتے تھے۔ ایک رات جب یہ لوگ بت کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ اوندھا پڑا ہوا ہے۔ انہوں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دی اور بت کو اس کی جگہ پر سیدھا رکھ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بت پھر گر کر اوندھا ہو گیا۔ انہوں نے پھر بت سیدھا کیا اور اس کو اس کے مقام پر رکھ دیا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد بت پھر گر کر اوندھا ہو گیا۔ اب ان چاروں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ عثمان نے کہا کہ "کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے، اس وقت عثمان نے کچھ شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

ترجمہ: ”اے خوشی اور مسرت کے صنم جس کے طواف کے لئے قریب و بعید سے بڑے بڑے لوگ آتے ہیں۔ تو منہ کے بل اوندھا ہوا ہے تو پس اس کی وجہ بھی بتا؟ کیا یہ کسی خاص بات کی وجہ سے ہوا ہے۔ یا بس یونہی تفریح و طبع کے لئے؟ اگر تو ہمارے معاصی سے بیزار ہے اور اس وجہ سے اوندھا ہوا ہے تو ہم اعتراف قصور کرتے ہیں۔ اور معصیت سے اجتناب کا وعدہ بھی کرتے ہیں اور اگر تو مغلوب ہو گیا ہے اور زلت اور رسوائی نے تجھے منہ کے بل گرا دیا ہے تو پھر تو بتوں میں سرداری اور معبود ہونے کے لائق نہیں۔“ - راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد اس نے بت کو پھر سیدھا کر کے اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اب بحکم خداوندی بت نے جواب دیا "میرا گناہ اس کو مولود کی وجہ سے ہے۔ جسکے نور سے زمین کے مشرق و مغرب کے تمام راستے منور اور درخشاں ہو گئے ہیں۔ اس مولود کی وجہ سے تمام بت گر گئے ہیں۔ اور دنیا بھر کے تمام بادشاہوں کے دل اس کے رعب سے لرز گئے ہیں۔ فارس کے تمام آتش کدے بجھ کر تار یک ہو گئے ہیں۔ اور فارس کے اعلیٰ مرتبت بادشاہ کو شہید پریشانی اور تکلیف کا سامنا ہے کاہنوں کے پاس نبی خبریں لانے والے جنات کو اب روک دیا گیا ہے۔ اس لئے اب کاہنوں کے پاس نہ سچی خبریں ہیں نہ جھوٹی خبریں۔ تو اے اولادِ قحطی! تم لوگ اپنی راہ ضلالت اور گمراہی کو چھوڑ کر اب اسلام کی راہ لو اور اس اسلام کی راہ کی کشادہ منزل کی طرف دوڑ کر پہنچو۔“ - بت کی ان باتوں کا اثر مندرجہ بالا چاروں اشخاص میں سے سب سے زیادہ زید بن عمرو بن نفیل نے لیا اس لئے کہ وہ اس سے پہلے بت پرستی سے بیزار ہو چکا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو بھی بت پرستی سے منع کرتا تھا۔ وہ دین ابراہیمی کی طرف راغب تھا۔

7- ابن سعد اور ابو نعیم نے عامر بن ربیعہ سے روایت کیا ہے کہ:

”مجھے ایک مرتبہ زید بن عمرو نفیل مکہ مکرمہ میں ملے۔ وہ غار حرا کی طرف جا رہے تھے۔ اس زمانے میں ان کے اور ان کے بت پرست دوستوں کے درمیان رنجش پیدا ہو گئی تھی۔ انہوں نے اپنی پوری قوم کے عقیدے اور عمل کے خلاف طرز فکر اختیار کر لیا تھا۔ وہ بت پرستی سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ اس ملاقات میں زید نے عامر سے کہا

” اے عامر میں نے اپنی قوم کی مخالفت اور ملتِ ابراہیمی کی پیروی شروع کر دی ہے۔ اب میں اس کی عبادت کرتا ہوں۔ جس کی عبادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کیا کرتے تھے۔ اور اب میں اس نبی کا منتظر ہوں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد اور نسلِ عبدالمطلب سے ہوں گے۔ جن کا نام احمد ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ میں ان کے زمانے کو پاؤں گا۔ لیکن اگر میں ان کے زمانے کو نہ پاسکوں تب بھی میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول اور اسکے نبی ہیں۔ اور میں ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ تم میری طرف سے ان کو سلام عرض کر دینا۔“ پھر کہا ”اے دوست عامر! میں تمہیں آنے والے نبی کی کچھ علامات بتاتا ہوں تاکہ وہ ذاتِ گرامی تم پر پوشیدہ نہ رہے اور بغیر کسی ادنیٰ تامل کے تم ان کو پہچان لو۔ وہ ہادی برحق میانہ قدم ہوں گے۔ جسم مبارک پر نہ بال زیادہ ہوں گے نہ کم۔ آنکھوں کا رنگ شریقی ہوگا۔ اور ان کی دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ وہ مکہ سے یثرب کی طرف ہجرت کریں گے پھر باطل حق کے مقابلے میں ٹھہرا نہ پائے گا“ پھر کچھ توقف کے بعد کہا: ”اے میرے رازدار عامر متنبہ ہو جاؤ کہ ان کے ساتھ تم کوئی فریبی طرز عمل مت اختیار کر بیٹھنا۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں دین ابراہیمی کی تلاش میں ملکوں اور شہروں میں گھوما ہوں اور ہر ذی علم و نیک و بہادر یہودی، نصرانی اور زرتشتی (پارسی مذہب) نے یہی بتایا ہے کہ ”وہ دین تو میرے پیچھے آ رہا ہے اور وہ بتاتے تھے کہ بس اب ایک نبی کا آنا باقی ہے۔“

عامر نے کہا کہ جب میں نے زید بن عمرو کے بارے میں حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو سارا واقعہ بتایا تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے زید رحمۃ اللہ علیہ کے لئے رحمت کی دعا فرمائی اور دعا فرمانے کے بعد فرمایا: ”میں زید کو جنت میں دامن پھیلائے دیکھ رہا ہوں۔“

8- بیہقی، طبرانی، ابونعیم اور خرائطی نے ”ہواتف“ میں خلیفہ بن عبدعہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ:

”میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا ”زمانہ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیسے رکھا؟“ انہوں نے جواب دیا ”میں نے بھی والد سے یہی سوال کیا تھا۔ تو میرے والد نے بتایا کہ ”ہم بنو تمیم کے چار آدمی تھے۔ ایک میں، دوسرے سفیان بن مجاشع بن دارم، تیسرے یزید بن عمر بن ربیعہ اور چوتھے اسامہ بن مالک خندف۔ ہم چاروں سفر پر روانہ ہوئے۔ جب ہم شام پہنچے تو ایک تالاب پر جہاں سایہ دار درخت بھی تھے اترے۔ کچھ دیر کے بعد ایک شخص ہمارے پاس آیا اور کہا ”تم کون ہو؟“ ہم نے کہا ”ہم قبیلہ مضر کے لوگ ہیں۔“ ہمارا جواب سن کر اس نے کہا ”آگاہ ہو جاؤ عنقریب تم لوگوں میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ لہذا بلا تاخیر اپنے علاقے کو لوٹ جاؤ۔ اس نبی سے اپنا حصہ حاصل کرو اور ہدایت یافتہ ہو جاؤ کیونکہ وہ خاتم النبیین (ﷺ) یعنی آخری نبی ہیں۔“ ہم نے پوچھا ”اس نبی کا نام کیا ہے؟“ اس نے ہمیں بتایا ”اس کا نام محمد (خاتم النبیین ﷺ) ہے۔“ ہم لوگ واپس لوٹ کر جب اپنے اپنے گھروں میں آئے تو ہم میں سے ہر ایک کے ہاں ایک ایک لڑکا پیدا ہوا اور ہم نے چاروں نو مولود بچوں کا نام محمد رکھا۔“

9- ابن سعد نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ:

”اہل عرب، اہل کتاب اور کاہنوں سے سنا کرتے تھے کہ عرب میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ اس کا نام محمد ہوگا۔ تو اہل عرب میں سے جس جس نے بھی یہ بات سنی اس نے طمع نبوت کے سبب اپنے بچے کا نام محمد رکھ لیا۔“

10- ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں عیسیٰ بن داب سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ:

”حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ”ہم صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور زید بن عمرو بن نفیل بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں امیہ بن ابی الصلت گزرا۔ اس نے کہا ”خبردار ہو جاؤ جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے وہ یا تو ہم میں سے ہوگا یا پھر فلسطین والوں میں سے۔“ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرمانے لگے ”میں نے اس سے پہلے کسی نبی کے آنے کے بارے میں کسی سے کبھی کچھ نہیں سنا تھا۔“ اس کے بعد وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئے۔ (ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہؓ کے چچا زاد بھائی تھے۔ ان کو بت پرستی سے دلی نفرت تھی۔ وہ اس وقت تمام کتب سماویہ کے زبردست عالم تھے اور تورات میں حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے ظہور کی خبریں پڑھ چکے تھے۔) اور ان سے تمام واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا ”اے بھتیجے اہل کتاب اور علماء نے خبر دی ہے کہ ”نبی منتظر عرب کے بزرگ ترین خاندان میں پیدا ہوگا۔ میں اس کے نسب سے واقف ہوں۔“ میں نے کہا ”اے چچا وہ نبی کیا تعلیم دے گا؟“ ورقہ نے کہا ”اس کی تعلیم وہی ہوگی جس کی ہدایت اُس کو کی جائے گی۔ ہاں نہ وہ خود ظلم کرے گا اور نہ ہی ظالموں کو برداشت کرے گا۔“ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ ”پھر جب نبی پاک (خاتم النبیین ﷺ) کا ظہور ہوا تو میں ان پر ایمان لایا اور ان کی تصدیق کی۔“

11- طیلسی اور ابونعیم نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت کیا ہے کہ:

”میرے والد اور ورقہ بن نوفل دین کی جستجو اور تلاش میں نکلے اور وہ موصل میں ایک راہب کے پاس پہنچے۔ راہب نے زید سے پوچھا ”تم کہاں سے آ رہے ہو؟“ زید نے

کہا کہ ”حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ سے“۔ اس نے کہا ”کس چیز کے ارادہ اور تلاش میں نکلے ہو؟“ زید نے جواب دیا ”سچے دین کی تلاش میں“۔ راہب نے کہا ”تولوٹ جاؤ کیونکہ اُس ذات گرامی کا ظہور ہونے والا ہے جس کے لیے تم اپنی سرزمین سے دور سرگرم جستجو ہو“۔

12- ابو نعیم نے ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف سے نقل کیا کہ:

”کعب بن لوی بن غالب جمعہ کے قومی اجتماع میں اس طرح خطاب کرتا ”اے برادران قوم! غور سے سنو اور زبردار ہو جاؤ۔ دن روشن اور رات تاریک ہے۔ زمین بچھوٹا اور آسمان ہماری چھت ہے۔ پہاڑ میخ ہیں اور سارے راہ نما پچھلے انگلوں کی مانند ویسے ہی ہیں جیسے پہلے تھے۔ ویسے ہی مرد اور ویسی ہی عورتیں۔ (موت قریب ہے۔) لہذا تم صلہ رحمی کرو، حقوق قرابت کی حفاظت کرو، اپنے اعمال کو بڑھاؤ۔ کیا تم نے کبھی کسی مرنے والے کی بازگشت دیکھی ہے؟ کیا تم نے کبھی یہ دیکھا ہے کہ کوئی مردہ دوبارہ اٹھا ہو؟ آخرت تمہارے سامنے ہے اور آخرت اس انداز و گمان سے مختلف ہے جس کا تم گمان کرتے ہو۔ تو حرم پاک کو زینت دو۔ اس کی تعظیم کرو۔ اور اس کو مضبوط تھا مو کیونکہ عنقریب اس کے لئے ایک عظیم خبر آنے والی ہے اور بہت جلد اس حرم سے عزت والا نبی ظہور کرنے والا ہے۔ خدا کی قسم! اگر میں شنوائی اور بینائی اور دست و پا ہمیشہ رکھنے والا ہوتا تو ان کے عہد نبوت میں ان کے مشن کے لیے ایسی محنت اور سرگرمی سے کوشاں ہوتا جس طرح ایک شتر محنت کش اور مشقت گیر ہوتا ہے۔ اور ایسی تیزی دکھاتا جس طرح ایک اونٹ اپنی طویل منزل مقصود تک پہنچنے میں دکھاتا ہے۔ کاش میں ان کی دعوت کے دور میں موجود ہوتا“۔ (حالانکہ کعب بن لوی کے مرنے اور حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی بعثت کے درمیان 560 برس کا زمانہ تھا۔)

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ پانچ سو ساٹھ برس پہلے پیدا ہونے والا شخص آپ (خاتم النبیین ﷺ) سے بن دیکھے کتنی محبت کرتا تھا۔ اس نے انجیل میں تمام باتیں اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے تمام اوصاف کا مطالعہ کر کے دنیا کو ترک کر دیا تھا۔ کیونکہ اس نے دنیا کی ناپائیداری کو دیکھ لیا۔ ہمیں بھی اپنے محبوب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ سے کچی محبت کرنی چاہیے اور اس کی بہترین صورت آپ خاتم النبیین ﷺ کا اتباع ہے اور اس کلام پر عمل کرنا ہے جو آپ خاتم النبیین ﷺ لے کر آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین یا رب العالمین)

\*\*\*\*\*

## جنوں اور غیبی آوازوں سے بعثت محمدی خاتم النبیین ﷺ کی شہادت اور ثبوت

1- امام بخاری نے حضرت عمرؓ سے روایت کی کہ: "ان کے پاس ایک خوبصورت شخص کا گزر ہوا جو چہرے سے نیک اور ذہین شخص معلوم ہوتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس شخص کو روک کر اس کا حال دریافت کیا تو اس شخص نے بتایا کہ "زمانہ جاہلیت میں وہ عرب کا کاہن تھا"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیا تمہاری جنیہ (جن کی مادہ) سب سے زیادہ عجیب اور غیر متوقعہ کوئی خبر لے کر تمہارے پاس آئی؟" اس نے بتایا "وہ ایک روز بازار مکہ میں تھا کہ وہ جنیہ مجھے ملی میں نے اس کو پریشان حال دیکھ کر اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟" اس نے کہا: "تم نے جنوں اور ان کی حالت بے خبری کو نہیں دیکھا اور ان کو اوندھانے کے بعد ان کی محرومی کو نہیں دیکھا اور ان کا اونٹوں اور بکریوں کا ذبح کرنا نہیں دیکھا؟" یہ کہا اور وہ چلی گئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم سچ کہتے ہو میں بھی ایک روز عرب کے بتوں کے پاس مخواب تھا کہ ایک شخص گائے کا بچھڑالے کر آیا۔ جس کو اس نے ذبح کیا ہی تھا کہ اس نے ایک غیر معمولی چیخ ماری۔ میں نے اس قدر پر زور آواز پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ کوئی کہہ رہا تھا "وہ شخص سچا خیر خواہ ہے جو اس حقیقت کا ابلاغ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں" یہ آواز اور کلمات تین مرتبہ کہے گئے۔ اس آواز کے بعد کچھ ہی مدت گزری تھی کہ اعلان کلمتہ اللہ کے لئے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہو گئے۔"

2- بیہقی نے براہ سے روایت کی کہ: حضرت عمرؓ نے سودا بن قاربؓ سے فرمایا "تم کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب یا تحریک کس طرح ہوئی؟" سودا نے کہا "میرا ایک جن تھا۔ میں ایک رات سو رہا تھا کہ وہ جن میرے پاس آیا اور اس نے کہا "اگر تم میں کچھ عقل ہے تو اٹھو، سمجھو اور جان لو کہ لوئی بن غالب کی اولاد میں سے (لوئی بن غالب، لوئی بن مالک (قریش) کے بیٹے کے بیٹے یعنی پوتے تھے) رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ مجھے جنات اور ان کے نجاستوں اور ان کے اپنے اونٹوں پر کجاوے کسنے پر تعجب ہے کہ وہ جنات مکہ کی طرف آ کر ہدایت کے خواستگار ہو رہے ہیں اور جنات میں جو صاحب ایمان ہیں وہ ناپاک جنات کی طرح نہیں ہیں۔ لہذا تم بنو ہاشم کے صاحب پاک سیرت کی خدمت میں پہنچو اور اولاد ہاشم کے سردار کی جانب ذرا جائزہ گیر نگاہ سے دیکھو"۔ یہ سننے کے بعد میں دوبارہ سو گیا۔ پھر اس نے مجھے بیدار کر کے اور خوف زدہ کر دیا اور کہا "اے سودا بن قاربؓ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرما دیا ہے اب تم اس کے پاس پہنچو اور رشد ہدایت حاصل کرو"۔ دوسری رات میں وہ جن پھر آیا اور خواب سے بیدار کر کے وہی اشعار سنانے لگا۔ پھر تیسری رات آئی تو وہ جن پھر میرے پاس آیا اور اس نے وہی اشعار پھر سنائے۔ سودا بن قارب نے کہا کہ جب مسلسل تین راتوں تک میں نے یہ واعظ سنا تو میرے دل میں اسلام کی محبت اور عظمت جا نشین ہو گئی۔ میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا:

"اے سودا بن قاربؓ مر جا ہم جانتے ہیں تمہیں کس نے بھیجا ہے"۔ پھر سودا بن قاربؓ نے اپنے اشعار میں ان تمام کیفیات کو پیش کیا جس سے وہ متواتر تین راتوں میں دو چار رہے۔ پھر کہا "اب میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے تمام رسولوں سے مقرب و شفیق ہیں۔ اے افضل الخلائق جو حکم آپ ﷺ لائے ہیں اس کا ہمیں حکم دیجیے اگر چہ وہ اس قدر دشوار ہو کہ آدمی بوڑھا ہو جائے مگر آپ ﷺ میری شفاعت اس دن فرما دیجئے گا جس دن کوئی صاحب سفارشی آپ ﷺ کے سوا سودا بن قاربؓ کو چھڑانے والا نہ ہوگا۔"

3- ابو نعیم نے طلحہ تبی سے روایت کیا ہے کہ: "ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا "تو کاہن ہے اور اپنی صاحبہ کے ساتھ تو نے کیا عہد کیا تھا"۔ اس نے جواب دیا "اسلام سے پہلے ایک دن وہ آئی اور "سلام سلام" کہہ کر اس نے کہا "حق ظاہر ہو گیا ہے اور خیر و بھلائی ہمیشہ کے لئے قائم ہو گئی ہے اللہ بہت بڑا ہے"۔ اس موقع پر ایک مسلمان نے کہا "اے امیر المؤمنین میں بھی اسی طرح کی ایک بات آپ سے عرض کرتا ہوں۔ ہم ایک لوق و دوق بیابان میں جا رہے تھے۔ اس میں بجز اپنے قدموں کی چاپ کے ہم کچھ نہ سنتے تھے کہ دفعۃً ہم نے سامنے سے ایک سوار کو آتے ہوئے دیکھا، اس نے کہا: "یا احمد یا احمد اللہ بڑا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے یا احمد"۔ پھر وہ چلا گیا۔ پھر ایک انصاری نے کہا "امیر المؤمنین میں بھی ایک واقعہ عرض کرتا ہوں شام کے سفر کے دوران ہم نے ایک ہاتف نبی کو گاتے ہوئے سنا" بلاشبہ ایک ستارہ طلوع ہوا جس نے اپنی روشنی سے مشرق کو جگمگا دیا۔ ہلاکت خیز اندھیروں سے (سخت گمراہی سے) وہ مخلوق کو نکالتا ہے وہ ستارہ ایک رسول ہے جس نے اسکی تصدیق کی پس اس نے فلاح پائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے امر کو بلند کیا اور اسے ثابت کر دیا۔"

4- ابن کلبی نے عدی بن حاتم سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ: "قبیلہ بنی کلب کا ایک مزدور تھا۔ جس کا نام حابس تھا۔ ایک دن میں اپنے مکان کے صحن میں تھا کہ وہ بھاگ کر خوف زدہ حالت میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ "آپ اپنے اونٹوں کو سنبھال لیجئے"۔ میں نے پوچھا "تو کس وجہ سے اس قدر خوف زدہ ہے؟" اس نے

جواب دیا ”میں ایک وادی میں تھا میں نے ایک بوڑھے کو پہاڑی گھاٹی سے نمودار ہوتے دیکھا اس کا سر گدھے کی مانند تھا۔ پھر وہ آگے کی طرف بڑھتے ہوئے ایسی جگہ اتر اتر جہاں پر عقاب تک کے پاؤں تک پھسل جائیں مگر وہ بے خوف لٹکا ہوا تھا۔ میں دیکھتا رہتا ہوں کہ اس کے قدم زمین پر جم گئے۔ اس کے بعد میں نے جو کچھ دیکھا بہت ہی عجیب ہے۔ اس نے کہا ”اے حابس تو اپنے دل میں کسی قسم کا خدشہ نہ لا۔ تو حق اور سچائی کی طرف مائل ہو اور فریب میں مبتلا نہ ہو۔“ حابس نے کہا ”پھر وہ بوڑھا غائب ہو گیا۔ اور میں نے اونٹوں کو وہاں سے ہانک کر دوسری جگہ چرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اور میں لیٹ گیا۔ میری آنکھ لگ گئی۔ پھر ایک ٹھوک سے میری آنکھ کھلی دیکھا تو وہی بوڑھا تھا“ پھر اس نے کہا: ”اے حابس میرے کہنے پر دھیان دے کہ تو ہدایت یافتہ ہو جائے گا۔ گمراہ شخص ایک ہدایت یافتہ شخص کی طرح نہیں ہو سکتا۔ اے حابس تو اعتدال اور میانہ روی کی راہ کو نہ چھوڑنا۔ بلاشبہ دین احمدی کے ذریعے تمام ادیان منسوخ ہو گئے ہیں۔“ حابس نے بتایا کہ اس کے بعد میں بے ہوش ہو گیا۔ بہت دیر کے بعد مجھے ہوش آیا۔ بلاشبہ حق تعالیٰ نے میرے دل کو اسلام کی طرف پھیر دیا تھا۔“

5- طبرانی اور ابو نعیم نے عمرو بن مرہ جہنی سے روایت کیا ہے کہ: ”میں حج کے ارادے سے نکلا۔ میں مکہ میں ہی تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ کعبہ سے ایک نور چکا اور یثرب کی پہاڑیاں مجھے نظر آنے لگیں۔ نیز اس نور سے آواز آئی ”تاریکی چھٹ گئی نور روشن ہو گیا۔ اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ معجوث ہو گئے۔“ پھر میں نے دوبارہ نور کو روشن ہوتے ہوئے دیکھا۔ اور اس کی چمک میں نے خیرہ کے محلات اور ابنیض المدائن (قصر ابنیض) دیکھ لئے پھر میں نے سنا کہ کوئی کہ رہا تھا ”اسلام ظاہر ہوا، بتوں کو توڑ دیا گیا اور صلہ رحمی کا دور دورہ ہو گیا۔“ پھر میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا۔ اور میں نے اپنے علاقے کے لوگوں سے کہا ”میرا خیال ہے کہ قبیلہ قریش میں کوئی غیر معمولی بات رونما ہوئی ہے“ اور پھر میں نے ان لوگوں سے اپنے خواب کو بیان کیا۔ حتیٰ کہ جب ہم اپنے علاقے میں واپس پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک نبی معجوث ہوا ہے۔ یہ اطلاع سن کر میں مکہ آیا۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کیا اور حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ پھر حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) سے اجازت چاہی کہ مجھے اپنے قبیلے میں دعوت اسلام کی اجازت دے دیجئے۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے اجازت دے دی۔ لہذا واپس آ کر میں نے تبلیغ اسلام کی اور تمام لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ مگر ایک شخص مخالفت پر اتر آیا۔ اس نے کہا ”اے عمرو بن مرہ میں تیرے اقوال و نظریات کو سوچتی ہوں خیال کرتا ہوں (یعنی جھوٹ)“ اور اس قسم کی بہت سی باتیں کہیں۔ اس کے جواب میں عمرو بن مرہ نے کہا ”ہم دونوں میں سے جو بھی جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی خراب کر دے اور اس کو زبان سے گونگا اور آنکھ سے اندھا کر دے۔“ تو پھر وہ شخص اس حال میں مرا کہ منہ ٹیڑھا، آنکھوں سے اندھا اور کانوں سے بہرا ہو گیا تھا۔

6- ابو نعیم، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ: ”رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کے وقت میں شام میں گیا ہوا تھا۔ میں کسی اپنی ضرورت سے باہر نکلا۔ اور مجھے رات ہو گئی۔ میں نے دل میں سوچا کہ اس وقت میں کتنے بڑے بیابان کے آغوش میں ہوں۔ اس کے بعد میں لیٹ گیا پھر میں نے ایک غیر معمولی آواز سنی۔ اللہ کے بندو اللہ کی پناہ تلاش کرو۔ یہ جنات اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے۔“ میں نے کہا ”میری ہدایت کے بارے میں وضاحت کرو؟“ آواز آئی ”رسول آئین خاتم النبیین ﷺ ظہور فرما چکے ہیں۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ ہم نے اسلام قبول کیا ہے۔ ہم نے ان کا اتباع کیا ہے۔ ہم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اب جنات کا فریب جاتا رہا۔ اب جنات پر آگ کے شعلے برسائے جاتے ہیں۔ اب تو محمد خاتم النبیین ﷺ کے حضور میں جا کر اسلام قبول کر لے۔“ تمیم داری کا کہنا ہے کہ پھر صبح ہوئی تو میں ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا اس نے جواب دیا ”تم نے سچ سنا ہے۔ ایک نبی کا ظہور ہوگا اور ان کی ہجرت گاہ بھی حرم ہوگی۔ تم کو تلقین صدا کے مطابق حرم مکہ جانا چاہیے۔“

7- ابو نعیم نے خود ضمیری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ: ”ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم کو اس کے پیٹ میں سے آواز سنائی دیں:“ خبریں لانے والے جنات کی رسائی ختم ہو گئی ہے۔ اور یہ اس نبی کی وجہ سے ہوا ہے جو مکہ میں معجوث ہوا ہے اور یثرب کی طرف ہجرت کرے گا۔ وہ نماز، روزہ اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اس کا نام احمد ہے۔“

8- ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں روایت کیا ہے کہ: ”جندب بن صمیل کے پاس کسی آنے والے نے اس سے کہا (نبی آواز نے) ”اے جندب تو اسلام قبول کر تا کہ اس آگ سے محفوظ رہے جو بھڑک رہی ہے۔“ جندب نے کہا ”اسلام کیا ہے؟“ ہاتف نے کہا ”بتوں سے بیزاری اور خدائے علیم وخبیر کے ساتھ خلوص۔“ جندب نے سوال کیا ”علیم وخبیر خدا کے ساتھ خلوص کا کیا مطلب؟“ ہاتف نے کہا ”خدائے علیم وخبیر سے تقرب۔“ جندب نے کہا ”خدائے علیم وخبیر سے تقرب پانے کی کیا صورت ہے؟“ ہاتف نے جواب دیا ”عرب میں ایک ستارہ منور ہونے کا وقت قریب ہے اور وہ نجیب انساب حرم کعبہ میں طلوع ہوگا۔ اور تمام عرب و عجم اس کے دین کی اتباع

میں فلاح سمجھیں گے۔"

پھر جندب کے برادر عم ذاد نے جس کا نام رافع بن خداش تھا اطلاع دی کہ نبی مکرم ہجرت کر کے یثرب آگئے ہیں۔ پھر وہ آیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔  
**9-** ابن سعدؒ اور ابو نعیمؒ کی روایت میں سعید بن عمرو بذلیؒ بیان کرتے ہیں: "میرے باپ نے ایک بت پر ایک بکری ذبح کر کے چڑھائی۔ اچانک اس بت کے پیٹ سے چند اشعار کی آواز آئی، جن کا مطلب یہ تھا۔

ترجمہ: "تعجب خیز بات ہوئی ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد سے ایک ایسے نبی پیدا ہوئے ہیں جو زنا کاری اور بتوں کے نام پر نذر دینے کو حرام سمجھتے ہیں۔ ان کے آنے کے بعد آسمانوں کی حفاظت ہونے لگی ہے۔ اب ہم ستاروں سے مار بھگائے جاتے ہیں۔"

سعیدؒ کا بیان ہے کہ میرا باپ یہ سن کر مکہ گیا کسی نے بھی پیغمبر کا پتہ نہ دیا۔ جب ابو بکر صدیقؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ "ہاں محمد خاتم النبیین ﷺ بن عبد اللہ بن عبدالمطلب ہمارے یہاں اللہ کے پیغمبر بھیجے گئے ہیں۔ تم ان پر ایمان لے آؤ۔" (ابو نعیم دلائل النبوت)

**10-** ابو نعیمؒ نے خولد ضمیریؒ سے روایت کیا ہے کہ ہم ایک بت کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک اس کے پیٹ سے ایک فریاد کرنے والے کی فریاد اور چیخ و پکار سنی۔ وہ کہہ رہا تھا "جنات کا چوری چھپے آسمانوں پر جا کر ملائکہ کی گفتگو سن کر کاہنوں کو بیان کرنے کا سلسلہ اب ختم ہو گیا ہے جو کہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری تھا۔ شیاطین بادلوں تک پہنچ کر فرشتوں کی خبریں سن لیا کرتے تھے۔ اب جنوں پر آگ کے گولے برستے ہیں۔ جن و شیاطین کے مکرو فریب کا جال ٹوٹ گیا ہے ان کو شہاب ثاقب سے مارا جاتا ہے اور یہ اس لیے ہوا ہے کہ مکہ میں "احمد" نام کے نبی پیدا ہو چکے ہیں۔ وہ یثرب (مدینہ) کی جانب ہجرت کریں گے۔ وہ نماز، روزہ، نیکو کاری اور صلہ رحمی کا حکم فرمائیں گے۔" آسمانی وحی کی حفاظت کے لیے اس سلسلے کو بند کر دیا گیا ہے۔ اس طرح کہ جب کوئی شیطان آسمانی خبریں۔ سننے کے لیے اوپر آتا ہے تو اس کی طرف شہاب ثاقب کا انگارہ پھینک کر اس کو دفع کر دیا جاتا ہے۔

خولد ضمیریؒ کہتے ہیں "یہ آوازیں کر سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر پتہ چلا یہ سچ ہے۔ مکہ میں احمد نام کے نبی پیدا ہو چکے ہیں۔" (معارف القرآن تفسیر مظہری، ابو نعیم دلائل النبوت)

\*\*\*\*\*

## بعثت محمد خاتم النبیین ﷺ پر شیاطین کا خوف اور گھبراہٹ

- 1- ابن اسحاق اور ابو نعیم نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے جب رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ایران میں کسری (بادشاہ) کے محل میں زلزلہ سا آیا اور محل کے کنگرے گر گئے۔ دریائے دجلہ کا بہاؤ اور روانی متاثر ہوئی۔ کسری (بادشاہ) اس صورت حال سے پریشان اور غم ناک ہوا۔ اس نے کانہوں نجومیوں اور ساحروں کو طلب کیا۔ اور کہا کہ تم اس معاملے پر غور کرو۔ مگر وہ ناکام رہے۔ آسمانوں کے گوشے بند کر دئے گئے تھے، (اس لئے) وہ کچھ نتیجہ قائم کرنے اور بتانے میں ناکام ہو گئے۔ جب کاہن اور نجومی تخلیہ میں گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا: "تم نے محسوس کیا کہ ہمارے اور علم کے درمیان کوئی شے مائل نہ تھی بجز اس شے کے جو آسمان کی جانب سے آئی۔ بلاشبہ وہ نبی ہے جو مبعوث ہوا ہے۔ وہ اس ملک پر قبضہ کرے گا اور یہاں کے سلسلہ شہنشاہیت کو مستحکم کر دے گا۔"
- 2- واقدی اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے: "جب رسول خاتم النبیین ﷺ ہم پر مبعوث ہوئے تو بت خانوں کے تمام بت منہ کے بل گر گئے۔ پھر شیاطین مل کر ابلیس کے پاس گئے اور اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ یہ نبی کے آنے کی علامت ہے اسے تلاش کرو۔" شیاطین نے کہا "ہم نے بہت ڈھونڈا ہے لیکن ہم ناکام ہو گئے ہیں۔" ابلیس نے کہا "اب میں خود تلاش کرتا ہوں۔" پھر وہ خود تلاش کرنے کے لئے نکلا۔ اس نے آپ ﷺ کو مکہ میں پایا۔ پھر وہ اپنے شاگردوں اور ذریعہ کے پاس واپس آیا اور کہا: "میں نے ان کو پایا ہے۔ لیکن ان تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ جبریل ان کے ساتھ ہیں۔"
- 3- واقدی اور ابو نعیم نے بطریق عطاء حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "شیاطین آسمانی خبریں اچک لیا کرتے تھے۔ جب رسول پاک خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہوئے ان کا راستہ بند کر دیا گیا۔ جب اس بات کی اطلاع شیاطین نے ابلیس کو کی تو اس نے کہا "کوئی نئی بات واقعہ ہوئی ہے۔" پھر وہ جبل ابوقیس پر چڑھا اور اس نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس نے کہا "میں جاتا ہوں (نعوذ باللہ) ان کی گردن توڑ دیتا ہوں تو وہ آیا اس وقت حضرت جبریل آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس تھے۔ جیسے ہی وہ (ابلیس) قریب آیا، حضرت جبریل نے اسے ٹھوک ماری اور وہ فلاں مقام پر جا گرا۔"
- 4- ابو نعیم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ: "اللہ تعالیٰ نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ابلیس حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے قریب آ کر اپنا فریب چلانا چاہتا تھا۔ کہ حضرت جبریل اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شانے کے اشارے سے وادی اردن میں پھینک دیا۔"
- 5- ابوشیح، طبران اور ابو نعیم نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ: "حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بحالت نماز، سجدے میں تھے کہ ابلیس آیا اور اس نے چاہا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی گردن پر حملہ کرے تو حضرت جبریل نے اسے پھونک ماری اور وہ اردن کے علاقے میں جا گرا۔"
- 6- واقدی اور ابو نعیم صاحب "حلیہ" نے حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت کیا ہے کہ: "حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ستاروں کا ٹوٹنا بند ہو گیا تھا۔ قریش کا یہ خیال تھا کہ اب ستارے اس وقت ٹوٹیں گے جب قیامت قریب ہوگی۔ اس کے بعد یہ سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب رسول خاتم النبیین ﷺ مکہ میں مبعوث ہوئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کے بعد چند ستارے ٹوٹے۔ قریش نے جب ستاروں کو ٹوٹنے دیکھا تو سمجھے کہ قیامت آنے والی ہے۔ وہ اپنی پریشانی دور کرنے کے لئے بتوں پر نذرانے چڑھانے لگے۔ وہ غلاموں کو آزاد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ بس اب دنیا کے فنا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔" طائف کے سردار عبد یلیل کو جب یہ معلوم ہوا کہ ستارہ ٹوٹا ہے تو اس نے کہا "پریشان مت ہوں۔ گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے معلوم کرو کہ ٹوٹنے والا ستارہ کون سا ہے؟ اگر وہ جانا پہچانا ستارہ ہے تو سمجھ لو کہ سب کے فنا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ اور اگر وہ جانا پہچانا ستارہ نہیں ہے تو فنا کا وقت قریب نہیں ہے۔ ہاں کوئی نئی بات ضرور ہوئی ہے۔ یا ہونے والی ہے اور یہ اس بات کا پیش خیمہ ہے۔" لوگوں نے ستاروں کو جانچا اور ستارے کو نہیں پہچانے اس بات سے عبد یلیل کو آگاہ کیا۔ تو اس نے کہا "یہ نبی کے ظہور کا وقت ہے۔" کچھ عرصہ گزرا تھا کہ طائف میں ابوسفیان بن حرب آیا اور اس نے لوگوں کے پوچھنے پر بتایا کہ محمد خاتم النبیین ﷺ بن عبد اللہ نے نبی مرسل (بھیجا گیا) ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس پر عبد یلیل نے کہا "بس انہی کی دعوت و کامیابی کے لئے جنوں پر شہاب (آگ کے انگارے) پھینکے گئے۔"
- 7- ابن سعد نے یعقوب بن عتبہ مغیرہ سے روایت کی کہ: "عرب کے بہت سے لوگ ستارہ شناس تھے۔ ان میں سب سے پہلے جو لوگ ستاروں کے ٹوٹنے کی وجہ سے پریشان ہوئے وہ ثقیف تھے۔ وہ بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے۔ اور وہ عمرو بن امیہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا "کیا تم نے وہ نئی بات دیکھی ہے جو منظر عام پر آئی ہے؟" عمرو بن امیہ نے جواب دیا "ہاں دیکھی تو ہے۔" ثقیفیوں نے پھر عمرو سے کہا "تم توجہ اور غور سے دیکھو کہ وہ بڑے بڑے ستارے ٹوٹ رہے ہیں جن کے ذریعے ہم بہت سی رہنمائی لیتے تھے۔ تو یہ دنیا کے خاتمے اور فنا کی علامت معلوم ہوتی ہے۔" عمرو بن امیہ نے کہا "لیکن یہ ہمارے آسمان کے مستقل ستارے نہیں ہیں۔"

- یہ تو کوئی دوسرے روشن شعلے ہیں۔ شاید عرب میں کوئی پیغام لانے والا آیا ہے۔"

8- واقفی اور ابو نعیم نے حضرت نافع بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "شیاطین جاہلیت کے دور میں آسمانی خبریں سن لیا کرتے تھے۔ اور انہیں مارا نہیں جاتا تھا۔ مگر جب رسول خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہوئے تو آگ کے شعلوں سے انہیں مارا جاتا تھا۔"

9- ابن سعد، بیہقی اور ابو نعیم نے سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے: "جنات کے ہر کنبے اور قبیلے کے لئے آسمانوں میں خاص جگہ تھی جہاں سے وہ آسمانی باتوں کو سن لیا کرتے تھے اور پھر آ کر یہ باتیں اپنوں کو بتا دیا کرتے تھے۔ جب رسول خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہوئے تو انہیں روک دیا گیا۔ جنات نے کاہنوں اور جادوگروں کو آسمانی خبریں نہ لاکر دیں تو عرب کے کج فہموں نے کہا "آسمان کے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔" اس خبر کے بعد اونٹ دالوں نے اونٹ کی، گائے والوں نے گائے کی اور بکری کے ریوڑ والے نے بکری کی قربانی کی۔ لوگ خوف کے مارے قربانیاں دینے لگے شیاطین کی تمام جماعتیں پریشان ہونے لگیں۔ ابلیس نے کہا "ایسا نہیں ہے زمین پر ضرور کوئی نئی بات ہوئی ہے۔" پھر ابلیس نے اپنے شاگردوں اور ساتھیوں سے کہا "زمین کے خطے سے ایک مٹی خاک لاؤ۔" شیاطین شاگرد اور ساتھی جلد ہی زمین کے ہر خطے سے مٹی لے کر ابلیس کے پاس حاضر ہو گئے اس نے ہر جگہ کی مٹی کو سونگھا، پھر اس نے خاک حرم کی مٹی کو سونگھ کر کہا "اس جگہ کوئی نئی بات ظاہر ہوتی ہے۔"

10- بیہقی نے عوفی کی سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ: "جس روز نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو شیاطین کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا اور آگ کے شعلوں سے ان کی خبر لی گئی۔ ابلیس نے کہا "خطہ زمین پر کوئی نبی مبعوث ہوا ہے اس لئے جا کر خبر لو۔" شیاطین اطراف میں پھیل گئے لیکن کہیں بھی ثبوت کا نشان نہ پاسکے اس کے بعد ابلیس نے جب جان لیا کہ نئی بات سر زمین عرب میں ہوئی ہے تو وہ خود آیا۔ پھر اس نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو اولین مقام وحی (غار حرا) سے نکلنے ہوئے دیکھ لیا۔ پھر وہ اپنی ذریت میں لوٹ گیا۔ اور ان کو مطلع کیا (اور بتا دیا کہ ان تک رسائی ممکن نہیں۔ جبریل ان کے ساتھ ہیں)۔

11- ابو نعیم نے حلیہ میں مجاہدؓ سے روایت کیا ہے کہ: "ابلیس ملعون نے چار مرتبہ اپنے سر پر خاک ڈالی اور ہائی دی: 1- اول بار جب وہ ملعون اور مردود ہوا 2- دوم اس وقت جب وہ زمین پر پھینکا گیا 3- تیسری بار اس وقت جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہوئے 4- چوتھی بار اس وقت جب سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔"

12- ابن سعد نے اور ابو نعیم نے سعید عمرو بذلی سے روایت کی ہے کہ: "میرے والد نے ایک بکری ذبح کر کے بت پر چڑھائی۔ اچانک اس کے پیٹ سے آواز آئی، کوئی کہہ رہا تھا "تعب خیز بات ہوئی ہے۔ عبدالمطلب کی اولاد سے ایک نبی پیدا ہوئے ہیں۔ جو زنا کاری اور بتوں کے نام پر نذر دینے کو حرام سمجھتے ہیں۔ ان کے آنے کے بعد آسمانوں کی حفاظت ہونے لگی ہے۔ اب ہم ستاروں سے مار بھگائے جاتے ہیں۔"

13- ابو نعیم نے خولد ضمیر سے روایت کیا ہے کہ: "ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہم نے بت کے اندر سے چیخ و پکار سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا "جنات کا چوری چھپے آسمانوں پر جا کر ملائکہ کی گفتگو سن کر کاہنوں کو بیان کرنے کا سلسلہ اب ختم ہو گیا ہے۔ اب جنوں پر آگ کے گولے برسائے جاتے ہیں۔ اس طرح کہ جب کوئی شیطان آسمانی خبریں سننے کے لئے اوپر جاتا ہے تو اس کی طرف شہاب ثاقب کا انگار پھینکا جاتا ہے اور اسے دفع کر دیا جاتا ہے۔" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کے بعد جنات کی رسائی آسمانوں پر بند کر دی گئی۔ سورہ جن، آیت نمبر 9- 8 میں فرمان الہی ہے: "اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے اور یہ کہ ہم آسمان میں سننے کے لئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ پر اب جو کوئی سننے کے لئے جائے گا وہ اپنے لئے آگ کا انگار پائے گا۔"

14- امام احمد اور بیہقی نے بہ طریق سعید بن جبیرؓ روایت کی ہے کہ: "شیاطین آسمان پر چڑھا کرتے تھے۔ وہاں سے پوشیدہ باتوں کو سنا کرتے پھر ان میں بے شمار باتیں اپنی طرف سے شامل کرتے اور کاہنوں اور نجومیوں کو مبتلائے فریب کرتے۔ جب حضور کریم خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہوئے تو آسمانوں تک ان کی رسائی کو ناممکن بنا دیا گیا۔ ان کے رسائی ختم کر دی گئی۔ ان کی طرف آگ کے شعلے پھینکے جاتے۔ شیاطین نے اس کی وجہ معلوم کرنے کے لئے ہر طرف بھاگ دوڑ شروع کر دی۔ حتیٰ کہ انہوں نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو تلاوت کرتے ہوئے پایا۔ پھر آپس میں کہا: "بے شک آسمانوں پر ہماری بندش کی وجہ یہی ہے۔"

15- ابو نعیم نے عباس بن مرداس سے روایت کی ہے کہ: "میں ایک روز دوپہر کے وقت ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ میں ایک آواز کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ ایک خوش رو سفید پوش شخص، سفید رنگ، شتر مرغ پر سوار کہہ رہا تھا: "اے عباس! کیا تم نے جنوں اور ان لوگوں کو نہ دیکھا جو بھلائی سے محروم کردئے گئے ہیں۔ لڑائی نے بہادروں کو ہضم کر لیا۔ اور آسمان کو ان کے محافظوں نے گھیر لیا ہے۔" یہ سن کر میں اس قول اور تعبیر کی تلاش میں نکلا۔ میں جستجو میں لگا رہا۔ بلاخر میرا چچا زاد بھائی یہ اطلاع لے کر آیا "رسول خاتم النبیین ﷺ نے خفیہ طور پر دین کی دعوت شروع کر دی ہے۔"

16- ابن ابی سعد اور نعیم نے سعید بن عمرو ہذلی سے روایت کی ہے کہ: میں نے ایک بت پر جانور ذبح کیا تو اس بت سے آواز آئی (جنات بتوں میں داخل ہو کر بولتے تھے، لوگ ان کے نام کی قربانی دیتے اور جنات (شیاطین جنات) ہڑپ کر جاتے۔) ترجمہ: ”کتنی عجیب اور حیران کن بات ہے کہ بنی عبدالمطلب سے ایک نبی ظاہر ہوئے ہیں۔ انہوں نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ انہوں نے بتوں کے لئے جانور ذبح کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ اور آسمانوں کو محافظوں نے گھیر لیا ہے۔ اب ہمیں آگ کے شعلے مارے جا رہے ہیں۔“ یہ آواز سن کر ہم وہاں سے اٹھ کر آگئے۔ پھر مکہ مکرمہ آئے تو کسی نے ہم کو رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی خبر دی۔ پھر ایک روز ہماری ملاقات حضرت صدیق اکبرؓ سے ہوئی۔ تو ہم نے ان سے مدعی نبوت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا ”ہاں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“

17- بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ: ”ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کو بتایا ”اے اللہ کے رسول ﷺ میں زمانہ جاہلیت میں ایک روز اپنے بھائے ہوئے اونٹ کی تلاش میں نکلا تو میں نے ہاتھ نہیں کو یہ کہتے ہوئے سنا: ”اے شپ تارک میں سونے والے! (شپ تارک میں سونے والے سے اشارہ ہے کفر اور شرک کے حامی) اللہ تعالیٰ نے (برسبیل کرم، گم کردہ راہ لوگوں کے لئے) حرم میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔ وہ نبی قبیلہ بنو ہاشم سے ہے۔ وہ نبی (ہدایت الہی سے) ظلمتوں اور تاریکیوں کو نور سے بدل دیتا ہے۔“ میں نے منادی کے دیکھنے کے لئے ہر طرف نظر دوڑائی مگر مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ تب میں نے ایک تابانہ انداز میں عرض کیا: ”اے شپ تارک میں آنے والے ہاتھ! اھلا وھلا، تو بتا دے کہ تو شپ تارک میں کس لئے آیا ہے؟ صاف صاف الفاظ میں بیان کر کہ وہ کون ہے جس کی طرف بلاتا ہے، تاکہ میں ٹھیک طور سے جان سکوں۔“ اس کے بعد میں نے کسی کو گلا صاف کرتے ہوئے سنا۔ پھر اس نے کہا ”نور ظاہر ہو گیا اور ظلمت چھٹ گئی۔ اور محمد خاتم النبیین ﷺ تمام بھلائیوں کے ساتھ مبعوث ہو گئے۔ وہی اللہ قابل تعریف ہے جس نے کسی مخلوق کو بے کار پیدا نہیں کیا۔ اس نے ہمارے درمیان محمد خاتم النبیین ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ بلاشبہ وہ افضل نبی مبعوث ہوئے ہیں۔“ اس کے بعد صبح ہو گئی اور مجھے اونٹ مل گیا۔

18- فاکہی نے ”اخبار مکہ“ میں حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کو عامر بن ربیعہ سے روایت کیا ہے کہ: ”ہم ابتدائے اسلام میں مکہ مکرمہ میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک مکہ کے ایک پہاڑ پر سے ایک ندا سنی گئی۔ اس میں لوگوں کو اسلام کے خلاف بھڑکایا جا رہا تھا۔ اس وقت رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”یہ شیطان ہے اور جس شیطان نے کسی نبی کے خلاف اعلانیہ لوگوں کو ابھارا، اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا۔ اس برائی کرنے والے کا نام مسعر ہے۔“ اس واقعہ کے تین دن کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو جنات کے اس عفریت کے ذریعے قتل کروا دیا۔ جس کا نام مسجح ہے۔ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا، اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے۔ تین دن کے بعد اچانک جبل ابوالقیس پر ہاتھ کو کہتے سنا گیا ”ہم نے مسعر شیطان کو قتل کر ڈالا کیونکہ اس نے سرکشی کی۔ اور تکبر کیا۔ مسعر نے حق کو غلط کہا اور باطل کی تعریف کی۔ اس نے ہمارے پاک نبی خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ گستاخی کی۔ میں نے اسے ایسی تلوار سے ہلاک کیا ہے جو جڑ اور بنیاد تک کو کھود ڈالے۔“

19- ابوسعید نے ”شرف المصطفیٰ“ میں جنود بن نضله سے روایت کیا ہے: ”وہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ ایک جن میرا ساتھی تھا وہ اچانک میرے پاس آیا اور اس نے ڈراتے ہوئے کہا: ”اٹھ کہ دین کا چراغ روشن ہو گیا ہے۔ اُس نبی کے ذریعے جو صادق مہذب اور امین ہے۔ اب تو ایسی اڈٹی پر سوار ہو جا جو مضبوط ہو اور وہ نرم اور سخت ہر جگہ پر چلتی ہو۔“ میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا، پھر میں نے اس سے حقیقت حال دریافت کی تو اس نے کہا ”قسم ہے زمین و آسمان کی، محمد خاتم النبیین ﷺ یقیناً مبعوث ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں پرورش پائی ہے اور اب وہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کریں گے۔“ یہ سن کر میں خوش ہو گیا اور جانے لگا تو اچانک میں نے ایک آواز، کوئی کہہ رہا تھا ”اے ساربان! جو سوار ہو کر رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت اقدس میں رواں دواں ہے اس میں شک نہیں کہ تو نے ہدایت کی توفیق پالی۔“

20- بیہقی اور نسائی کی روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے حکم سے خالد بن ولید نے جب عزیٰ کے بت کو گرایا تو اندر سے ننگے سر بکھرے بالوں والی ایک کالی عورت نکلی اور سر پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی اور چیخنے لگی، حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ جب آپ خاتم النبیین ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”وہی عورت عزیٰ تھی۔ اب کبھی اس کی پوجا نہ ہوگی۔“ عزیٰ ایک درخت تھا اس پر مشرکین نے تھان بنا کر اس کو پوجنا شروع کر دیا۔ اس درخت میں سے آواز آتی تھی۔ اس لیے اس کی پوجا ہونے لگی یہ آواز اس درخت سے اس خبیث بھوتی کی تھی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی دعا کی برکت سے وہ خبیث روح مجسم عورت کی شکل میں ظاہر ہو گئی اور ماری گئی۔ (بیہقی، سنن نسائی، دلائل نبوت)

## کفار کی ایذا رسانی کے سلسلے میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے معجزات اور کفار کا آپ خاتم النبیین ﷺ کی بددعا سے ڈرنا

1- بخاری اور ابونعیم نے اور بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کیا ہے کہ: "جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو معبود فرمایا اور مکہ میں نبوت کا اعلان کیا تو اس زمانے میں میرا شام جانا ہوا۔ جب میں بصرہ پہنچا تو میرے پاس نصاریٰ کی ایک جماعت آئی اور مجھ سے پوچھا "کیا تم حرم سے آئے ہو؟" میں نے کہا "ہاں" انہوں نے کہا "تم اس مدعی نبوت کو جانتے ہو جو تمہارے علاقے میں ظاہر ہوا ہے؟" میں نے جواب دیا "ہاں اچھی طرح"۔ اس کے بعد وہ مجھے اپنے معبد (عبادت خانہ) میں لے گئے اس میں شمشیں اور تصاویر تھیں۔ میں دلچسپی سے ان کو دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے کہا "آپ نے ان تصاویر کو بہت دلچسپی سے دیکھا ہے۔ کیا ان میں اس مدعی نبوت کی تصویر ہے؟" میں نے کہا "نہیں"۔ پھر وہ مجھے دوسرے ایک بڑے سے ہال میں لے گئے وہاں کثیر تعداد میں تصاویر تھیں، میں ان کو بغور دیکھتا رہا۔ میری نگاہیں تصاویر کو دیکھتی ہوئی آگے کی طرف بڑھتی رہیں کہ میری نظریکبارگی ایک چبوترے پر پڑی۔ اس پر رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی شبیہ تھی۔ اس سے نظر ہٹی ہی تھی کہ حضرت ابوبکرؓ کی شبیہ پر نظر پڑی۔ معبد کے عابدوں نے پوچھا "کیا تم ان شبیہ کو پہچانتے ہو؟" میں نے کہا "ہاں"۔ انہوں نے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی شبیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "کیا وہ نبی یہ ہیں؟" میں نے کہا "جی ہاں یہی ہیں"۔ انہوں نے دوسرے چبوترے پر رکھی ہوئی حضرت ابوبکرؓ کی شبیہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا "کیا تم ان کو بھی پہچانتے ہو؟" میں نے کہا "جی ہاں" انہوں نے کہا "یہ تم میں سے ہیں اور صحابی ہیں اور یہی نبی کے خلیفہ اول ہوں گے"۔

2- طبرانی اور ابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کیا ہے کہ: "میں قریش کی سنگدلی اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ سلوک اور ایذا رسانی کو بہت ہی برا سمجھتا تھا۔ جب میں نے یہ محسوس کیا کہ قریش کسی صورت بھی آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں تو میں اس معبد کے ایک راہب کے پاس گیا جس کو میں ایک نیک، خدا رسیدہ اور ایک واقف علم و اسرار سمجھتا تھا۔ وہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گیا اور اس کے بعد میں نے تصاویر کا تمام واقعہ بیان کیا۔ اس راہب نے مجھ سے کہا "کیا تمہیں یہ ڈر ہے کہ وہ قریش انہیں قتل کر دیں گے؟" میں نے کہا "ہاں میرا یہی خیال ہے۔ وہ بار بار ان کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں اور مارنے کے مختلف حربے استعمال کر رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ اب تک انہوں نے انہیں قتل بھی کر دیا ہو"۔ راہب نے کہا "خدا کی قسم! وہ لوگ ان کو قتل نہیں کر سکیں گے۔ البتہ وہی لوگ قتل ہوں گے جن کے قتل کا ارادہ وہ نبی (خاتم النبیین ﷺ) فرمائیں گے"۔

3- بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ: "ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث، اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی، عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کا مذاق اڑا کر تے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی تذہبیک کی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تو رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے ان کفار کے استہزاء کا تذکرہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ولید کو سامنے کر کے اس کی شہ رگ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "آپ نے یہ کیا کیا ہے؟" حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا "میں نے تدارک کر دیا"۔ پھر اسود بن مطلب کو سامنے کیا اور اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "آپ نے یہ کیا کیا؟" حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا "میں نے تدارک کر دیا"۔ پھر اسود بن یغوث کو سامنے کیا اور اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "آپ نے یہ کیا کیا؟" حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا "میں نے تدارک کر دیا"۔ بعد ازاں حارث کو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے پوچھنے پر آپ علیہ السلام نے جواب دیا "میں نے تدارک کر دیا"۔ پھر عاص کو سامنے کیا اور اس کے پیر کے تلوے کی طرف اشارہ کیا۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے پوچھا "آپ علیہ السلام نے یہ کیا کیا؟" حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا "میں نے تدارک کر دیا"۔ اس بات کو کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ولید اتفاقاً ایک شخص کا تیر گردن پر لگنے سے مر گیا اور اسود سمرہ ایک درخت سے اترا اور کہا "ہائے کاٹا گھس گیا"۔ کہتے کہتے اپنی آنکھ کی بینائی کھو بیٹھا۔ اسود بن یغوث دماغ کے اندر پھوڑا نکلنے سے مر گیا۔ حارث پیٹ میں پانی پڑنے سے مرا اور عاص کا انجام یہ ہوا کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف گیا۔ اثنائے راہ میں اترا۔ شہر قدا کا ٹاٹا پیر کے تلوے میں گھسا۔ جس کے سمیت ہی بیمار ہو کر مر گیا۔ (اس حدیث کی حضرت ابن عباسؓ سے بکثرت اسناد بیان ہوئیں ہیں۔ جن کو انہوں نے تفسیر مسند میں ذکر کیا ہے)۔

4- بیہقی نے حضرت قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ: "عتبہ بن ابولہب نے حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ بدتمیزی کی اور مذاق اڑایا۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے دعا کی کہ "اے اللہ! اس پر کسی کتے کو مسلط کر دے"۔ ابولہب ملک شام سے کپڑوں کی تجارت کرتا تھا۔ پھر وہ اپنے بیٹے کو اس بددعا کے بعد معاونوں

کے ساتھ بھیجا کرتا اور کہتا کہ "میں اپنے اس بیٹے کے بارے میں محمد کی بددعا سے ڈرتا ہوں"۔ ابولہب معاونوں کو خوب تاکید کرتا کہ جب تم کسی منزل پر پڑاؤ کرو تو منزل کی دیواروں کے ساتھ کپڑے کے تھانوں سے عتبہ کو چھپا دیا کرو۔ ایک دن عتبہ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ تجارت کا سامان لے کر گیا۔ یہاں تک کہ ایک گھر میں رات کو ٹھہرا جس کا نام زرقا تھا۔ ایک شیر آیا اور اس نے عتبہ کو دیکھ لیا۔ وہ چیختا رہا کہ یہ شیر ہے۔ مجھے کھا جائے گا جیسا کہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) نے میرے لیے بددعا کی تھی۔ محمد نے مکہ میں رہتے ہوئے مجھے قتل کر دیا"۔ پھر وہ شیر لوگوں کے سامنے چھپٹا اور اس کا سرد بوج لیا اور چبا ڈالا"۔

5- بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ: "حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے قریش کو اسلام کے خلاف اور اس سے انکار کرتے ہوئے دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ "الہی یوسف کے سات سال کی مانند میری سات سے مدد فرما"۔ قریش کو قحط نے گھیر لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے مردار، ہڈیوں اور کھالوں تک کو کھایا۔ اس وقت ابوسفیان کچھ لوگوں کے ساتھ آیا اور کہا "محمد! آپ (خاتم النبیین ﷺ) کہتے ہیں کہ "آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حالانکہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعا کیجئے۔ تو رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ بارش ہونا شروع ہو گئی اور مسلسل سات دن تک بارش ہوتی رہی۔ اس مسلسل بارش سے تنگ آ کر وہ لوگ پھر محمد (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس آئے اور بارش کی زیادتی کی شکایت کی۔ تب نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے دعا فرمائی "الہی! ہمارے چاروں تک بارش ہو ہمارے اوپر نہ ہو"۔ پھر اس وقت بادل حضور خاتم النبیین ﷺ کے سر مبارک سے چھٹ گئے اور اطراف میں بارش ہوتی رہی۔

نسائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ "ابوسفیان رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس آیا اور کہا "اے محمد (خاتم النبیین ﷺ) میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ رحم فرمائے"۔ نادار قریش کی زبوں حالی کا تو یہ عالم ہو گیا ہے کہ انہوں نے چمڑا اور کھال بھوک کی شدت میں کھانا شروع کر دیا ہے۔ اس حالت کو قرآن پاک میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (سورہ المؤمنون، آیت نمبر: 76) ترجمہ: "اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو نہ تو وہ اپنے رب کے حضور میں بھٹکے اور نہ ہی وہ گڑ گڑائے ہیں"۔ بہر حال رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے جب ان کے حق میں دعا کی تب ان سے عذاب ہٹا۔

6- بیہقی نے حضرت موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے کہ: "جب حضرت جعفر بن ابی طالب مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ اپنے دین کی خاطر پناہ لینے کے لیے حبشہ کی طرف روانہ ہوئے تو قریش نے عمرو بن العاصؓ اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو حبشہ بھیجا اور وفد کے ساتھ تحفے میں نجاشی کے لئے ایک عربی گھوڑا اور دیبا کا بنا ہوا شاہی طرز کا جبہ اور دوسرے مقررین شاہ کے لیے تحائف بھیجے۔ تو نجاشی نے تحائف قبول کر لئے اور عمر و کو شرف بازا بانی بخشا۔ عمرو نے کہا "اے محترم بادشاہ! ہمارے علاقے سے کچھ لوگ جو نہ آپ کے دین پر ہیں اور نہ ہمارے دین پر۔ آپ کی سرزمین میں آگئے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ یہ لوگ اس شخص کے فرمانبردار ہیں جس نے ہمارے ہی درمیان سے اٹھ کر نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ نبی جن بنیادی عقائد کو پھیلا رہا ہے اس میں سے چند یہ ہیں کہ وہ حضرت مسیح کو ابن اللہ نہیں مانتے۔ وہ کسی بادشاہ کا احترام اور عظمت نہیں کرتے۔ نہ حکم مانتے ہیں اور نہ سجدہ کرتے ہیں"۔ نجاشی نے مہاجر عرب مسلمانوں کو بلوایا۔ حضرت جعفرؓ اور دوسرے مسلمان نجاشی کے دربار میں پہنچے تو وہاں کے روایتی انداز کو نظر انداز کر کے مسلمانوں کی طرح السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے۔ اس طرز عمل پر توجہ دلاتے ہوئے عمرو اور عمارہ نے ایک زبان ہو کر کہا "اے محترم اور صاحب عظمت بادشاہ یہ وہی صورت حال ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں"۔ نجاشی نے مسلمان وفد سے کہا "اے عرب مہمانوں! کیا تم بتاؤ گے کہ ہماری تعظیم کیوں نہیں کی گئی؟ اور بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہارے خیالات کیا ہیں؟ اور تم لوگوں کا دین اور عقیدہ کیا ہے؟ کیا تم نصرانیت سے متعلق ہو؟" انہوں نے جواب دیا "ہم نصاریٰ یا عیسائیوں سے تعلق نہیں رکھتے"۔

نجاشی نے کہا "تو کیا تم یہودیت سے تعلق رکھتے ہو؟" مسلمانوں نے جواب دیا "ہم یہودی بھی نہیں ہیں"۔ نجاشی نے کہا "تو کیا تم بہت پرست ہو؟" حضرت جعفرؓ نے کہا "ہم بہت پرستی کی ممانعت کرتے ہیں"۔ نجاشی نے کہا "پھر تمہارا دین، تمہارا مذہب کیا ہے؟" حضرت جعفرؓ نے فرمایا "ہمارا دین اسلام ہے"۔ نجاشی نے کہا "اسلام کیا ہے؟" حضرت جعفرؓ نے کہا "اللہ کی توحید کا اقرار اور دل سے اعتراف اور حضرت محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی رسالت و بعثت کو قبول کر کے ان کی فرماں برداری میں خود کو دے دینا"۔ نجاشی نے کہا "یہ دین تم کو کیسے ملا؟ یہ اسلام تمہارے پاس کیسے آیا؟" حضرت جعفرؓ نے کہا "اس کو ایک نجیب اور شریف خاندان کا شخص لے کر آیا ہے۔ وہ مثل انبیاء سابقین کے مبعوث ہوئے ہیں۔ ان پر احکام و الہام وحی اللہ تعالیٰ کا آئین فرشتہ لے کر آتا ہے۔ وہ ہم کو والدین کے ساتھ حسن سلوک، راست گوئی، وفائے عہد اور ادائے امانت کا حکم دیتے ہیں۔ وہ ہمیں بتوں کی سرپرستی سے منع کرتے ہیں اور خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت کا حکم دیتے ہیں۔ ان کی یہ تعلیم ہم نے اس وجہ سے پسند

کی کہ ہمارے قلب نے اس کی تصدیق کی۔ قرآن پاک کو ہم نے اس کے اعجاز اور امتیاز کی وجہ سے کلام الہی جانا اور پھر اس پر عمل کیا تو ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی اور نبی صادق (خاتم النبیین ﷺ) کو انہوں نے تکلیف پہنچانی شروع کر دی۔ ان کے دشمن ہو گئے اور ان کے قتل کے منصوبے بنانے لگے۔ ہم وطن میں رہ کر مدافعت نہ کر سکتے تھے۔ اس لیے اپنی جانیں اور اپنا دامن بچا کر آپ کے پاس پناہ لینے کے لیے آگئے ہیں۔ حضرت جعفرؓ کی یہ باتیں سننے کے بعد نجاشی نے کہا "اگر واقعی یہ حالات ہیں تو ان کا ظہور اس مرکز نور سے ہوا ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ظہور ہوا تھا۔" حضرت جعفرؓ نے مزید فرمایا "رہا تعظیم کرنے کا سوال تو اس کے بارے میں رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اہل جنت کی "تحت" یعنی تعظیم "سلام" ہے۔ نیز سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جناب نے ہمارے خیالات دریافت فرمائے ہیں تو اس بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں۔ جو حضرت مریم علیہ السلام کی طرف القاء کیا گیا اور اسکی روح میں اور وہ پاک ستھری بتول کے فرزند ہیں۔" اس قدر سننے کے بعد نجاشی نے اپنے ہاتھ کو اوپر اٹھایا تو ہاتھ میں ایک تنکا تھا اور کہا "تمہارے بیان میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت میں اس تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے۔" اس کے بعد نجاشی نے حکم دیا "مشرکین عرب کے نمائندوں کو واپس کر دو اور نمائندہ وفد کو اس کے تمام تحائف بھی واپس کر دو۔" اور حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں سے کہا "آپ حضرات یہاں اطمینان سے رہیں اور اراکین مملکت کو ان لوگوں کے آرام و آسائش کی ہدایت کی اور دربار سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی۔"

7- بیہقی اور ابو نعیم نے بطریق موسیٰ بن عقبیٰ زہریؒ سے روایت کیا ہے کہ: "مشرکین مکہ مسلمانوں کی ایذا رسانی میں پوری شدت برت رہے تھے اور یہ شدت اس وقت اور زیادہ ہو گئی جب قریش کا وفد حبشہ سے ناکام لوٹا اور نجاشی نے مسلمانوں کو حبشہ میں امن وامان اور پورے احترام کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔ زہریؒ کہتے ہیں کہ "مشرکین مکہ نے جلسہ عام میں طے کیا کہ بنو ہاشم جب تک محمد (خاتم النبیین ﷺ) کو ہمارے سپرد نہ کر دیں گے اس وقت تک ان سے کوئی تعلق نہ رکھے۔ نہ کوئی ان سے رشتہ کرے، نہ میل جول رکھے اور نہ خرید و فروخت جائز رکھے۔ پھر اس قرارداد کو عہد نامہ کی شکل دے دی گئی اور کتاب بند کر کے قریش کے دستخط ہونے کے بعد خانہ کعبہ کی دہلیز پر آویزاں کر دیا گیا۔ ابولہب کے سوا جو اس مرحلے پر بنو ہاشم سے الگ ہو کر قریش سے مل گیا تھا۔ باقی تمام بنو ہاشم اور مسلمان لاچار اور مجبور ہو کر پہاڑ کے ایک درہ میں جس کا نام شعب ابوطالب تھا چلے گئے اور وہاں دو برس چار ماہ اس قدر اذیتوں کو جھیلا اور جاں سوز تکلیفوں کو برداشت کیا کہ جن کو سنا بھی نہیں جا سکتا۔ کھانے کا سامان جب ختم ہو گیا تو درختوں کے پتوں، چھال اور جانوروں کا خشک چمڑا اہال کر کھا لیتے۔ ان لوگوں میں عورتیں، بچے، بیمار اور بوڑھے سبھی شامل تھے۔ آخر ہشام بن عمرو اور زبیر بن ابوامیہ وغیرہ سرداران قریش کو بنو ہاشم پر ترس آ گیا۔ وہ خانہ کعبہ آئے اور ابولہب کی مخالفت کے باوجود اس عہد نامے کو چاک کر ڈالا۔ اس طرح بنو ہاشم تقریباً تین سال کے بعد اپنے گھروں کو لوٹے۔ ابن سعد نے اپنی روایتوں میں تفصیل دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ "عہد نامہ کی تمام عبارت کو دیکھنے کے بعد لیا تھا اور عہد نامہ کو لکھنے والے منصور بن عکرمہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔"

ابو نعیم نے عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم سے روایت کیا ہے کہ "اس مقاطعہ (قطع تعلق کرنے والے عہد نامہ) کو لکھنے والا منصور بن عکرمہ عبوری تھا۔ اس کا ہاتھ جب شل ہو گیا تو قریش اس کے ہاتھ کو دیکھ کر آپس میں کہا کرتے تھے کہ "ہم نے یقیناً بنو ہاشم کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ دیکھو منصور بن عکرمہ کو کیا دکھ پہنچا ہے۔"

8- ابو نعیم نے بہ طریق عروہ حضرت عثمان ابن عفانؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو قریش بہت زیادہ ایذا پہنچاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) طواف میں مصروف تھے قریش کے کچھ لوگ فقرے کہتے رہے۔ قریش حجرہ اسود کے قریب آگئے۔ جب حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) تیسرے چکر پر ان لوگوں کے پاس سے گزرے تو ان لوگوں نے پھر ناگواری کی باتیں کی آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "مشرکین قریش تم بازنہ آؤ گے۔ جب تک تم لوگوں کو عذاب الہی اپنی گرفت میں نہ لے لے گا۔" یہ سن کر مشرکین لرز گئے۔ اور خاموشی اختیار کر لی۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ "جب حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) طواف ختم کرنے کے بعد اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی انکے ساتھ رہا۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے ارشاد فرمایا "عثمان اللہ اپنے دین کو تمام باطل ادیان پر غالب فرمائے گا۔ اور وہ وقت آنے والا ہے کہ خدائے واحد کا کلمہ ان سب لوگوں کے قلب و جگر میں خون اور زندگی بن کر دوڑے گا۔"

9- بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عروہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا "رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو قریش نے جو تکالیف پہنچائی ان میں تم نے سب سے اہم چیز کونسی دیکھی؟" انہوں نے کہا "میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ سردار حجرہ اسود کے قریب جمع تھے اور حضور

پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے اسلام کی جو تحریک چلائی تھی اس کا ذکر کر رہے تھے اور پھر کہنے لگے کہ "ہم لوگوں نے اس بارے میں جس صبر اور برداشت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کی مثال کہیں نہیں ملے گی۔ محمد (خاتم النبیین ﷺ) نے ہمارے معزز سرداروں کو بے وقوف، ہمارے اسلاف کو گم کردہ راہ اور ہمارے مذہب کو باطل ٹھہرا یا ہے۔ ہماری حمیت اور قومی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ہمارے معبودوں کو باطل قرار دیا ہے مگر ہم ایسی دیوانگی کی باتوں پر صبر ہی کرتے رہے ہیں۔"

اتفاقاً اس وقت حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) اس طرف سے گزرے اور حجر اسود کو بوسہ دیا اور پھر ان لوگوں کے پاس سے گزر کر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ قریش کے ان سرداروں نے ان ناگوار باتوں کو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو ایذا دینے کے لئے جاری رکھا۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) چشم پوشی فرما رہے تھے۔ حضرت عبداللہ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میں نے حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے چہرہ مبارک سے ناگواری کے آثار دیکھ لیے۔ پھر جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) طواف کے دوسرے چکر میں ان کے قریب سے گزرے تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے پھر کوئی ناگوار بات سنی۔ لیکن پھر آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے درگزر فرمایا اور طواف جاری رکھا۔ تیسرے چکر پر کفار نے جب آواز کی تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے ٹھہر کر فرمایا "اے گروہ قریش! قسم اس ذات کی جو کل کائنات کا خالق ہے۔ یقیناً میں تمہارے پاس خاتمہ کے لئے آیا ہوں اور ہر برائی کو ختم کر دوں گا۔" قریش آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے غصے اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے عزم کو دیکھ کر لرز گئے۔ وہ دم بخود ہو گئے اور کہنے لگے "اے ابوالقاسم! آپ (خاتم النبیین ﷺ) ہمارے اس تمسخر کو سنجیدگی میں نہ لیں اور ہمیں معاف کر دیں۔"

10- ابن ابی شیبہ، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ جماعت قریش نے ابو جہل بن حکم سے کہا محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی دعوت دین عوامی تحریک کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ تم کسی ایسے شخص کو منتخب کرو جو سحر، کہانت اور شعر سے بخوبی واقف ہو۔ وہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس جائے اور ان کے عزائم اور ان کی اغراض کے بارے میں ان سے گفتگو کر کے ہمیں اطلاع دے۔ اس پر عتبہ نے کہا کہ میں سحر، کہانت (نجومی) اور شعر کی حقیقتوں سے بخوبی واقف ہوں۔ لہذا وہ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں آیا اور کہا "اے محمد (خاتم النبیین ﷺ)! آپ بہتر ہیں یا ہاشم؟" آپ (خاتم النبیین ﷺ) خاموش رہے۔ اس نے پھر کہا "اے محمد (خاتم النبیین ﷺ)! آپ بہتر ہیں یا عبدالمطلب؟" آپ (خاتم النبیین ﷺ) خاموش رہے۔ اُس نے پھر کہا "اے محمد خاتم النبیین ﷺ! آپ بہتر ہیں یا عبد اللہ؟" حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر عتبہ نے کہا "پھر کس لئے ہمارے اسلاف کو گمراہ اور ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہو؟ اے محمد خاتم النبیین ﷺ! اگر آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو حکومت و ریاست کی خواہش ہے تو ہم آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے لئے جھنڈا بلند کرتے ہیں۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو سردار بنا لیتے ہیں۔ اگر جنسی میلان ہے تو 10 ایسی عورتوں سے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی شادی کروادیتے ہیں جو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو محبوب ہوں۔ اگر دولت اور سرمایہ کی ضرورت ہے تو ہم آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں دولت کے ڈھیر کر دیتے ہیں۔ اتنا، جو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی ضرورت سے زیادہ اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی آئندہ نسلوں تک لئے کافی ہوگا۔" ان تمام باتوں پر بھی آپ (خاتم النبیین ﷺ) خاموش رہے۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے سمجھ لیا کہ عتبہ اب اپنا سلسلہ کلام ختم کر چکا ہے تو پھر آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے سورہ حم السجده کی آیت نمبر 1 سے آیت نمبر 13 تک تلاوت فرمائی:

ترجمہ: "اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔"

"یہ (قرآن پاک) اتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا۔ یہ ایک کتاب ہے جس کی آیات مفصل فرمائی گئی ہیں۔ عربی زبان میں، قرآن دانش مندوں کے لئے خوشخبری دیتا ہے۔ اور ڈر سناتا ہے (یعنی اللہ کے دوستوں کو خوشخبری اور اللہ کے دشمنوں کو عذاب کا) تو ان میں اکثر نے منہ پھیرا کہ (جیسے) وہ سنتے ہی نہیں۔ اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلا تے ہو (یعنی تمہاری باتیں ہماری عقل و شعور میں نہیں آتیں)۔ اور ہمارے کانوں میں پردہ، ٹینٹ (روٹی) ہے۔ اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے۔ تو تم اپنا کام کرو، ہم اپنا کام کرتے ہیں۔ تم فرماؤ، آدمی ہونے میں تو میں تم جیسا ہوں (یعنی میں بشری صورت میں تمہارے سامنے ہوں، تم جیسا ہوں۔ پھر تمہیں میری باتیں سمجھ کیوں نہیں آتیں؟) مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا ایک ہی معبود ہے تو تم اس کے حضور سیدھے رہو (اس کی اطاعت کرو) اور اس سے معافی مانگو (اپنے فساد، عقیدہ اور عمل کی)۔ اور خرابی ہے شرک والوں کو، وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے، ان کے لئے بے انتہا ثواب ہے۔ تم فرماؤ کیا تم لوگ اس کا انکار کر رہے ہو جس نے دودن میں زمین بنائی؟ (یہ اشارہ ہے کہ چاہے تو کن سے فیکوون کر دیتا اور ایک لمحہ سے بھی کم میں بنا دیتا)۔ اور اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو (یعنی شریک کرتے ہو)۔ وہ سارے جہانوں کا رب ہے۔ اور زمین میں اس نے ڈالے بھاری بوجھ

(یعنی پہاڑ)۔ اور زمین میں برکت رکھی (یعنی دریا) نہر، درخت، پھول، پھل اور جانور، قسم قسم کے حیوانات اور اس (زمین) میں اس کے بسنے والوں کے لئے روزیاں مقرر کیں۔ یہ سب ملا کر چاردن میں (یعنی دودن میں زمین کی پیدائش اور دودن میں یہ سب کچھ) ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو۔ پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا (یعنی بخارات بلند ہو رہے تھے) تو اس نے آسمان سے (دھوئیں سے) اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو جاؤ۔ خوشی سے یا چاہے ناخوشی سے۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ تو انہیں (آسمانوں کو) سات آسمان کر دیا دودن میں (یکل چھ دن ہوئے ان میں سب سے پہلا دن جمعہ ہے)۔ اور ہر آسمان میں اسی کے کام کے احکام بھیجے۔ اور ہم نے نیچے کے آسمان کو (آسمان دنیا کو) چراغوں سے (یعنی روشن ستاروں سے) آراستہ کیا۔ اور نگہبانی کے لئے (شیاطین سے نگہبانی کا انتظام کیا)۔ یہ (کلام) اس عزت والے علم والے کا بھیجا ہوا ہے۔ اب بھی اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے۔ جیسی کڑک عادا اور نمود پر آئی تھی۔“ جب حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) یہاں تک پہنچے تو عتبہ میں مجال سماعت نہ رہی۔ اُس نے قسم دے کر آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو آگے پڑھنے سے روک دیا۔ اور رحم کی بھیک مانگ کر کہنے لگا کہ اس کو ایسے عذاب سے دور رکھیں۔ وہ عادا و نمود کی کڑک والی تباہی کو جانتا تھا۔ پھر عتبہ یہاں سے اٹھ کر نہ اپنے گھر گیا اور نہ ہی ان لوگوں کے پاس پہنچا۔ اس پر ابو جہل نے قریش کے لوگوں سے کہا ”اے گروہ قریش! عتبہ ہمیں کہیں پر نظر نہیں آ رہا ہے۔ شاید وہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) پر مائل ہو گیا ہے۔ یا شاید اسے کوئی حاجت درپیش ہے۔“

پھر یہ تمام لوگ ابو جہل کے ساتھ مل کر عتبہ کے گھر آئے۔ عتبہ اس وقت تک گھر پہنچ گیا تھا۔ ابو جہل نے کہا ”عتبہ ہمارا خیال ہے تو کسی طمع کا شکار ہو کر محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی طرف مائل ہو گیا ہے۔ اگر تجھے مالی اعانت کی ضرورت ہے تو ہم اس کو پورا کرنے کے لئے تیار ہیں تاکہ تو پھر محمد (خاتم النبیین ﷺ) سے بے نیاز ہو جائے۔“ یہ سن کر عتبہ غضبناک ہو گیا۔ قسم کھا کر بولا ”میں محمد (خاتم النبیین ﷺ) سے کبھی بات نہ کروں گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ اس وجہ سے میں تم سے کسی قسم کی، یا کسی سے بھی کسی قسم کی مدد کا طالب نہیں ہوں۔ ہاں سنو! جب میں محمد (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس گیا تو انہوں نے ایسے کلام کے ساتھ جواب دیا کہ خدا کی قسم نہ تو ہر سحر ہے نہ کہانت (نجوم)۔ انہوں نے میرے جواب میں بڑھا بسبح اللہ الذین الذین۔۔۔ صاعقۃ عادا و نمود۔ اس کے بعد میں نے ان سے التجا کی اور انہیں آگے پڑھنے سے روک دیا۔ پھر میں نے ان سے رحم کی بھیک مانگی تاکہ وہ اس عذاب میں مجھے مبتلا نہ کریں جو عادا و نمود پر آتا تھا۔ اور یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) جو کچھ فرماتے ہیں وہ جھوٹ نہیں ہوتا۔ لہذا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔ میرا کہا مانو تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اور ان سے کسی قسم کا تعرض (اعتراض) نہ کرو۔ اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو ان کا ملک اور ان کی عزت اور تمہارا ملک تمہاری عزت ہوگی۔“

11- بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ”حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) ابو جہل اور ابوسفیان کے سامنے سے گزرے۔ ابو جہل نے کہا ”اے بنی عبد شمس یہ تمہارا نبی ہے۔“ اس پر ابوسفیان نے کہا ”تجب کیا ہے اگر ہم میں سے کوئی نبی ہوتا؟“ ابو جہل نے کہا ”تجب تو اس بات پر ہے کہ بوڑھے اور داناؤں کے درمیان ایک بچے نے نبوت کا اعلان کیا ہے۔“ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے ان دونوں کی باتیں سن لی اور فرمایا ”اے ابوسفیان! سن لو تم نے اللہ اور اس کے رسول پر غصہ اور غضب کا اظہار نہیں کیا لیکن تم نے اپنے اصل کی حمایت کی ہے اور اے ابو جہل (ابو جہل) سن لو خدا کی قسم تم ہنسو گے بہت کم اور رو گے بہت زیادہ۔“ یہ سن کر ابو جہل ڈر گیا۔

12- شیخین نے حضرت خبابؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ”میں رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس آیا۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) اس وقت خانہ کعبہ کے سائے میں چادر اوڑھے ہوئے کھڑے تھے۔ میں نے اس وقت دشمنان اسلام کی اذیت کے پیش نظر عرض کیا ”اے اللہ کے رسول! آپ (خاتم النبیین ﷺ) ہمارے لئے اللہ سے دعائیں فرماتے۔“ میری یہ بات سن کر حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) وہیں پر بیٹھ گئے اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا چہرہ انور سرخ ہو گیا اور فرمایا ”تم سے پہلے لوگ ایسے تھے جن کے جسموں سے لوہے کی کنگلیوں کے ذریعے ہڈیوں پر سے گوشت سونتتا (یا چھیلا) جاتا تھا مگر یہ تکلیف بھی ان کو اپنے دین اور عقیدوں سے برگشتہ نہ کر سکی اور بعض کے سروں پر آرا چلا یا جاتا تھا اور ان کو دو حصوں میں بانٹ دیا جاتا مگر یہ اذیت بھی ان کو ان کے مذہب اور دین سے نہ پھیر سکی۔ مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ اس دین کو اس طرح نافذ اور کلی طور پر نافذ فرمائے گا کہ ایک شخص صنعا سے حضرموت (دونوں مقامات کے نام ہیں جو ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر ہیں) تک سوار ہو کر چلے گا۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔“

اور پھر ایسا ہی ہوا۔ دین اسلام نافذ ہوا اور ایسا نافذ ہوا کہ اب قیامت تک یہی نافذ عمل رہے گا۔ (انشاء اللہ)

## جنات کا قبول اسلام اور معجزات

- 1- سورہ الاحکاف، آیت نمبر 29 میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ترجمہ: ”جب ہم نے آپ کی طرف کچھ جنوں کو بھیجا کہ وہ قرآن سنیں“۔ سورہ جن، آیت نمبر 1-2 میں ارشاد فرمایا: ترجمہ: ”آپ کہہ دیجئے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنوں میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر انہوں نے کہا ”ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست بتاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔“
- 2- ابوالقاسم شبلی حنفی نے اپنی کتاب ”احکام المرجان فی احکام الجان“ میں لکھا ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں جنوں کے حاضر ہونے کے چھ واقعات احادیث سے ثابت ہیں۔
  - i- پہلی مرتبہ مکہ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی ملاقات جنوں سے ہوئی۔ یہ واقعہ ابن مسعودؓ کی روایت سے ”ابوداؤد“ میں موجود ہے۔
  - ii- دوسری مرتبہ مکہ کی پہاڑی جوں پر آپ خاتم النبیین ﷺ کی ملاقات جنوں سے ہوئی۔
  - iii- تیسری مرتبہ مکہ کے پہاڑوں میں جنوں سے ملاقات ہوئی۔
  - iv- چوتھی مرتبہ بیق الفکردان دونوں موقعوں پر ابن مسعودؓ بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہمراہ تھے۔
  - v- پانچویں مرتبہ مدینے سے باہر جن ملے اس مرتبہ ابن زبیرؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہمراہ تھے۔
  - vi- چھٹی مرتبہ ایک سفر میں جنوں سے ملاقات ہوئی جبکہ حضرت بلالؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہمسفر تھے۔ (احکام المرجان فی احکام الجان)
- 3- ابن جریر اور حاکم نے بیہقی، ابو نعیم نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ”میں ایک روز رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے فرمانے کے مطابق ٹھہر گیا۔ پس حضور کریم خاتم النبیین ﷺ رات کو گھر سے روانہ ہوئے اور مجھے ساتھ رکھا۔ ہم مکہ کے بالائی حصہ میں پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرش زمین پر خط کھینچ کر ایک دائرہ بنایا۔ اور مجھے فرمایا ”اس دائرے کے اندر بیٹھ جاؤ۔“ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ تھوڑی دور گئے اور کھڑے ہو کر تلاوت قرآن شروع کر دی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو کثیر لوگوں نے آکر گھیر لیا۔ حتیٰ کہ وہ لوگ میرے اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے درمیان حائل ہو گئے۔ اب نہ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو دیکھ سکتا تھا اور نہ ہی تلاوت کی آواز سن سکتا تھا۔ پھر وہ اڑتے بادلوں کی طرح ٹکڑیوں میں روانہ ہو گئے۔ صرف ایک جماعت رہ گئی۔ اور انہوں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی امامت میں نماز فجر ادا کی۔ پھر وہ جماعت بھی رخصت ہو گئی۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اس کے بعد میرے پاس آئے اور اس کے بعد ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے سے آپ خاتم النبیین ﷺ نے ممانعت فرمادی۔“
- 4- ابو نعیم نے ابورجاء سے روایت کی ”ہم ایک سفر میں تھے چنانچہ ہم ایک چشمہ پر اترے اور خیمہ نصب کئے اور میں دوپہر میں قبیلہ کرنے کے لئے لیٹ گیا۔ کہ ایک سانپ برآمد ہوا اور خیمہ کے اندر ترپنے لگا میں نے یہ دیکھ کر چھاگل سے پانی لیا اور اس پر چھینٹا مارا وہ ساکن ہو گیا۔ مگر پھر ترپنے اور لوٹنے لگا۔ میں نے نماز عصر پڑھی تو اتنی دیر میں وہ سانپ مر گیا۔ میں نے ایک سفید کپڑے کا ٹکڑا لیا اور اس سانپ کو اس میں لپیٹ کر کفن دیا اور زمین میں گڑھا کھود کر اس کو دفن کیا۔ اس کے بعد ہم پھر سفر پر روانہ ہو گئے۔ اور دن کا بقیہ حصہ اور پوری رات سفر جاری رکھا۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے ایک چشمے کے کنارے پڑاؤ کیا اور میں آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا۔ کہ اچانک آوازیں سنیں جس میں کہا جا رہا تھا ”تم پر سلام ہو ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ نہیں، بلکہ دس مرتبہ، دس مرتبہ نہیں بلکہ سو مرتبہ نہیں بلکہ ہزار مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔“ میں نے زور سے پوچھا ”تم کون لوگ ہو؟“ انہوں نے کہا ”ہم جن ہیں۔ اللہ تم پر برکتیں نازل کرے تم نے ہم پر وہ احسان کیا ہے جس کا بدلہ دینے کی ہم استطاعت نہیں رکھتے۔“ میں نے ان سے پوچھا ”میں نے کون سا احسان تم پر کیا ہے؟“ انہوں نے بتایا ”وہ سانپ جو تمہارے سامنے مرا تھا۔ وہ ان سانپوں میں آخری تھا جس نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔“
- 5- ابو نعیم نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ سے روایت کی انہوں نے کہا ”حضرت عبداللہؓ کے اصحاب کی ایک جماعت حج کے لئے چلی۔ راستے میں انہیں ایک سفید سانپ زمین پر ترپتا ہوا ملا اس کے پاس سے خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے اپنے ہم سفر ساتھیوں سے کہا ”آپ لوگ اپنا سفر جاری رکھیں اور میں اس سانپ کا انجام دیکھ کر یہاں سے آگے بڑھوں گا۔“ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ سانپ مر گیا۔ میں نے اسے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر گزرگاہ سے الگ ایک طرف دفن کر دیا۔ اور پھر تیزی سے چل کر اپنے ساتھیوں سے جاملے۔ انہیں دنوں ہم بیٹھے تھے کہ مغرب کی طرف سے چار عورتیں آئیں۔ ان میں سے ایک نے کہا ”تم میں سے کس شخص نے عمر کو دفن کیا

ہے؟ ہم نے پوچھا ”عمر کون؟“ اس نے کہا ”وہ سفید سانپ جو دفن کیا گیا ہے“۔ میں نے کہا ”اس کو میں نے دفن کیا ہے۔“ میرے جواب کو سن کر خاتون نے کہا ”تم نے ایک ایسی جان کو دفن کیا ہے جو روزے دار، نماز کی پابندی کرنے والا، اور احکام الہی کی تبلیغ کرنے والا تھا اور ذات ختم رسول ﷺ پر اس کا ایمان تھا۔ اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے چار سو سال پہلے آسمانوں میں اس نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی حمد و ثنا اور تعریف سنی تھی۔“

یہ واقعہ سننے کے بعد ہم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر ہم حج کر کے واپس ہوئے تو مدینہ میں حضرت عمر بن خطابؓ سے ملے اور سانپ کا واقعہ بیان فرمایا۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا ”تم سچ کہتے ہو“۔

6- ابو نعیم نے ابی بن کعبؓ سے روایت کی ہے ”کچھ لوگ سفر حج پر روانہ ہوئے اور اثنائے سفر میں راستہ بھول گئے۔ جب نامعلوم راہ پر بھٹکتے رہے تو غذا ختم ہونے کی وجہ سے بھوک اور خشک و گرم جنگل کی بیاس سے نڈھال ہو کر مرنے کے قریب پہنچ گئے۔ پھر انہوں نے اپنے اپنے کفن پہن لئے اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ اس حالت میں ایک جن ان کے پاس آیا اور بتایا ”میں مسلمان ہوں اور رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے میں نے قرآن پاک سنا تھا“۔ اور حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کا قول ہے کہ ”مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے مددگار، خیر خواہ ہیں۔ وہ مصائب میں اپنے بھائی کو تنہا نہیں چھوڑتے۔“ یہ کہہ کر اس نے ہم سب کو پانی پلایا۔ پھر مناسب طریقے سے ہماری راہنمائی کی اور ہم کو سیدھے راستے پر ڈال دیا۔

7- بیہقی اور ابو نعیم نے چند واسطوں سے حضرت عمرؓ سے روایت کی ”ہم تہامہ کی ایک پہاڑی پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ضعیف شخص ہاتھ میں عصا لئے ہوئے حاضر ہوا اور اس نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو سلام کیا آپ خاتم النبیین ﷺ نے اسے جواب دیا۔ اس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس سے پوچھا ”تمہاری تعریف؟“ بوڑھے نے مودبانہ انداز میں عرض کیا ”میں ہامہ بن ہیثم بن الاقیس بن ابلیس ہوں۔“ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”اے ہامہ! تمہارے اور ابلیس کے درمیان صرف تین پشتوں کا فرق ہے۔ اے ہامہ! تم کتنے عمر سے اس عالم فانی میں زندگی بسر کر رہے ہو؟“ ہامہ نے عرض کیا ”حضور میں اپنی پوری زندگی بسر کر چکا ہوں۔ بس اب کوچ کا وقت نزدیک ہے۔ پھر کہا ”جب آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو میں بچہ تھا۔ میں اس زمانے میں فساد برپا کروا تا، اور قطع رحمی کی ترغیب دیتا تھا۔ میں ٹیلوں پر چڑھ جاتا تھا اور لوگوں کو کھانا خراب کر دیتا تھا“۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”جو بوڑھا ایسی باتیں کر چکا ہے وہ کتنا برا ہے اور جو جوان ایسے عمل کرتا رہا ہے وہ کتنا برا ہے۔“ اس بوڑھے نے کہا ”اے معصیت پوش اور خطا بخش خدا کے رسول خاتم النبیین ﷺ درگزر کا رویہ اختیار فرمائیے اور ملامت نہ کیجئے۔ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور ندامت کے ساتھ توبہ کر چکا ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام پر جب لوگ ایمان لائے تھے میں ان کے ساتھ مسجد نوح میں حاضر ہوتا تھا۔ اور میں نے نافرمان اور سرکش لوگوں پر بدعا کرنے سے ان کو روکنا چاہا تھا۔ میں ہمیشہ اپنی قوم کے حق میں ان کو بدعا کرنے پر ملامت کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک وہ خود بھی روتے اور مجھے بھی رلاتے اور فرماتے ”یقیناً میں اس پر ندامت کرنے والوں میں سے ہوں۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے نادانوں میں سے کرے۔“ میں نے عرض کیا ”اے نوح! میں نیک بخت ہابیل ابن آدم شہید کے خون میں شریک (بدگمانی ڈالنے میں) تھا۔ تو کیا آپ اپنے رب کے حضور میری مغفرت کی کوشش فرمائیں گے؟“ سیدنا نوح علیہ السلام نے جواب دیا ”ہامہ تم نیکی کا ارادہ رکھو اور نیکی کرتے رہو۔ اور یہ حسرت و ندامت دل سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو علم مجھے دیا ہے۔ میں اس کے ذریعے یہ جانتا ہوں کہ جس بندے نے ارتکاب گناہ کے بعد صدق دل سے توبہ کر لی یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔ توبہ اٹھو اور وضو کر کے دو گناہ پڑھو (دو نفل ادا کرو)۔“ میں نے اسی وقت اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر سیدنا حضرت نوح نے مجھے آواز دی۔ ”اے خوش قسمت ہامہ! سجدے سے سر اٹھا۔ تیری توبہ کی قبولیت آگئی ہے۔“ پھر میں مسلسل ایک سال تک اللہ کے حضور سجدہ شکر میں پڑا رہا۔ میں سیدنا حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان کے ایمانداروں کے ساتھ رہا اور میں اکثر ان کو منکروں اور کافروں پر بددعا کرنے کا مشورہ دیتا رہا۔ اور پھر اُس عہد (دور) کے سرکشوں کی زیادتی پر وہ بھی غم زدہ رہتے اور مجھے بھی کرتے۔“ میں سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی زیارت کو بکثرت جایا کرتا تھا۔ اور میں سیدنا یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکان امین میں تھا۔ اور میں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے جنگلوں میں ملاقات کی اور اب بھی ان سے ملا کرتا ہوں۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور آپ علیہ السلام نے مجھے تورات سیکھائی۔ اور فرمایا ”اگر میرے بعد آنے والے رسول حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے ملو تو ان کو میرا سلام پہنچا دینا۔“ چنانچہ میں نے سیدنا ابن مریم علیہ السلام سے ملاقاتیں کی اور ان کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا سلام پہنچایا۔ اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا ”اگر سیدنا محمد ﷺ سے شرف نیاز حاصل ہو تو ان کو میری طرف سے سلام اخلاص پہنچا دینا۔“

راوی کا بیان ہے کہ اس تہنیت و سلام کے پیام کو سنتے وقت حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی آنکھیں بھگی شروع ہوئیں۔ اور پیغام کے آخری الفاظ کو سنتے وقت تک آنکھیں اشک ریز ہو گئیں۔ اور آواز گریہ میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ جواب کے الفاظ یہ تھے۔ ”جب تک دنیا کا قیام و بقا ہے برادر م سیدنا حضرت عیسیٰ پر سلام ہو۔ اے ہامہ! حق امانت ادا کرنے پر تم پر بھی سلام ہو“۔ اس کے بعد ہامہ نے عرض کیا ”اے اللہ کے آخری رسول ﷺ میں اب تک شریعت موسوی پر عمل کرتا رہا ہوں۔ جس کی تعلیم بذریعہ توریت مجھے صاحب توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی تھی“۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اس کے جواب میں ہامہ کو سورہ واقعہ، سورہ المرسلات، سورہ عمہ یتساءلون، سورہ تکویر، معوذتین اور سورہ اخلاص کی تعلیم فرمائی اور پھر فرمایا ”ہامہ تم کو جب کوئی ضرورت پیش آئے میرے پاس آنا اور مجھ سے رابطہ رکھنا“۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا ”حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی وفات کے بعد ہامہ کی کوئی خبر معلوم نہیں ہوئی۔ اس لئے میں یہ نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہیں یا وفات پا چکے ہیں“۔

8- علامہ بیہقی نے اسید سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ”حضرت عمر بن عبدالعزیز سفر مکہ کے دوران ایک بیابان سے گزرے ان کی نظر ایک مردہ سانپ پر پڑی انہوں نے اپنے ساتھی سے فرمایا ”زمین کھودنے کا اوزار لاؤ۔ پس انہوں نے زمین کھودی اور مردہ سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا اس کے بعد ایک آواز سنی گئی ”سرق تم پر اللہ مہربان ہو میں شہادت دیتا ہوں کہ رسول خاتم النبیین ﷺ کی وہ پیش گوئی آج پوری ہو گئی جس میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا ”اے سرق تم ایک غیر آباد جنگل میں مروگے اور میری امت میں اس وقت جو سب سے بہتر شخص ہوگا۔ وہ آ کر تم کو دفن کرے گا“۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ہاتف سے سوال کیا ”اے شاہد اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے تم کون ہو؟“ جواب ملا ”اے ملت اسلامیہ کے صالح سردار! میں ایک جن ہوں۔ اور جس شخص کو آپ نے دفن کیا ہے وہ بھی ایک جن تھا۔ جس کا نام سرق تھا اب صرف میں اور سرق دو ایسے جن زندہ تھے جنہوں نے براہ راست دست نبوت پر بیعت کی تھی۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا۔“ اے سرق تم ایک بیابان میں مروگے اور میری امت کا بہترین شخص تم کو دفن کرے گا“۔

9- خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا ”میں نے رسول کریم خاتم النبیین ﷺ کی تین باتیں ایسی دیکھی ہیں کہ اگر آپ خاتم النبیین ﷺ قرآن نہ لاتے تو بھی میں آپ خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لاتا:

(1) پہلی بات یہ کہ صحرائیں ہم ایک جگہ پہنچے جس کے آگے راستہ بند تھا نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے مجھ سے کہا ”اے جابر! ان درختوں کو جا کر کہو کہ دونوں آپس میں مل جائیں تو دونوں درخت باہم مل گئے۔ حتیٰ کہ دونوں کی ایک جڑ معلوم ہونے لگی۔ رفع حاجت کے بعد رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے وضو کیا اور میں نے ان کی طرف سبقت کی اور میں دل میں سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ مجھے وہ شے دکھائے جو آپ خاتم النبیین ﷺ کے شکم اقدس سے باہر آئی ہے۔ اور میں اسے کھا لوں۔ جب میں نے زمین کو دیکھا تو صاف شفاف تھی۔ میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ خاتم النبیین ﷺ نے آب دست نہیں کیا؟“ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”ہاں لیکن ہم گروہ انبیاء میں ہیں۔ اور زمین کو یہ حکم دیا گیا کہ جو کچھ بھی بول و برازی کی قسم سے ہمارے اجسام سے نکلے وہ اسے محفوظ کر لے۔“ اس کے بعد دونوں درخت جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔

(2) دوسری بات یہ کہ ہم سفر میں تھے کہ اچانک کالے رنگ کا زرناسپ سامنے آیا۔ اور اس نے اپنا سر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے گوش مبارک پر رکھا۔ اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنا دہن اقدس اس کے کان پر رکھا اور اس سے سرگوشی میں کلام فرمایا۔ اس کے بعد وہ سانپ ایسا غائب ہوا گویا زمین نے نگل لیا۔ میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ ہم تو آپ خاتم النبیین ﷺ کی اس حالت سے ڈر گئے تھے“۔ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”یہ جنات کا قاصد تھا وہ ایک سورۃ کو بھول گئے تھے انہوں نے اپنا قاصد میرے پاس بھیجا اور میں نے انہیں وہ سورۃ یاد دلا دی“۔

(3) تیسری بات یہ کہ ہم ایک گاؤں میں پہنچے تو ہمارے پاس وہاں کچھ لوگ ایک لڑکی کو لے کر آئے۔ وہ لڑکی ایسی تھی گویا کوئی چمکتے چاند کا تارا۔ جس کو بادلوں نے چھپا رکھا ہو۔ وہ لڑکی مجھ سے تھی (پانگلوں کی طرح) اس کے گھر والوں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ اس کی حالت پر رحم فرمائیے“۔ حضور کریم خاتم النبیین ﷺ نے دعا فرمائی اور اس جن سے جو اس لڑکی پر سوار تھا کہا ”تجھ پر افسوس ہے اس پر سے دور ہو جا۔ تو جانتا ہے کہ میں محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں“ تو وہ لڑکی فوراً ٹھیک ہو گئی۔

\*\*\*\*\*

## حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے اپنے بعد کے واقعات کی خبر دی

- 1- نمازوں میں وسوسہ:- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "شیطان جزیرۃ العرب میں نماز پڑھنے والوں سے مایوس ہو گیا ہے کہ وہ اسے پوچھیں۔ البتہ شیطان نمازیوں کے درمیان "تحریش" یعنی امور مکروہہ کی رغبت دلاتا رہے گا۔" (مشکوٰۃ المصابیح، حدیث نمبر: 72)
- 2- کمزور اور ضعیف:- ترمذی اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "کتنے ہی کمزور بندے ایسے ہیں جن کو لوگ ضعیف جانتے ہیں اور ان کے جسموں پر صرف دو چادریں ہوتی ہیں لیکن اگر وہ اللہ کی قسم دے دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسموں کو ضرور پوری فرمادے۔ ان حضرات میں سے ایک حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔"

چنانچہ حضرت براء بن مالکؓ نے تستر کے میدان میں کفار سے مقابلہ کیا۔ مگر مسلمان منتشر ہو گئے۔ مسلمانوں نے براءؓ سے کہا "اے براءؓ! بلاشبہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا ہے "اگر تم اللہ تعالیٰ کی قسم دے دو تو اللہ تعالیٰ تمہاری قسم ضرور پوری کر دے۔ لہذا اب آپ اپنے رب کو قسم دیجئے۔" تو انہوں نے کہا "اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تم ہم کو ان کی شانے دے گا تو وہ پشت پھیر کر فرار ہو جائیں گے۔" اس کے بعد کفار مسلمانوں سے قنطرۃ السوس پر مقابل ہوئے اور انہوں نے مسلمانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی۔ تو مسلمانوں نے کہا "اے براء! اپنے رب کو قسم دیجئے۔" تو انہوں نے کہا "اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تم ہم کو ان کی شانے دے تو وہ شانے ہمیں دے دیں (یعنی سخت لڑائی ہو) اور مجھے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ میں ملا دے۔" اس کے بعد مسلمانوں نے حملہ کیا اور فارس کفار کو زبردست شکست ہوئی اور حضرت براءؓ شہید ہو گئے۔

- 3- محدثین:- طبرانی میں اوسط میں ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے کس نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ اس نبی کی امت میں محدثین ہوتے ہیں۔ اگر میری امت میں محدثین میں سے کوئی ہے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) محدثین کیسے ہوتے ہیں؟" آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "فرشتے ان کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔"
- 4- دراز دست:- مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "تم ازواج میں سے وہ زوجہ مجھے سب سے پہلے ملے گی جو تم میں سب سے زیادہ دراز دست ہے۔" تو ہم ناپتے تھے کہ کس کے ہاتھ طویل ہیں۔ تو وہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھی کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے عمل کرتیں اور صدقہ خیرات دیا کرتیں۔ یعنی وہ صدقہ و خیرات میں سب سے زیادہ دراز دست تھیں۔"
- 5- حق کی توفیق:- ابن عساکر نے عبید اشجعی سے روایت کی انہوں نے کہا "جب حضرت عثمانؓ نے قرآن پاک کے نسخوں کی کتابت کروائی تو حضرت ابو ہریرہؓ نے ان سے کہا "آپؓ نے راہِ ثواب اختیار کی اور آپؓ نے توفیق حق پائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) سے سنا ہے۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) فرماتے تھے "میری امت میں مجھ سے زیادہ محبت رکھنے والے لوگ جو میرے بعد آئیں گے وہ ہیں جو بغیر دیکھے مجھ پر ایمان رکھیں گے اور جو "ورق معلق" میں ہے اس پر عمل کریں گے۔" میں دل میں سوچتا ہوں "ورق معلق" کیا ہوگا۔ یہاں تک کہ میں نے مصاحف قرآنیہ کو دیکھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر بہت تعجب کیا اور حکم دیا "حضرت ابو ہریرہؓ کو دس ہزار درہم دیے جائیں" اور فرمایا "خدا کی قسم! میں نہیں جانتا تھا کہ تم ہم سے نبی کی حدیث کو روک کر رکھو گے۔"
- 6- حضرت اویس قرنیؓ کی خبر:- مسلم نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی انہوں نے کہا "رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے ہم سے ارشاد فرمایا "اہل یمن کا ایک شخص تمہارے پاس آئے گا اور یمن میں صرف اپنی والدہ ہی کو چھوڑ کر آئے گا۔ اس کے جسم پر سفیدی تھی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اسے دور کرنے کی دعا کی۔ تو وہ سفیدی اس سے جاتی رہی۔ صرف ایک دینار کے برابر سفیدی باقی ہے۔ اس کا نام اویسؓ ہے۔ تم میں سے جو کوئی اس سے ملاقات کرے اسے چاہیے کہ اس سے مغفرت کی دعا کی درخواست کرے۔"

- 7- رافع بن خدیجؓ کی شہادت کی خبر:- ابن سعد اور بیہقی نے بطریق صحیحی بن عبدالمعید بن رافع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا "مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ رافع کو یوم احد یا یوم حنین ان کی چھاتی میں تیر لگا۔ وہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس آئے اور کہا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) تیر کو نکال دیجئے۔" حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اے رافع! اگر تم چاہو تو میں تیر اور اس کے پیکان کو نکال دوں اور اگر تم چاہو تو میں تیر کو نکال دوں اور اس کی پیکان کو رہنے

دوں تاکہ میں قیامت کے دن تمہارے شہید ہونے کی گواہی دوں۔" رافع نے عرض کیا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) تیر کو نکال دیجئے اور پیکان کو رہنے دیجئے اور میرے شہید ہونے کی گواہی قیامت کے دن دیجئے کہ میں شہید ہوں۔" تو وہ اس کے بعد زندہ رہے یہاں تک کہ جب امیر معاویہؓ کا زمانہ آیا تو وہ زخم پھٹا اور اس سے ان کی وفات ہو گئی۔"

8- حضرت ابوذر غفاریؓ کی خبر:- حاکم و ابو نعیم نے ام زُرّ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا "حضرت ابوذرؓ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا "میں نے رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) سے سنا ہے (اس وقت ہم بہت لوگ ان کے پاس موجود تھے) آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "تم میں سے ایک شخص بیابان سرزمین میں فوت ہوگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت آکر اس کو دفن کرے گی۔" اب بقایا لوگوں میں سے سب لوگ فوت ہو چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں ہی یہاں بیابان میں فوت ہوں گا۔ تم سرراہ انتظار کرو۔" ام زُرّ نے کہا "اس زمانے میں لوگ کہاں سے آئیں گے؟ حجاج گزر چکے ہیں، راستہ رک چکا ہے۔" ہم اس حال میں بات کر رہے تھے تو وہ وفات پا گئے۔ اچانک چند سواروں کو میں نے اونٹوں پر دیکھا۔ میں نے ہاتھ اور کپڑے سے اشارہ کیا۔ وہ لوگ تیزی سے ہماری طرف آئے۔ پھر انہوں نے حضرت ابوذرؓ کے بارے میں پوچھا۔ وہ نیچے اترے اور انہوں نے حضرت ابوذرؓ کو کفنایا اور دفنایا۔"

9- ام ورقہؓ کی شہادت کی خبر:- ابو داؤد و ابو نعیم نے جمیع اور عبد الرحمن بن خالد انصاری سے اور ان دونوں نے ام ورقہ بن نوفل سے روایت کی کہ "نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) جب بدر گئے۔ تو میں نے کہا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) مجھے بھی غزوہ بدر میں اپنے ساتھ جانے کی اجازت فرما دیجئے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت نصیب کر دے۔" آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "تم اپنے گھر بیٹھی رہو اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت نصیب فرمادے گا۔" ان کی شہادت کا واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہیں تھیں۔ ان کا ایک غلام اور باندی رات کے وقت ان کے پاس آئے۔ ایک چادر سے ان کا گلا گھونٹا۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ تھا انہوں نے دونوں کو سولی کا حکم دیا۔ یہ دونوں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سولی چڑھنے والے تھے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "آؤ شہیدہ کی زیارت کریں۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے سچ فرمایا تھا۔"

10- فتنوں میں رکاوٹ:- بزاز، طبرانی اور ابو نعیم نے مظعونؓ سے روایت ہے کہ عثمان بن مظعونؓ نے فرمایا "میں نے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) سے سنا ہے۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے حضرت عمر فاروقؓ کی بابت فرمایا کہ "عمر فتنوں کی رکاوٹ ہیں۔ جب تک یہ زندہ رہیں گے اس وقت تک تم میں اور فتنوں کے درمیان دروازہ مضبوطی سے بند رہے گا۔"

11- حرج:- بیہقی نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کیا کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "قیامت سے پہلے حرج واقع ہوگا۔" صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) حرج کیا؟" فرمایا "قتل" پھر فرمایا "قتل مشرکوں کا نہیں ہوگا۔ مسلمان ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔"

12- حضرت ابو درداءؓ کی وفات کی خبر:- بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا "میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا ہے کہ "بہت سے لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے۔" آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "ہاں۔۔۔ لیکن تم ان میں سے نہیں ہو۔" چنانچہ حضرت ابو درداءؓ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پہلے فوت ہو گئے۔"

13- جنگ جمل کی خبر دینا:- (جنگ جمل حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان ہوئی)

حاکم و بیہقی نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا "نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے بعض امہات المؤمنین کے خروج کا ذکر کیا تو حضرت عائشہؓ نہیں۔ اس پر نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اے حمیرا! دھیان رکھنا تم ان میں سے نہ ہونا۔" اس کے بعد حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "اگر تمہیں ان حالات کا سامنا کرنا پڑے تو ان کے ساتھ نرمی برتنا۔"

14- امام احمد و بزاز اور طبرانی نے ابو رافع سے روایت کیا ہے "رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے حضرت علیؓ سے فرمایا "عنقریب تمہارے اور حضرت عائشہؓ کے درمیان ایک واقعہ ہوگا۔ لہذا جب اس واقعہ کا ظہور ہو تو ان کو امن کی جگہ واپس کر دینا۔"

15- ابو نعیم نے عبد السلام سے روایت کی کہ انہوں نے کہا "حضرت علیؓ نے یوم جمل حضرت زبیرؓ سے فرمایا "میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم نے رسول

پاک (خاتم النبیین ﷺ) سے یہ نہیں سنا آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا تھا "تم مجھ سے ضرور جنگ کرو گے۔ حالانکہ تم ان کے معاملے میں ظالم ہو گے۔" اس کے بعد علیؑ کو تم پر فتح حاصل ہو جائے گی۔" حضرت زبیرؓ نے فرمایا "یقیناً" میں نے یہ سنا ہے اور اب میں ہرگز تم سے جنگ نہیں کروں گا۔" (اس کے بعد آپ میدان جنگ سے چلے گئے تھے۔)

## 16- جنگ صفین ومنہروان کی خبر دینا: (جنگ صفین حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت علیؑ کے درمیان ہوئی)

ابو بعلیٰ وحاکم نے صحیح بتا کر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے حضرت علیؑ سے فرمایا "میرے بعد تمہیں بڑی تکلیفیں پہنچیں گی۔" انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! کیا مجھے اپنے دین کی سلامتی کے لیے یہ تکلیفیں پہنچیں گی؟" آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "ہاں۔"

17- حمیدی، ابن ابی عمر، بزار، ابو بعلیٰ، ابن حبان، حاکم اور ابو نعیم نے ابوالاسود ویلی سے روایت کی "حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت علیؑ کے پاس آئے۔ اس وقت حضرت علیؑ نے اپنی رقاب میں پاؤں رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ "آپ عراق نہ جائیں کیونکہ وہاں پر آپ کو تلواروں کی نوک سے تکلیف پہنچے گی۔" یہ سن کر حضرت علیؑ نے فرمایا "مجھے رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے تم سے پہلے اس کی خبر دے دی ہے۔"

18- بیہقی اور ابو نعیم نے ابو عبیدہ بن الجراحؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا "رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "یہ دین ہمیشہ معتدل اور عدل و انصاف پر قائم رہے گا۔ البتہ بنی امیہ کا ایک آدمی جس کا نام یزید ہے اس میں رخنہ ڈال دے گا۔"

19- فتنوں کا ظہور:- ابو نعیم نے معاذ بن جبلؓ سے روایت کی کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اندھیری رات کے ٹکڑے کی مانند فتنے اٹھیں گے۔ جب ایک رسول گیا۔ دوسرا رسول آگیا۔ نبوت منسوخ ہو گئی، بادشاہت آگئی۔ اے معاذ! یاد رکھو اور گنو۔" پھر جب پانچ تک پہنچے تو فرمایا "یزید۔۔۔ اللہ تعالیٰ یزید میں برکت نہ دے۔" اس کے بعد آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا "مجھے امام حسینؓ کی شہادت کی خبر دی گئی ہے۔ ان کے مقتل کی مٹی لائی گئی ہے۔ مجھے ان کے قاتل کی خبر دی گئی ہے۔" اس کے بعد جب شاردس تک پہنچی تو فرمایا "ولید اسلامی شریعت کو ڈھانے والا ہوگا۔ اس کے اہل بیت کا ایک آدمی اس کا خون بہائے گا۔"

20- مدینے کے عالم:- حاکم نے صحیح بتا کر حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "عنقریب لوگ اونٹوں کا جگر پھاڑ کر دور دراز کا سفر کریں گے۔ مگر مدینہ منورہ کے عالم سے زیادہ عالم کسی کو نہ پائیں گے۔" سفیان نے کہا "ہمارا خیال ہے کہ وہ مدینہ کے عالم مالک بن انسؓ ہیں۔"

21- قریش کے عالم:- طیبی اور بیہقی نے المعروف میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ "رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "قریش کو گالی نہ دو۔ کیونکہ ان کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔" امام احمد بن حنبلؓ نے فرمایا "یہ عالم قریش حضرت امام شافعیؒ ہیں۔ اس لئے کہ جو علم روئے زمین پر امام شافعیؒ سے پھیلا ہے وہ کسی قریشی صحابی کے علم سے نہیں پھیلا۔"

22- جناب اور زید الخیر:- ابن مندہ اور ابن عساکر نے بریدہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ "رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "جناب بھی کتنا عجیب جناب ہے اور زید کتنا اقطع خیر ہے۔" ان دونوں کے بارے میں صحابہ کرامؓ نے پوچھا تو فرمایا "جناب ایک کاری ضرب لگائے گا کہ وہ ضرب میں ایک امت ہوگا اور زید میری امت کا ایسا شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے جسم سے ایک عرصہ پہلے جنت میں جائے گا۔"

حاکم نے حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ کوفہ کے گورنر نے ایک جادوگر بلوایا اور وہ لوگوں کو اپنا کرتب دکھا رہا تھا۔ حضرت جنابؓ کو اطلاع ملی اور وہ اپنی تلوار لے کر چلے۔ جب اسے دیکھا تو اپنی تلوار کی ایک ضرب لگائی۔ اس سے پہلے جادوگر کہہ رہا تھا "دیکھا میں مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں۔" حضرت جنابؓ نے ضرب لگاتے ہوئے کہا "اب اپنے آپ کو زندہ کر۔" لوگ ان کے پاس سے بھاگنے لگے۔ حضرت جنابؓ نے فرمایا "اے لوگو! ڈرو نہیں مجھے صرف جادوگر کو کہہ ہی مارنا تھا۔"

ابن عساکر نے حارث عور سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا "رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے جن زید الخیر کا ذکر فرمایا تھا وہ زید بن صومان تھے۔ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "میرے بعد تابعین میں سے ایک زید الخیر ہے۔ وہ اپنے جسم کا ایک حصہ بیس سال پہلے جنت میں بھیجے گا۔" چنانچہ اس کا بابا یاں ہاتھ نہاوند میں قطع ہوا (جنگ قادسیہ میں) اس کے بعد وہ 20 سال زندہ رہے۔ پھر حضرت علیؑ کے سامنے جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ زید بن صومان نے شہید ہونے سے پہلے فرمایا "میں اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آسمان سے نکلا ہے اور مجھے اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہا ہے اور میں اس سے ملنے والا ہوں۔"

**23- اہل حرہ کے قتل کی خبر:-** بیہقی نے ایوب بن بشیر معادی سے روایت کی کہ "رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) ایک سفر میں تشریف لے چلے اور جب "حرہ زہرہ" میں پہنچے تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے ٹھہر کر انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ صحابہؓ نے اس کی وجہ دریافت کی۔ تو فرمایا "میرے صحابہؓ کے اچھے اچھے حضرات حرہ میں قتل کیے جائیں گے۔"

بیہقی نے حسن سے روایت کی انہوں نے کہا "حرہ کا دن آیا تو اہل مدینہ یہاں تک قتل کیے گئے کہ قریب تھا کہ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔"

بیہقی نے مالک بن انسؒ سے روایت کی انہوں نے کہا "یوم حرہ میں سات سو حافظ قرآن شہید کیے گئے۔ جن میں تین سو صحابی تھے۔ یہ واقعہ یزید کی حکومت میں ہوا۔"

**24- بے وقت نمازیں:-** بیہقی وابونعیم نے ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا "رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "میرے بعد تمہارے پاس ایسے لوگ ہوں گے جو سنت کے نور کو بچھا دیں گے اور علانیہ بدعت کو رواج دیں گے اور نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کر دیں گے۔"

ابن ماجہ نے بروایت عبادہ بن صامتؓ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) سے روایت کی حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "ایسے امراء ہوں گے جن کو دنیا مشغول رکھے گی۔ وہ نمازوں کو ان کے وقت سے مؤخر کر دیں گے۔ تم ان کے ساتھ نفلی نماز پڑھا کرنا۔ (فرائض کو گھروں میں اپنے وقت پر پڑھا کرنا)۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ "ایسا کرنے والے امراء بنی امیہ تھے۔ کیونکہ وہ امراء نمازوں کو مؤخر کرنے کے عادی ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے نمازوں کو ان کے اوقات میں شروع کیا۔"

**25- جہاد:-** ابونعیم وابن عساکر نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے "حبیب بن مسلمہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے دربار میں جہاد کرنے کے ارادے سے مدینہ منورہ آئے۔ مگر اس کے باپ نے اس کو مدینہ میں ہی پکڑ لیا اور مسلمہؓ نے کہا "اے نبی اللہ! اس کے سوا میرا کوئی فرزند نہیں ہے۔ یہی میرے مال، میری زمین اور میرے گھر بار کا انتظام کرتا ہے۔" نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے حبیب بن مسلمہؓ کو ان کے والد کے ساتھ واپس کر دیا۔ فرمایا "ممکن ہے اسی سال تم خود مختار ہو جاؤ اور تمہیں روکنے والا کوئی نہ رہے۔ لہذا اے حبیب! تم اپنے باپ کے ساتھ واپس چلے جاؤ۔" وہ چلے گئے۔ اور مسلمہؓ اسی سال فوت ہو گئے۔ پھر اسی سال حبیبؓ نے جہاد کیا۔"

**26- حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کا ارشاد کہ "میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی:-"** حاکم اور بیہقی نے حضرت معاویہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا "اہل کتاب اپنے دین میں 72 فرقوں میں بٹ گئے اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور سب کے سب جہنم میں جائیں گے۔ بجز ایک فرقے کے اور وہ فرقہ اہل سنت والجماعت ہے۔ میری امت میں ایسے لوگوں کا ظہور ہوگا جن کے ساتھ خواہشات اس طرح چھٹی ہوگی جس طرح کتا اپنے مالک سے چپٹتا ہے اور ان لوگوں کی کوئی رگ اور کوئی جوڑا ایسا نہ رہے گا جس میں خواہشات داخل نہ ہوں۔"

طبرانی نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اس وقت تم کیا کرو گے؟ جب یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی تمام جہنمی ہوں گے۔" میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) یہ کب ہوگا؟" فرمایا "جب رزیلوں کی کثرت ہوگی اور باندیاں مالک ہوں گی اور بوجھ اٹھانے والے (جاہل اور بے علم) ممبروں پر بیٹھیں گے اور قرآن کو مزامیر بنایا جائے گا (ساز سے پڑھا جائے گا)، مسجدیں نقش و نگار سے آراستہ کی جائیں گی، اونچے اونچے ممبر ہوں گے، مال غنیمت کو دولت بنا لیا جائے گا، زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھ لیا جائے گا، امانت غنیمت ٹھہرائی جائے گی، دین میں غور و خوض غیر اللہ کی خوشنودی کے لیے ہوگا، مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا، بیٹا ماں کا نافرمان ہوگا، وہ اپنے باپ کو دور پھینکے گا، اس کی دوست کینے اور ذلیل ہوں گے، اس امت کے بعد والے لوگ اپنے پہلے والے لوگوں پر لعنت کریں گے، قبیلے کا سردار ان کا فاسق ہوگا، قوم کا مدبر ان کا ذلیل شخص ہوگا اور آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے گی۔ جس دن یہ باتیں ہوں گی اس وقت یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور لوگ شام کی طرف بے چینی سے بھاگ جائیں گے۔" میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کیا شام فتح ہو جائے گا؟" حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "شام تو عنقریب فتح ہو جائے گا۔ شام کی فتح کے بعد قنوں کا ظہور ہوگا۔"



## حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے مکتوب گرامی

حضور نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے خصائص نبوت میں سے ایک نمایاں ترین خصوصیت یہ ہے کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا لایا ہوا دین قیامت تک کل انسانیت کے لیے ہدایت و نجات کا واحد ذریعہ ہے۔ حضور نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے جب تبلیغ و اشاعت اسلام کا ارادہ فرمایا تو مختلف اقوام و ممالک کے بادشاہوں، امراء، رؤساء کی جانب خطوط بھیجے۔

بخاری و مسلم نے حضرت حسنؓ سے روایت کی "رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے قیصر (شاہ روم)، کسری (شاہ فارس)، نجاشی (شاہ حبشہ) اور تمام دنیاوی سربراہوں کے نام مکتوب شریف روانہ کیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت دی۔"

ابن سعد نے بریدہ، زہری، یزید بن رومان اور شعبی سے روایت کی کہ "رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے چند افراد کو چند بادشاہوں کی طرف بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی انہیں دعوت دیں۔ تو ان قاصدوں میں سے ہر شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اسی زبان میں گفتگو کرتا تھا جس زبان والوں کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔"

### 1- قیصر شاہ روم (ہرقل) اور مکتوب گرامی:-

صحیح بخاری میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں اس گرامی نامہ کی نص مروی ہے، جسے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے ہرقل شاہ روم کے پاس روانہ فرمایا تھا۔ وہ مکتوب یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی جانب سے ہرقل عظیم روم کی طرف! اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ تم اسلام لاؤ، سالم رہو گے۔ اسلام لاؤ اللہ تمہیں تمہارا اجر دو بار دے گا۔ اور اگر تم نے روگردانی کی تو تم پر آریسیوں (رعایا) کا (بھی) گناہ ہوگا۔ اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کو نہ پوجیں۔ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں۔ اور اللہ کے بجائے ہمارا بعض بعض کورب نہ بنائے۔ پس اگر لوگ رخ پھیریں تو کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔" (صحیح بخاری ۱/۴، ۵)

حضرت دحیہ کلبی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے نامہ بر تھے: اس گرامی نامہ کو پہنچانے کے لیے دحیہ بن خلیفہ کلبی کا انتخاب ہوا۔ آپ نے انہیں حکم

دیا کہ وہ یہ خط سربراہ بصری کے حوالے کر دیں۔ اور وہ اسے قیصر کے پاس پہنچا دے گا۔ اس کے بعد جو کچھ پیش آیا اس کی تفصیل صحیح بخاری میں ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ ان کا ارشاد ہے کہ ابوسفیان بن حرب نے ان سے بیان کیا "ہرقل نے اس کو قریش کی ایک جماعت سمیت بلوایا۔ یہ جماعت صلح حدیبیہ کے تحت رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) اور کفار قریش کے درمیان طے شدہ عرصہ امن میں ملک شام کی تجارت کے لیے گئی ہوئی تھی۔ یہ لوگ ایلیاء (بیت المقدس) میں اس کے پاس حاضر ہوئے۔ ہرقل نے انہیں اپنے دربار میں بلایا۔ اس وقت اس کے گرداگرد روم کے بڑے بڑے لوگ تھے۔ پھر اس نے ان کو اور اپنے ترجمان کو بلا کر کہا "یہ شخص جو اپنے آپ کو نبی سمجھتا ہے اس سے تمہارا کونسا آدمی سب سے زیادہ قریبی نسب تعلق رکھتا ہے؟" ابوسفیان کا بیان ہے کہ میں نے کہا "میں اس کا سب سے زیادہ قریب النسب ہوں"۔ ہرقل نے کہا "اسے میرے قریب کر دو۔ اور اس کے ساتھیوں کو بھی قریب کر کے اس کی پیٹھ کے پیچھے بٹھا دو"۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا "میں اس شخص سے اس آدمی (نبی) خاتم النبیین ﷺ کے متعلق سوالات کروں گا۔ اگر یہ جھوٹ بولے تو تم لوگ اسے جھٹلا دینا"۔ ابوسفیان کہتے ہیں "اللہ کی قسم! اگر جھوٹ بولنے کی بدنامی کا خوف نہ ہوتا تو میں آپ کے متعلق یقیناً جھوٹ بولتا"۔ ابوسفیان کہتے ہیں "اس کے بعد پہلا سوال جو ہرقل نے مجھ سے آپ کے بارے میں کیا وہ یہ تھا کہ تم لوگوں میں اس کا نسب کیسا ہے؟" میں نے کہا "وہ اونچے نسب والا ہے"۔ ہرقل نے کہا "تو کیا یہ بات اس سے پہلے بھی تم میں سے کسی نے کہی تھی؟" میں نے کہا "نہیں"۔ ہرقل نے کہا "کیا اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے؟" میں نے کہا "نہیں"۔ ہرقل نے کہا "اچھا تو طاقتور لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے یا کمزوروں نے؟" میں نے کہا "کمزوروں نے"۔ ہرقل نے کہا "یہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟" میں نے کہا "بڑھ رہے ہیں"۔ ہرقل نے کہا "کیا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اس دین سے برگشتہ ہو کر مرتد بھی ہوتا ہے؟" میں نے کہا "نہیں"۔ ہرقل نے کہا "اس نے جو بات کہی ہے کیا اسے کہنے سے پہلے تم لوگ اس کو جھوٹ سے متہم کرتے تھے؟" میں نے کہا "نہیں"۔ ہرقل نے کہا "کیا وہ بدعہدی بھی کرتا ہے؟"

میں نے کہا "نہیں۔ البتہ ہم لوگ اس وقت اس کے ساتھ صلح کی ایک مدت گزار رہے ہیں معلوم نہیں اس میں وہ کیا کرے گا؟" ابوسفیان کہتے ہیں "اس فقرے کے سوا مجھے

اور کہیں کچھ گھسیڑنے کا موقع نہ ملا۔ ہرقل نے کہا "کیا تم لوگوں نے اس سے جنگ کی ہے؟" میں نے کہا "جی ہاں۔" ہرقل نے کہا "تو تمہاری اور اس کی جنگ کیسی رہی؟" میں نے کہا "جنگ ہمارے اور اس کے درمیان ڈول ہے۔ وہ ہمیں زک پہنچا لیتا ہے اور ہم اسے زک پہنچا لیتے ہیں۔" ہرقل نے کہا "تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟" میں نے کہا "وہ کہتا ہے "صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ تمہارے باپ دادا جو کچھ کہتے تھے اسے چھوڑ دو۔ اور وہ ہمیں نماز، سچائی، پرہیز، پاک دامنی اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔"

ابن عساکر نے حضرت دحیہ کلبیؓ سے روایت کی انہوں نے کہا "نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے مجھے شاہ روم کی طرف اپنا مکتوب گرامی دے کر روانا کیا اور وہ اس وقت دمشق میں تھا۔ تو میں نے پہنچ کر اسے حضور اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کا مکتوب گرامی دیا اور اس نے اس کی مہر کو توڑا اور اسے مسند پر رکھا جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ پھر اس نے منادی کرائی اور تمام بطریق (عیسائیوں کے پیشوا) اور اشراف قوم جمع ہوئے اور اس کے لئے تکبیر پر تکبیر رکھا گیا کیونکہ فارس و روم میں یہ طریقہ رائج تھا۔ اس وقت تک ممبر نہیں بنائے گئے تھے۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا "یہ خط اس نبی کا ہے جس کی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام نے ہمیں دی تھی کہ وہ حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا۔ تو ان سب نے سرکشی اور انکار کا اظہار کیا۔ قیصر نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سکون و قرار پکڑنے کا حکم دیا اور کہا "میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا کہ تم نصرانیت کے کیسے مددگار ہو؟" حضرت دحیہؓ نے بیان کیا "ہرقل نے دوسرے دن پوشیدہ طور پر مجھے بلایا اور وہ مجھے بڑے کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے میں 313 تصویریں تھیں۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ انبیاء و مرسلین کی شبیہیں تھیں۔ ہرقل نے کہا "دیکھو ان میں تمہارا آقا کون ہے؟" تو میں نے ایک شبیہ دیکھی گویا کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا "وہ یہ ہیں۔" ہرقل نے کہا "تم نے ٹھیک کہا۔" پھر اس نے کہا "ان کی داہنی جانب کس کی شبیہ ہے؟" میں نے کہا "یہ شخص آپ ہی کی قوم کا ہے اور ان کا نام ابوبکر صدیق ہے۔" اس نے پوچھا "اور آپ کی بائیں جانب کس کی شبیہ ہے؟" میں نے کہا "یہ بھی آپ ہی کی قوم کا ایک شخص ہے اور ان کا نام عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔" ہرقل نے کہا "ہم اپنی کتابوں میں ان دونوں کے بارے میں لکھا پاتے ہیں کہ ان دونوں صحابیوں کے ذریعہ اللہ اپنے دین کو قوت دے گا۔" جب میں نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں واپس آیا تو میں نے حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) سے سارا حال عرض کیا۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سچ کہا کہ اللہ تعالیٰ میرے بعد اس دین کو ان دونوں کے ذریعہ قوت دے گا اور فتح دے گا۔"

ہرقل نے نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کی نبوت کی تصدیق کی اور اسلام لانے کا ارادہ کیا مگر اس کے حواریوں نے اس کی رائے سے اتفاق نہ کیا ہرقل نے حضرت دحیہ کلبیؓ کو کہا "اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا تو ضرور ان کی زیارت کا شرف حاصل کرتا اور اگر میں ان کی بارگاہ میں ہوتا تو ان کے قدموں کو دھونے کی سعادت حاصل کرتا۔" (صحیح بخاری)

اس نے حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کو خط میں لکھا کہ "بے شک میں مسلمان ہوں لیکن میں اپنے لوگوں کی وجہ سے مغلوب ہوں اور واضح طور پر اپنے اسلام کا اظہار نہیں کر سکتا۔" اس نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے لیے تحائف بھی بھیجے۔ حضرت دحیہ کلبیؓ اس کا خط لے کر آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے خط پڑھنے کے بعد فرمایا "اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے، وہ مسلمان نہیں ہوا بلکہ اپنی نصرانیت پر قائم ہے۔" (سھیلی، الروض الالاف، ج 4، ص: 300)

## 2- کسری شاہ فارس (خسر و پرویز) اور مکتوب گرامی:-

کسری (شاہ فارس) کو ایک معزز فرشتہ نے دعوت اسلام دی تھی:- ابو نعیم، ابن نجار نے حضرت حسن بصری سے روایت کی کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! کسری پر اللہ تعالیٰ کی حجت آپ کے بارے میں کیا ہے؟" فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا ہے اور اس نے اپنا ہاتھ اس مکان کی دیوار سے جس میں وہ رہتا ہے، نکالا اور اس ہاتھ سے نور چمک رہا تھا۔ جب اس نے یہ ہاتھ دیکھا تو وہ خوفزدہ ہو گیا۔ اس فرشتہ نے کہا "اے کسری خوف نہ کھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا ہے اور اس پر اپنی کتاب نازل کی ہے۔ اب تو ان کا اتباع کرتا کہ تو اپنی دنیا اور اپنی آخرت میں سلامت رہے۔" اس نے کہا "میں اس پر غور کروں گا۔"

کسری کا عجیب و غریب خواب:- ابو نعیم نے محمد بن کعب سے روایت کی کہ "مدائن کا ایک بوڑھا بیان کرتا ہے کہ کسری نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی

زمین سے آسمان تک کھڑی کی گئی اور اس کے گرد لوگ جمع ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نمودار ہوتا ہے جس کے سر پر عمامہ ہے اور جسم پر تہبند اور چادر ہے اور وہ سیڑھی پر چڑھا ہے۔ جب وہ سیڑھی پر چڑھا تو ندا کی گئی "فارس کہاں ہے؟ اور اس کے مرد عورت اور باندیاں اور اس کے خزانے کہاں ہیں؟" تو لوگوں نے بڑھ کر ان سب کی گٹھریاں باندھ دیں۔ پھر ان کو اس شخص کے حوالے کر دی جو سیڑھی پر چڑھا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر بڑی پریشانی کے عالم میں صبح اس کا ذکر اس نے اپنے ندیوں سے کیا۔ وہ لوگ اس پر اسے آسان بتانے لگے مگر وہ برابر غمزہ اور فکر مند رہا۔ یہاں تک کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کا مکتوب گرامی اس کے پاس آیا۔ وہ مکتوب یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی طرف سے کسریٰ عظیم فارس کی جانب!! اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ اور گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہ تہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ کیونکہ میں تمام انسانوں کی جانب اللہ کا فرستادہ ہوں تاکہ جو شخص زندہ ہے اسے انجام بد سے ڈرایا جائے۔ اور کافرین پر حق بات ثابت ہو جائے۔ (یعنی حجت تمام ہو جائے) پس تم اسلام لاؤ، سالم رہو گے۔ اور اگر اس سے انکار کیا تو تم پر مجوس کا بھی بار گناہ ہوگا۔"

ابو نعیم اور ابن سعد نے "شرف المصطفیٰ" میں بطریق ابن اسحاق زہری سے، انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت کی کہ جب رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کا مکتوب گرامی کسریٰ کو ملا تو کسریٰ نے یمن میں اپنے عامل کو لکھا "اس شخص کے پاس جو جواز میں ظاہر ہوا ہے۔ اپنے پاس سے دو بہادر آدمی کو روانہ کرو تاکہ وہ دونوں ان کو میرے پاس لے کے آئیں۔ تو عامل جس کا نام بازان تھا نے قہر مانا اور ایک اور شخص کو بھیجا اور ان کے ذریعہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے نام ایک خط بھیجا اور اس میں لکھا کہ ان دونوں کے ساتھ آپ کسریٰ کے پاس تشریف لے جائیں اور بازان نے قہر مانا سے کہا "اس شخص کی طرف غور سے دیکھنا کہ وہ کس شان کا ہے؟ اور ان سے گفتگو کرنا اور ان کی خبر مجھے دینا۔ چنانچہ دونوں نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے دربار میں آئے اور حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو انہوں نے پیغام پہنچایا۔

حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "جاؤ کل صبح آنا"۔ پھر جب وہ دوسرے دن آئے تو رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے خردی "اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو قتل کرا دیا ہے اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر غالب کر دیا ہے اور فلاں مہینے کی فلاں رات کو اس نے اسے قتل کر دیا ہے"۔ ان دونوں نے کہا "آپ جانتے ہیں کہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ ہم یہ بات بادشاہ سے جا کر کہہ دیں گے"۔ فرمایا "ضرورت تم جا کر میری طرف سے کہہ دینا اور تم دونوں یہ بھی کہنا کہ میرا دین اور میری سلطنت بہت جلد وہاں تک پہنچ جائے گی۔ جہاں تک کسریٰ کی حکومت ہے۔ یہی نہیں بلکہ جہاں تک گھوڑ سوار اور پیدل پہنچ سکتے ہیں وہاں تک میرا دین اور میری سلطنت پہنچے گی اور تم دونوں اس سے کہنا کہ اگر تو اسلام لے آیا تو تیری مملکت تیرے ہاتھ میں رہے گی"۔ پھر وہ دونوں بازان کے پاس پہنچے اور اسے سارا حال بیان کیا۔ یہ سن کر بازان نے کہا کہ "خدا کی قسم! یہ بات کسی بادشاہ کا کلام نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے فرمایا ہم ضرور اسے دیکھیں گے اور وہ ہو کے رہے گا"۔

اس کے بعد زیادہ وقت نہیں گزرا کہ شیرویہ کا خط اس کے پاس آیا اس نے لکھا تھا کہ "میں نے فارس کے غضب کی خاطر کسریٰ کو قتل کر دیا ہے کیونکہ اس نے فارس کے سرداروں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ اب میرے لئے ان لوگوں سے جو تمہارے پاس ہیں فرماں برداری کا عہد لو اور اس شخص کو برا بھلا نہ کہنا جس کے لئے کسریٰ نے تمہیں خط لکھا تھا"۔ جب بازان نے یہ خط پڑھا تو وہ کہنے لگا "بے شک یہ شخص نبی مرسل ہے"۔ اور وہ اسلام لے آیا اور آل فارس کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

بخاری نے حضرت ابن عباس سے روایت کی "رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے کسریٰ کے نام اپنا مکتوب گرامی بھیجا۔ جب اس نے پڑھا تو اسے چاک کر دیا۔ اس وقت رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے اس کے اوپر بددعا فرمائی کہ مجوسیوں پر اس کا ملک پورے طور پر پکڑے ہو جائے"۔

بیہقی نے بطریق ابن عوف، عمیر بن اسحاق سے روایت کی "رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے کسریٰ اور قیصر کے نام خط لکھا۔ لیکن قیصر نے تو خط کو محفوظ رکھا اور کسریٰ نے چاک کر دیا۔ جب اس کی خبر رسول (خاتم النبیین ﷺ) کو ہوئی تو فرمایا "مجوسیوں کی سلطنت پارہ پارہ ہو جائے گی اور نصرانیوں کی سلطنت ان میں باقی رہے گی"۔

**3- شاہ حبشہ (نجاشی اول) اور مکتوب گرامی:-** تاریخ اسلام میں حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کو 5 ہجری میں حبشہ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا گیا۔

حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی اول کو حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کا خط دیا۔ نجاشی اول نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا مکتوب پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔

**4- شاہ حبشہ (نجاشی ثانی) اور مکتوب گرامی:-** حضرت عمرو بن امیہ ضمیریؓ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی ثانی کو 6 ہجری کے اواخر میں نبی اکرم

(خاتم النبیین ﷺ) کا خط دیا۔

بیہقی نے ابن عباسؓ سے ایک اور خط کی عبارت روایت کی ہے جسے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے نجاشی کے پاس روانہ کیا تھا۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ خط ہے محمد نبی (خاتم النبیین ﷺ) کی طرف سے نجاشی اصمہ شاہ حبش کے نام!! اس پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ اس نے نہ کوئی بیوی اختیار کی نہ لڑکا۔ اور (میں اس کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ) محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اور میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں کیوں کہ میں اس کا رسول ہوں۔ لہذا تم اسلام لاؤ سلامت رہو گے۔ اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور ہم میں سے بعض بعض کو اللہ کے بجائے رب نہ بنائے۔ پس اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔ اگر تم نے (یہ دعوت) قبول نہ کی تو تم پر اپنی قوم کے نصاریٰ کا گناہ بھی ہے۔" (زاد المعاد)

جب عمر بن امیہ ضمریؓ نے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کا خط نجاشی کے حوالے لیا تو نجاشی نے اسے لے کر آنکھ پر رکھا اور تخت سے زمین پر اترا آیا۔ اور حضرت جعفر بن ابی طالب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اور نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس اس بارے میں خط لکھا جو یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں نجاشی اصمہ کی طرف سے!! اے اللہ کے نبی (خاتم النبیین ﷺ)! آپ پر اللہ کی طرف سے سلام اور اس کی رحمت اور برکت ہو۔ وہ اللہ جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ اما بعد! اے اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ)! مجھے آپ کا گرامی نامہ ملا۔ جس میں آپ نے عیسیٰ کا معاملہ ذکر کیا ہے۔ رب آسمان وزمین کی قسم! آپ نے جو کچھ فرمایا ہے حضرت عیسیٰ اس سے ایک تینکے بڑھ کر نہ تھے۔ وہ ویسے ہی ہیں جیسے آپ نے ذکر فرمایا ہے۔ پھر آپ نے جو کچھ ہمارے پاس بھیجا ہے ہم نے اسے جانا اور آپ کے چچیرے بھائی اور آپ کے صحابہ کی مہمان نوازی کی۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے اور پکے رسول ہیں۔ اور میں نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے چچیرے بھائی سے بیعت کی۔ اور ان کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لیے اسلام قبول کیا۔" (زاد المعاد ۳/۶۱)

نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے نجاشی سے یہ بھی طلب کیا تھا کہ وہ حضرت جعفر اور دوسرے مہاجرین حبشہ کو روانہ کر دے۔ چنانچہ اس نے حضرت عمر بن امیہ ضمری کے ساتھ دو کشتیوں میں ان کی روانگی کا انتظام کر دیا۔ ایک کشتی کے سوار جس میں حضرت جعفر اور حضرت ابوموسیٰ اشعری اور کچھ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، براہ راست خیبر پہنچ کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ اور دوسری کشتی کے سوار جن میں زیادہ تر بال بچے تھے سیدھے مدینہ پہنچے۔ (ابن ہشام ۲/۳۵۹)

مذکورہ نجاشی نے غزوہ تبوک کے بعد رجب ۹ھ میں وفات پائی۔ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے اس کی وفات ہی کے دن صحابہ کرام کو اس کی موت کی اطلاع دی۔ اور اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ اس کی وفات کے بعد دوسرا بادشاہ اس کا جانشین ہو کر سریر آرائے سلطنت ہوا تو نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے اس کے پاس بھی ایک خط روانہ فرمایا لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اس نے اسلام قبول کیا یا نہیں۔

## 5- حاکم بحرین (منذر بن حارث ساوی) اور مکتوب گرامی:- نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے ایک خط منذر بن ساوی حاکم بحرین کے پاس

لکھ کر اسے بھی اسلام کی دعوت دی، اور اس خط کو حضرت علاء بن الحضرمیؓ کے ہاتھوں روانہ فرمایا۔ جواب میں منذر نے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کو لکھا۔

"اما بعد: اے اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ)! میں نے آپ کا خط اہل بحرین کو پڑھ کر سنا دیا۔ بعض لوگوں نے اسلام کو محبت اور پاکیزگی کی نظر سے دیکھا اور اس کے حلقہ بگوش ہوئے۔ اور بعض نے پسند نہیں کیا۔ اور میری زمین میں یہود اور مجوس بھی ہیں۔ لہذا آپ اس بارے میں اپنا حکم صادر فرمائیے۔"

اس کے جواب میں رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے یہ خط لکھا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی جانب سے منذر بن ساوی کی طرف!! تم پر سلام ہو۔ میں تمہاری طرف اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اما بعد: میں تمہیں اللہ عزوجل کی یاد دلاتا ہوں۔ یاد رہے کہ جو شخص بھلائی اور خیر خواہی کرے گا وہ اپنے ہی لیے بھلائی کرے گا۔ اور جو شخص میرے قاصدوں کی اطاعت اور ان کے حکم کی پیروی کرے اس نے میری اطاعت کی اور جو ان کے ساتھ خیر خواہی کرے اس نے میرے ساتھ خیر خواہی کی اور میرے قاصدوں نے تمہاری اچھی تعریف کی ہے اور میں نے تمہاری قوم کے بارے میں تمہاری سفارش قبول کر لی

ہے۔ لہذا مسلمان جس حال پر ایمان لائے ہیں انھیں اس پر چھوڑ دو۔ اور میں نے خطا کاروں کو معاف کر دیا ہے اور جب تک تم اصلاح کی راہ اختیار کیے رہو گے ہم تمہیں تمہارے عمل سے معزول نہ کریں گے اور جو یہودیت یا مجوسیت پر قائم رہے اس پر جزیہ ہے۔" (زاد المعاد ۳/۶۱، ۶۲)

## 6- حاکم دمشق (حارث بن ابی شمر غسانی) اور مکتوب گرامی:-

ابن سعد نے بطریق واقفی ان کے راویوں سے روایت کی انہوں نے کہا کہ "رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن وہب اسدی کو حارث بن ابوشمر غسانی کے پاس اپنا گرامی دے کر روانہ کیا۔ شجاع فرماتے ہیں کہ میں اس ملک میں پہنچا۔ بادشاہ دمشق کے مقام غوطہ میں تھا اور میں اس کے دربان کے پاس پہنچا اس سے کہا "میں رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کا قاصد ہوں" اس نے کہا "تم اس کے پاس نہیں پہنچ سکتے۔ وہ فلاں اور فلاں دن برآمد ہوتا ہے۔ اس وقت مل سکتے ہو۔ میں نے اس کے حاجب سے راہ رسم رکھی وہ رومی تھا اور اس کا نام مری تھا۔ وہ مجھ سے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی بابت پوچھتا رہا اور میں اس کو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے اوصاف بتاتا رہا اور میں اسے اسلام کی دعوت بھی دیتا رہا اور اس کا دل اس قدر نرم اور متاثر ہوا کہ وہ رونے لگا۔" اس نے کہا "میں نے انجیل مقدس پڑھی ہے اور میں نے بعینہ یہی صفت آپ کی اس میں پڑھی ہے۔ اب میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں مگر مجھے ابن حارث غسانی کا ڈر ہے کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دے۔"

پھر ابن حارث برآمد ہوا اور وہ بیٹھا اور اپنے سر پر تاج پہنا۔ جب میں نے اسے مکتوب گرامی دیا۔ اس نے پڑھا۔

نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے اس کے پاس ذیل کا خط رقم فرمایا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد رسول اللہ کی طرف سے حارث بن ابی شمر کی طرف!! اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے اور ایمان لائے اور تصدیق کرے۔ اور میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ اللہ پر ایمان لاؤ جو تمہا ہے، اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور تمہارے لیے تمہاری بادشاہت باقی رہے گی۔"

تو اس نے اسے پڑھ کر چھینک دیا اور کہنے لگا "مجھ سے میرا ملک کون چھین سکتا ہے؟ میں اس کے پاس پہنچتا ہوں۔ اگر وہ یمن میں ہوتا تو لوگ اسے میرے پاس لے آتے" وہ یہی بکواس کرتا رہا یہاں تک کہ کھڑا ہو گیا اور گھوڑوں کی نعل بندی کا حکم دیا۔ پھر کہا "تم اپنے آقا سے جا کر وہی کہہ دو جو تم دیکھ رہے ہو۔" اس نے ایک خط قیصر کے نام لکھا اور اس میں آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی خبر لکھی۔ قیصر نے جواب میں اسے لکھا "تو ان کی طرف نہ جا اور اپنے ارادہ سے باز آ جا۔" جب منذر بن حارث کے پاس قیصر کا جواب آیا تو اس نے مجھے بلایا اور پوچھا "تم کب واپس جا رہے ہو؟" میں نے کہا "میں کل جاؤں گا۔" تو اس نے مجھے سو مشقال سونا دینے کا حکم دیا اور کہا "رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) سے میرا سلام عرض کرنا۔" میں نے جب آ کر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کو حالات بتائے تو حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اس کی حکومت ختم ہوگی" اور ابن حارث غسانی فتح مکہ کے سال میں مر گیا۔

## 7- شاہ مصر (مقوقس) اور مکتوب گرامی: حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو مصر کے بادشاہ مقوقس کی طرف 6 ہجری کے اواخر میں روانہ کیا گیا۔

نامہ گرامی یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی طرف سے مقوقس عظیم قبط کی جانب!! اس پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اما بعد: میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لاؤ سلامت رہو گے۔ اور اسلام لاؤ اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا لیکن اگر تم نے منہ موڑا تو تم پر اہل قبط کا بھی گناہ ہوگا۔ اے اہل قبط! ایک ایسی بات کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور ہم میں سے بعض، بعض کو اللہ کے بجائے رب نہ بنائیں۔ پس اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔" (زاد المعاد لابن قیم ۳/۶۱)

یہی نے حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی بلتعہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف بھیجا۔ حاطب نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کا مکتوب گرامی لے کر اس کے پاس پہنچا۔ اس نے مجھے اپنے محل میں ٹھہرایا اور میں اس کے پاس رہا۔ پھر اس نے مجھے بلایا چونکہ اس نے اپنے سرداروں کو جمع کیا تھا۔ اس نے کہا کہ "میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بات تم مجھ سے سمجھ لو۔" میں نے کہا کہ "کیا بات ہے؟" اس نے کہا "مجھے تم اپنے آقا کے بارے میں بتاؤ کیا وہ واقعی نبی ہیں؟" میں نے کہا "یقیناً وہ نبی ہیں اور اللہ کے رسول ہیں۔" اس نے کہا "ان کو اس وقت کیا ہوا تھا جبکہ ان کو ان کی قوم نے ان کے شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا اور انہوں نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لیے بددعا کی۔" میں نے جواب دیا "حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کیا وہ نہیں ہیں جس کی تم شہادت دیتے ہوئے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں؟ اس وقت کیا ہوا تھا جب کہ ان کی قوم نے ان کو پکڑ کر انہیں سولی دینا چاہا۔"

انہوں نے ان پر بدعا کیوں نہ کی کہ " اے اللہ! انہیں ہلاک کر دے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمانوں کی دنیا میں اپنے پاس بلا لیا۔" یہ سن کر اس نے کہا " تم عقل مند ہو اور عقلمند کے پاس سے آئے ہو۔"

مفقوس نے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کا خط لے کر (احترام کے ساتھ) ہاتھی دانت کی ایک ڈبیہ میں رکھ دیا اور مہر لگا کر اپنی ایک لونڈی کے حوالے کر دیا۔ پھر عربی لکھنے والے ایک کاتب کو بلا کر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں حسب ذیل خط لکھوایا:-

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد بن عبد اللہ کے لیے مفقوس عظیم قبض کی طرف سے۔ آپ پر سلام! اما بعد میں نے آپ کا خط پڑھا۔ اور اس میں آپ کی ذکر کی ہوئی بات اور دعوت کو سمجھا۔ مجھے معلوم ہے کہ ابھی ایک نبی کی آمد باقی ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ وہ شام سے نمودار ہوگا۔ میں نے آپ کے قاصد کا اعزاز و اکرام کیا۔ اور آپ کی خدمت میں دولونڈیاں بھیج رہا ہوں جنہیں قبضوں میں بڑا مرتبہ حاصل ہے۔ اور کپڑے بھیج رہا ہوں۔ اور آپ کی سواری کے لیے ایک خچر بھی ہدیہ کر رہا ہوں، اور آپ پر سلام۔"

مفقوس نے اس پر کوئی اضافہ نہیں کیا اور اسلام نہیں لایا۔ دونوں لونڈیاں ماریہ اور سیرین تھیں۔ خچر کا نام ذلدل تھا۔ جو حضرت معاویہؓ کے زمانے تک باقی رہا۔ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے ماریہ کو اپنے پاس رکھا۔ اور انہی کے بطن سے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوئے۔ اور سیرین کو حضرت حسان بن ثابت انصاری کے حوالے کر دیا۔

## 8- صاحب یمامہ (ہوزہ بن علی) اور مکتوب گرامی: نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے ہوزہ بن علی حاکم یمامہ کے نام حسب ذیل خط لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی طرف سے ہوزہ بن علی کی جانب!! اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میرا دین اونٹوں اور گھوڑوں کی رسانی کی آخری حد تک غالب آ کر رہے گا۔ لہذا اسلام لاؤ سالم رہو گے اور تمہارے ماتحت جو کچھ ہے اسے تمہارے لیے برقرار رکھوں گا" اس خط کو پہنچانے کے لیے بحیثیت قاصد سلیط بن عمر و عامریؓ کا انتخاب فرمایا گیا۔ حضرت سلیط اس مہر لگے ہوئے خط کو لے کر ہوزہ کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے آپ کو مہمان بنایا۔ اور مبارکباد دی۔ حضرت سلیط نے اسے خط پڑھ کر سنایا تو اس نے درمیانی قسم کا جواب دیا اور نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں یہ لکھا:

"آپ جس چیز کی دعوت دیتے ہیں اس کی بہتری اور عمدگی کا کیا پوچھنا۔ اور عرب پر میری ہیبت بیٹھی ہوئی ہے۔ اس لیے کچھ کارپردازی میرے ذمہ کر دیں۔ میں آپ کی پیروی کروں گا۔"

اس نے حضرت سلیط کو تحائف بھی دیے۔ انہیں ہجر کا بنا ہوا کپڑا دیا۔ حضرت سلیط یہ تحائف لے کر خدمت نبوی (خاتم النبیین ﷺ) میں واپس آئے اور ساری تفصیلات گوش گزار کیں۔ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے اس کا خط پڑھ کر فرمایا "اگر وہ زمین کا ایک ٹکڑا بھی مجھ سے طلب کرے گا تو میں اسے نہ دوں گا۔ وہ خود بھی تباہ ہوگا، اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے وہ بھی تباہ ہوگا"۔ پھر جب رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) فتح مکہ سے واپس تشریف لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ خبر دی کہ ہوزہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "سنو! یمامہ میں ایک کذاب نمودار ہونے والا ہے جو میرے بعد قتل کیا جائے گا"۔ ایک کہنے والے نے کہا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! اسے کون قتل کرے گا؟" آپ نے فرمایا "تم اور تمہارے ساتھی"، اور واقعہ ایسا ہی ہوا۔ (زاد المعاد 3/63)

## 9- قبیلہ حمیر اور مکتوب گرامی:- ابن سعد نے زہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے قبیلہ حمیر کے

حارث، مسروح اور نعیم بن عبد کلال کے نام مکتوب گرامی لکھا اور عیاش بن ابی ربیعہ رومی کے ہاتھ مکتوب گرامی بھیجا اور روانگی کے وقت ہدایت فرمائی کہ "جب تم ان کی سرزمین پر پہنچو تو رات کے وقت داخل نہ ہونا جب تک کہ صبح نہ ہو جائے۔ پھر تم طہارت کر کے خوب اچھی طرح پاک و صاف ہو جانا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی اور قبول کی دعا مانگنا اور اللہ سے پناہ چاہنا اور اپنے داہنے ہاتھ میں مکتوب گرامی لے کر ان سرداروں کے بھی داہنے ہاتھ میں دینا کہ داہنا ہاتھ قبولیت کا ہے اور ان کے اوپر (سورہ البینہ، آیت نمبر 1)

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَاتُ

ترجمہ: "اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا وہ کفر سے الگ ہونے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس ایک روشن دلیل نہ آجائے۔"

پڑھنا اور جب تم اسے پڑھ چکو تو "امنن بجد وانا اول المؤمنین" کہنا۔ تمہارے سامنے جو بھی حجت آئے گی وہ باطل ہو جائے گی اور نہ ایسی کتاب آئے گی جو بظاہر مزین و خوبصورت ہو مگر یہ کہ اس کا نور جاتا رہے گا اور وہ لوگ تم پر کچھ پڑھیں گے۔ جب وہ تم پر کچھ پڑھیں تو تم کہنا "اس کا ترجمہ کرو اور پڑھنا: (سورہ شوری، آیت نمبر 15)

أَفَنُتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأَمْرٌ لَأَعْدِلَ بَيْنَكُمْ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا خِجَاةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَهُمْ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ

ترجمہ: "جو کتاب بھی اللہ نے اتاری ہے میں اُس پر ایمان رکھتا ہوں، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل و انصاف کروں۔ اللہ ہمارا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے، ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی بحث و تکرار نہیں، اللہ ہم سب کو جمع فرمائے گا اور اس کی طرف (سب کا) پلٹنا ہے۔"

اور جب وہ اسلام لے آئیں تو ان سے ان کی تین شاخوں کی بابت دریافت کرنا کہ جب انہیں لایا جاتا ہے تو وہ اسے سجدہ کرتے ہیں اور وہ شاخیں درخت اُٹل کی ہیں۔ ایک شاخ سفیدی اور زردی سے رنگی ہوئی ہے اور ایک شاخ ایسی ہے جس میں گرہیں ہیں گویا وہ خیزران ہے اور تیسری شاخ بہت سیاہ ہے گویا وہ آنہوں کی شاخ ہے۔ پھر ان شاخوں کو برآمد کر کے انہیں ان کے بازار میں جلا ڈالنا۔

عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "میں گیا اور جیسا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے مجھے حکم دیا تھا ویسا ہی عمل کیا۔" جب میں ان کے پاس پہنچا اور میں نے کہا "میں رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کا قاصد ہوں اور جو مجھے حکم دیا گیا تھا میں نے ویسا ہی کیا اور انہوں نے ویسا ہی قبول کیا جیسا کہ رسول (خاتم النبیین ﷺ) نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔"

**10- شاہ عمان اور مکتوب گرامی:** نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے ایک خط شاہ عمان جیفر اور اس کے بھائی عبد کے نام لکھا۔ ان دونوں کے والد کا نام جلدی تھا۔ خط کا مضمون یہ تھا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد بن عبد اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی جانب سے جلدی کے دونوں صاحبزادوں جیفر اور عبد کے نام!! اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ میں تم دونوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لاؤ، سلامت رہو گے۔ کیونکہ میں تمام انسانوں کی جانب اللہ کا رسول ہوں، تاکہ جو زندہ ہے اسے انجام کے خطرہ سے آگاہ کر دوں۔ اور کارفرین پر قول برحق ہو جائے۔ اگر تم دونوں اسلام کا اقرار کر لو گے تو تم ہی دونوں کو والی اور حاکم بناؤں گا۔ اور اگر تم دونوں نے اسلام کا اقرار کرنے سے گریز کیا تو تمہاری بادشاہت ختم ہو جائے گی۔ تمہاری زمین پر گھوڑوں کی یلغار ہوگی۔ اور تمہاری بادشاہت پر میری نبوت غالب آجائے گی۔"

اس خط کو لے جانے کے لیے ایلچی کی حیثیت سے حضرت عمرو بن العاصؓ کا انتخاب عمل میں آیا۔ ان کا بیان ہے کہ میں روانہ ہو کر عمان پہنچا۔ اور عبد سے ملاقات کی۔ دونوں بھائیوں میں یہ زیادہ دراندیش اور نرم خوتھا۔ میں نے کہا "میں تمہارے پاس اور تمہارے بھائی کے پاس رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کا ایلچی بن کر آیا ہوں"۔ اس نے کہا "میرا بھائی عمرو اور بادشاہت دونوں میں مجھ سے بڑا اور مجھ پر مقدم ہے۔ اس لیے میں تم کو اس کے پاس پہنچا دیتا ہوں کہ وہ تمہارا خط پڑھے۔" اس کے بعد اس نے کہا "اچھا! تم دعوت کس بات کی دیتے ہو؟" میں نے کہا "ہم ایک اللہ کی طرف بلا تے ہیں، جو تنہا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ جس کی پوجا کی جاتی ہے اسے چھوڑ دو اور یہ گواہی دو کہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں"۔ عبد نے کہا "اے عمرو! تم اپنی قوم کے سردار کے صاحبزادے ہو، بناؤ تمہارے والد نے کیا کیا؟ کیونکہ ہمارے لیے اس کا طرز عمل لائق اتباع ہوگا"۔ میں نے کہا "دو محمد (خاتم النبیین ﷺ) پر ایمان لائے بغیر وفات پا گئے، لیکن مجھے حسرت ہے کہ کاش! انہوں نے اسلام قبول کیا ہوتا اور آپ کی تصدیق کی ہوتی۔ میں خود بھی انہیں کی رائے پر تھا لیکن اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت دے دی۔"

عبد نے کہا "تم نے کب ان کی پیروی کی؟" میں نے کہا "ابھی جلد ہی"۔ اس نے دریافت کیا "تم کس جگہ اسلام لائے؟" میں نے کہا "نجاشی کے پاس اور بتلایا کہ نجاشی بھی مسلمان ہو چکا ہے"۔ عبد نے کہا "اس کی قوم نے اس کی بادشاہت کا کیا کیا؟" میں نے کہا "اسے برقرار رکھا، اور اس کی پیروی کی"۔ اس نے کہا "استغفوں اور راہبوں نے بھی اس کی پیروی کی؟" میں نے کہا "ہاں!" عبد نے کہا "اے عمرو! دیکھو کیا کہہ رہے ہو کیونکہ آدمی کی کوئی بھی خصلت جھوٹ سے زیادہ رسوا کن نہیں"۔ میں نے کہا "میں جھوٹ نہیں کہہ رہا ہوں، اور نہ ہم اسے حلال سمجھتے ہیں"۔ عبد نے کہا "میں سمجھتا ہوں، ہر قل کو نجاشی کے اسلام لانے کا علم نہیں"۔ میں نے کہا "کیوں نہیں"۔ عبد نے کہا "تمہیں یہ بات کیسے معلوم؟" میں نے کہا "نجاشی ہر قل کو خراج ادا کیا کرتا تھا لیکن جب اس نے اسلام قبول کیا، اور محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی تصدیق کی تو بولا "اللہ کی قسم! اب اگر وہ مجھ سے ایک درہم بھی مانگے تو میں نہ دوں گا"۔ اور جب اس کی اطلاع ہر قل کو ہوئی تو اس کے بھائی یثاق نے کہا "کیا تم اپنے غلام کو چھوڑ دو گے کہ وہ تمہیں خراج نہ دے؟ اور تمہارے بجائے ایک دوسرے شخص کا نیا دین اختیار کر لے؟" ہر قل نے کہا "یہ ایک آدمی ہے جس نے ایک دین کو پسند کیا۔ اور اسے اپنے لیے اختیار کر لیا۔ اب میں اس کا کیا کر سکتا ہوں؟ اللہ کی قسم! اگر مجھے اپنی بادشاہت کی حرص نہ ہوتی تو میں بھی وہی کرتا جو اس نے کیا ہے"۔ عبد نے کہا "عمرو! دیکھو کیا کہہ رہے ہو؟" میں نے کہا "واللہ! میں تم سے سچ کہہ رہا ہوں"۔ عبد نے کہا "اچھا مجھے بتاؤ وہ کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ اور کس چیز سے منع کرتے ہیں؟" میں نے کہا "اللہ عزوجل کی

اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے منع کرتے ہیں۔ نیکی و صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ اور ظلم و زیادتی، زنا کاری، شراب نوشی اور پتھر، بت اور صلیب کی عبادت سے منع کرتے ہیں۔ "عبدالنے کہا" یہ لگتی اچھی بات ہے جس کی طرف بلا تے ہیں۔ اگر میرا بھائی بھی اس بات پر میری متابعت کرتا تو ہم لوگ سوار ہو کر (چل پڑتے) یہاں تک کہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) پر ایمان لاتے اور ان کی تصدیق کرتے لیکن میرا بھائی اپنی بادشاہت کا اس سے کہیں زیادہ حریص ہے کہ اسے چھوڑ کر کسی کا تابع فرمان بن جائے۔" میں نے کہا "اگر وہ اسلام قبول کر لے تو رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) اس کی قوم پر اس کی بادشاہت برقرار رکھیں گے۔ البتہ ان کے مالداروں سے صدقہ لے کر فقیروں پر تقسیم کریں گے۔" عبدالنے کہا "یہ بڑی اچھی بات ہے، اچھا بتاؤ صدقہ کیا ہے؟" جواب میں میں نے مختلف اموال کے اندر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے مقرر کیے ہوئے صدقات کی تفصیل بتائی۔ جب اونٹ کی باری آئی تو وہ بولا "اے عمرو! ہمارے ان مویشیوں میں سے بھی صدقہ لیا جائے گا، جو خود ہی درخت پر چر لیتے ہیں۔" میں نے کہا "ہاں!" عبدالنے کہا "واللہ! میں نہیں سمجھتا کہ میری قوم اپنے ملک کی وسعت اور تعداد کی کثرت کے باوجود اس کو مان لے گی۔"

حضرت عمرو بن عاص کا بیان ہے کہ میں اس کی ڈیوڑھی میں چند دن ٹھہرا رہا۔ وہ اپنے بھائی کے پاس جا کر میری ساری باتیں بتاتا رہتا تھا۔ پھر ایک دن اس نے مجھے بلایا۔ اور میں اندر داخل ہوا۔ چوہداروں نے میرے بازو پکڑ لیے۔ اس نے کہا "چھوڑ دو" اور مجھے چھوڑ دیا گیا۔ میں نے بیٹھنا چاہا تو چوہداروں نے مجھے بیٹھنے نہ دیا۔ میں نے بادشاہ کی طرف دیکھا تو اس نے کہا "اپنی بات کہو۔" میں نے سر بھرخٹ اس کے حوالے کر دیا۔ اس نے مہر توڑ کر خط پڑھا۔ اور پورا خط پڑھ چکا تو اپنے بھائی کے حوالہ کر دیا۔ بھائی نے بھی اسی طرح پڑھا مگر میں نے دیکھا کہ اس کا بھائی اس سے زیادہ نرم دل ہے۔ بادشاہ نے پوچھا "مجھے بتاؤ قریش نے کیا روش اختیار کی ہے؟" میں نے کہا "سب ان کے اطاعت گزار ہو گئے ہیں۔ کسی نے دین کی رغبت کی بنا پر اور کسی نے تلوار سے مقہور ہو کر۔" بادشاہ نے پوچھا "ان کے ساتھ کون لوگ ہیں؟" میں نے کہا "سارے لوگ ہیں۔ انہوں نے اسلام کو برضا و رغبت قبول کر لیا ہے۔ اور اسے تمام دوسری چیزوں پر ترجیح دی ہے۔ انہیں اللہ کی ہدایت اور اپنی عقل کی رہنمائی سے یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ وہ گمراہ تھے۔ اب اس علاقہ میں میں نہیں جانتا کہ تمہارے سوا کوئی اور باقی رہ گیا ہے۔ اور اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا اور محمد ﷺ کی پیروی نہ کی تو تمہیں سواروں کو روکنا پڑے گا۔ اور تمہاری ہریالی کا صفایا کر دیں گے۔ اس لیے اسلام قبول کر لو۔ سلامت رہو گے۔ اور رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) تم کو تمہاری قوم کا حکمراں بنا دیں گے۔ تم پر نہ سوار داخل ہوں گے نہ پیادے" بادشاہ نے کہا "مجھے آج چھوڑ دو اور کل پھر آؤ۔" اس کے بعد میں اس کے بھائی کے واپس آ گیا۔

اس نے کہا "عمرو! مجھے امید ہے کہ اگر بادشاہت کی حرص غالب نہ آئی تو وہ اسلام قبول کر لے گا۔" دوسرے دن پھر بادشاہ کے پاس گیا لیکن اس نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اس لیے میں اس کے بھائی کے پاس واپس آ گیا اور بتلایا "بادشاہ تک میری رسائی نہ ہو سکی۔ بھائی نے مجھے اس کے یہاں پہنچا دیا۔" اس نے کہا "میں نے تمہاری دعوت پر غور کیا۔ اگر میں بادشاہت ایک ایسے آدمی کے حوالے کر دوں جس کے شہسوار یہاں پہنچے بھی نہیں تو میں عرب میں سب سے کمزور سمجھا جاؤں گا۔ اور اگر شہسوار یہاں پہنچ آئے تو ایسا رن پڑے گا کہ انہیں کبھی اس سے سابقہ نہ پڑا ہوگا۔" میں نے کہا "اچھا تو میں کل واپس جا رہا ہوں۔" جب اسے میری واپسی کا یقین ہو گیا تو اس نے بھائی سے خلوت میں بات کی۔ اور بولا "یہ پیغمبر جن پر غالب آچکا ہے ان کے مقابل ہماری کوئی حیثیت نہیں۔ اور اس نے جس کسی کے پاس پیغام بھیجا ہے اس نے دعوت قبول کر لی ہے۔" لہذا دوسرے دن صبح ہی مجھے بلوایا گیا۔ اور بادشاہ اور اس کے بھائی دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی تصدیق کی۔ اور صدقہ وصول کرنے اور لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے کے لیے مجھے آزاد چھوڑ دیا۔ اور جس کسی نے میری مخالفت کی اس کے خلاف میرے مددگار ثابت ہوئے۔ (زاد المعاد ۳/۶۲، ۶۳)

**11- بنی حارثہ اور مکتوب گرامی:** ابو نعیم نے بطریق واقفی ان کے راویوں سے روایت کی کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے بنی حارثہ بن عمرو بن قرظ کی جانب مکتوب گرامی بھیجا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ لوگوں نے مکتوب گرامی کو لے کر اسے دھو ڈالا اور اس سے اپنے ڈھول میں بیوند لگایا۔ اس پر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "ان لوگوں کا عجیب حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلوں کو چھین لیا ہے۔" فرمایا "وہ لوگ خوفزدہ، عجلت پسند، مختلط الکلام اور بیوقوف ہیں۔" واقفی نے کہا "میں نے ان کے چند لوگوں کو دیکھا ہے جو کلام کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے اور اپنا مافی الضمیر خوبی کے ساتھ بیان نہیں کر سکتے تھے۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## میلاد النبی خاتم النبیین ﷺ

میلاد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی قانون کی نگاہ میں، کتاب اللہ کی نگاہ میں، اور سنت رسول خاتم النبیین ﷺ اور اجماع و قیاس کی روشنی میں کیا حیثیت بنتی ہے؟ اگر اس کا ماننا قانونی حیثیت میں قابل اعتراض ہے تو ہمیں منانا چھوڑ دینا چاہیے ورنہ پھر معترض کو تو بہ کر لینی چاہیے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے میلاد کے وقت کون سے ”ارہامات“ نمودار ہوئے؟ ”ارہامات“ ان معجزات کا نام ہے جو نبی کے اعلان نبوت سے قبل نبی سے ظہور میں آتے ہیں۔ جو چیزیں خلاف عادت ہوتی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

- 1- اللہ تعالیٰ سے خلاف عادت صادر ہوں اس کا نام ”قدرت“ ہے۔
- 2- نبی خاتم النبیین ﷺ سے اعلان نبوت کے بعد خلاف عادت صادر ہوں اس کا نام ”معجزہ“ ہے۔
- 3- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے اعلان نبوت سے قبل کوئی چیز عادت کے خلاف صادر ہو اس کا نام ”ارہامات“ ہے۔
- 4- اگر کسی غیر نبی سے کوئی چیز اس کی طبیعت کے خلاف صادر ہوئی تو دیکھنا ہوگا کہ وہ ”صحیح العقیدہ ہے یا بدعقیدہ ہے“۔ اگر صحیح عقیدہ ہے تو پھر اس کی دو حالتیں ہیں۔ عام درجے کے خلاف عادت ہوں۔ جیسے کسی کوم کیا اور آرام آ گیا اس کا نام ”معنوت“ ہے۔ معنوت ہر مومن کیلئے ممکن ہے۔ اگر بڑے درجے کی ہوں تو اس کا نام ”کرامت“ ہے۔ جو اولیاء کرام کے ہاتھوں رونما ہوتی ہیں جیسے حضرت والی بغداد شہنشاہ جیلان نے مری ہوئی مرغی زندہ کر دی تھی۔
- 5- اگر غیر مسلم سے خلاف عادت باتیں ثابت ہوں تو اس کا نام ”استدراج“ ہے۔
- 6- اگر کسی جھوٹے مدعی نبوت سے خلاف عادت بات نکلے تو اس کا نام ”اہانت“ ہے۔ جیسا مسلمہ کذاب سے کیا گیا۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے تو بڑے بڑے کام کئے نابینا کو بینا کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نابیناؤں کو بینائی عطا کی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے چاند کے ٹکڑے کئے۔ طرح طرح کے معجزات سے مریض کو ٹھیک کیا۔ مسلمہ کذاب سے لوگوں نے کہا کہ ”اگر تو واقعی نبی ہے تو ہم تیرے پاس ایک کانالائے ہیں جس کی ایک آنکھ خراب ہے۔ دوسری ٹھیک ہے تو مہربانی کر اور اس کی خراب آنکھ کو ٹھیک کر دے“۔ اب مسلمہ کذاب نے جو پھونک ماری تو جو آنکھ ٹھیک تھی وہ بھی جاتی رہی۔ اس کا نام ”اہانت“ ہے۔ اہانت کی مثالیں مرزا قادیانی کی بھی ہیں۔ مثلاً اس نے پیشین گوئی کی ہوئی تھی ”میں اس مدت میں مقدمہ ضرور جیت جاؤں گا“۔ لیکن اس کو جرمانہ بھی ہوا اور مقدمہ بھی ہار گیا۔ ایک کیس میں آ کر پیش ہوا اور کہنے لگا ”جو میرے عمامہ کو دیکھے گا اس کے ضمیر میں تبدیلی آ جائے گی“۔ تو جب عمامہ پہن کر کچھری میں پیش ہوا تو قاضی پوچھتا ہے کہ مرزا جی یہ سر پہ کیا باندھا ہوا ہے؟ اس نے چاہا کچھ اور تھا اور بجائے عمامے کے پجامہ نکل آیا اس کو ”اہانت“ کہتے ہیں تو جھوٹے مدعی نبوت سے جو اس کی طبیعت کے خلاف صادر ہو۔ وہ چاہے کچھ اور ہو کچھ اور۔ اس کا نام ”اہانت“ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کی ولادت کا تذکرہ بار بار خود قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بار بار حضرت آدمؑ کی تخلیق کا ذکر فرمایا اور اس کی تفصیلات بیان کیں۔ جنت میں ان کے قیام و طعام اور زمین پر آنے کے واقعات بیان کئے۔ حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی ولادت اور ان کے بچپن کا تذکرہ فرمایا۔ حضرت موسیٰؑ کی ولادت اور بچپن کے حالات بیان فرمائے۔ حضرت مریم علیہ السلام اور ان کے بچپن کے حالات، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کے بچپن کے حالات کا ذکر فرمایا اور پھر نفتح روح کے ذریعے حضرت مریم علیہ السلام کے حمل سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا پورا واقعہ بیان فرمایا۔ بوقت ولادت حضرت مریم علیہ السلام کے دروازہ، پریشانی اور جملہ کیفیات کا ذکر کیا۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تولد ہوئے اس مقام کا بیان فرمایا۔ جس محراب میں کھڑے ہو کر حضرت ذکریا علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے دعا فرمائی اس کا بیان فرمایا۔ حضرت مریم علیہ السلام کو حالت حمل میں جو خوراک کھوریں، پانی وغیرہ میسر ہوتی تھیں ان کا بیان کیا حتیٰ کہ ان کی قوم کے طعنے، ان کی خاموشی اور ارشادات، اشارے، جواب، الغرض حضرت عیسیٰؑ کا بولنا، حضرت عیسیٰؑ کا ابتدائی کلام جو آپؑ نے گوارے میں کیا سب بیان فرمایا۔

اگر اللہ چاہتا تو وہ جملوں میں حضرت عیسیٰؑ کے مخلوق ہونے اور متولد ہونے کا پورا واقعہ بیان فرما سکتا تھا۔ مگر اس نے اپنے پیاروں کی ولادت کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور اس عمل کو ہمارے لیے قرآنی حکم اور اپنی سنت بنا دیا۔ پھر کائنات میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا پیارا اور کون ہو سکتا ہے؟ اس لیے انبیاء کرامؑ کی ولادتوں کا فقط بیان فرمایا گیا مگر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ولادت مطہرہ کی نسبت کی قسم کھائی اور ارشاد فرمایا: (سورہ البلد آیت نمبر 1-3)

ترجمہ: ”میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اور آپ اس شہر میں رہتے ہیں اور قسم ہے باپ کی اور اس کی اولاد کی۔“

ان آیات میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے شہر ولادت ”مکہ“ کی قسم کھائی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے قیام اور رہن سہن کی قسم کھائی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے والد ماجد یا جد امجد (دادا جان) کی قسم کھائی ہے اور بالآخر آپ خاتم النبیین ﷺ کے متولد ہونے کی قسم کھائی ہے۔ گویا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے پورے نسب مبارک اور میلاد پاک کا بیان بصورت قسم آ گیا۔ یہی سنت ہم نے پیش نظر رکھی ہے۔ اگر قلب سلیم ہو تو اس قدر قسم کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور صحابہ کرام سے لے کر موجودہ زمانے تک ہر دور میں اسلاف اور بزرگان دین اپنے اپنے طریقے اور ذوق و تحقیق کے مطابق حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر کرتے رہے ہیں اور اس پر رساں اور کتابیں لکھتے رہے ہیں۔

ولادت مطہرہ کے واقعات و عجائبات بیان کرتے رہے ہیں۔ محافل اور مجالس میں انہیں پڑھ کر سن کر ایمان و محبت کی تازگی کا سامان فراہم کرتے رہے ہیں۔ تاریخ اسلام کا کوئی زمانہ اس مبارکہ اور محبوب عمل سے خالی نہیں رہا۔ اس لیے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں التجا کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی ولادت کے ذکر پاک کی برکت سے ہمارے ایمان میں بھی اضافہ فرمائے اور ہمیں بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی محبت کی دولت عظمیٰ میں سے خیرات عطا فرمائے (آمین)

**آپ خاتم النبیین ﷺ نور ہیں:**

1- امام عبدالرزاقؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ:

”میں نے اپنے آقا خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا کہ ”میرے ماں، باپ آپ خاتم النبیین ﷺ پر قربان مجھ کو خبر دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا کی؟“ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الہی سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتہ تھا نہ آسمان، نہ زمین تھی نہ سورج تھا نہ چاند تھا نہ جن اور نہ انسان تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش، پھر چوتھے حصے کو 4 حصوں میں تقسیم کیا، پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے، دوسرے سے کرسی اور تیسرے حصے سے باقی فرشتے۔ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا پہلے سے آسمان بنائے، دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ، پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے مومنین کی آنکھوں کا نور بنایا، دوسرے سے ان کے دلوں کا نور بنایا جو معرفت الہی ہے اور تیسرے اور چوتھے سے ان کا نور انس پیدا کیا اور وہ توحید ہے جس کا خلاصہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ ہے۔“ (المواہب الدنیاء 1: 9، السیرة الحلبیہ 50: 1، زرقانی علی المواہب 46: 1، نشر الطیب 5)

اس حدیث کے مخرج امام عبدالرزاقؒ ہیں جو امام احمد بن حنبلؒ جیسے اکابر ائمہ دین کے استاد ہیں۔ ایک بات یاد رہے کہ یہاں پر اس حدیث میں نور سے مراد یہ نہیں ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے بلکہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتی تجلی فرمائی جو حسن الوہیت (اللہ تعالیٰ کا حسن) کا ظہور اول تھی۔ یہ کیفیت تشابہات میں سے ہے۔ جس کا سمجھنا ہمارے لیے ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ قرآن پاک کے باقی تشابہات کا سمجھنا مشکل ہے۔ البتہ نکتہ پن سے مادی طور پر سمجھانے کے لیے اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ جس طرح سورج کی روشنی شیشے پر پڑے تو شیشہ اس سورج کی روشنی کے نور سے روشن ہو جاتا ہے لیکن سورج کی ذات، یا اس کی نورانیت اور روشنی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور ہمارا یہ کہنا بھی ٹھیک ہوتا ہے کہ شیشے کا نور سورج کے نور سے ہے۔ اس طرح حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا اور آئینہ محمدی ﷺ نور ذات احدی سے اس طرح منور ہوا کہ نور محمدی ﷺ کو نور خداوندی قرار دینا صحیح ہوا۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک یا اس کی عفت میں کوئی نقصان اور کمی واقع نہیں ہوئی۔ جیسے شیشہ سورج سے روشن ہوا اور اس ایک شیشے سے تمام شیشے منور ہو گئے نہ پہلے شیشے نے سورج کے نور کو کم کیا اور نہ دوسرے شیشوں نے پہلے شیشے کے نور میں کمی کی۔ یعنی فیض اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو پہنچا اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے تمام ممکنات کو فیض پہنچ گیا۔ یعنی حدیث جابرؓ میں جو بار بار تقسیم نور کا ذکر آیا ہے تو اس کے معنی یہ نہیں کہ معاذ اللہ نور محمدی ﷺ تقسیم ہوتا رہا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب نور محمدی ﷺ پیدا فرمایا تو اس میں شعاع در شعاع بڑھا تا گیا اور یہی شعاعیں مزید تقسیم ہوتی رہیں۔

2- حضرت کعب الاحبارؓ (جو پہلے یہودی تھے اور بعد میں ایمان لائے تھے) نے فرمایا:

”جب اللہ تعالیٰ نے محمد عربی خاتم النبیین ﷺ کو پیدا کرنے کا حکم (ارادہ) فرمایا تو حضرت جبرائیلؑ کو حکم دیا کہ ”ایسی مٹی میرے پاس لے کر آؤ جو میرے محبوب کے جسم

اقدس اور جسدا طہر کی تخلیق کے لائق ہو۔" تو وہ سفید مٹی کی ایک مٹھی روضہ اطہر کی جگہ سے لے کر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوئے۔ پھر امر خداوندی سے اس کو تسنیم کے پانی سے گوندا گیا، جنت کی نہروں میں دھویا، پھر انوار نبوت اس میں رکھ کر اس کو عرش و کرسی، لوح و قلم اور آسمانوں اور زمینوں میں پھرایا گیا۔ تاکہ ہر شے آپ خاتم النبیین ﷺ کے شرف اور فضل کو پہچان لے۔"

3- احکام ابن القطان میں حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ امام حسینؑ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "میں آدمؑ کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں نور کی صورت میں موجود تھا۔"

4- حضرت میسرہؓ سے منقول ہے کہ "نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا کہ "یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ کب شرف نبوت سے مشرف ہوئے؟" تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کی طرف قصد کیا اور ان کو سات طبقات کی صورت میں تخلیق فرمایا اور عرش کو ان سے پہلے بنایا تو عرش کے پائے پر میرا نام نامی لکھا۔ پھر جنت کو پیدا فرمایا جس میں بعد ازاں حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو ٹھہرایا تو میرا نام جنت کے دروازوں پر، اس کے درختوں کے پتوں اور اہل جنت کے خیموں پر لکھا۔ حالانکہ ابھی حضرت آدمؑ کی روح اور جسم کا باہمی تعلق نہیں ہوا تھا۔ پس جب ان کی روح کو جسم میں داخل فرمایا گیا اور زندگی عطا فرمائی تو انہوں نے عرش عظیم کی طرف نگاہ اٹھائی تو میرے نام کو عرش پر لکھا دیکھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہیں۔" (اخرجہ الحاکم فی المستدرک 672/2 رقم 4228، البیہقی فی دلائل النبوة 489/5، القاضی عیاض فی الشفاء 227/1)

5- حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ آپ ختم النبیین ﷺ نے فرمایا "جب حضرت آدمؑ سے بھول ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا "اے میرے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد خاتم النبیین ﷺ درخواست کرتا ہوں کہ میرے مغفرت کر دی جائے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تم نے محمد خاتم النبیین ﷺ کو کیسے جانا؟" تو حضرت آدمؑ نے جواب دیا "اے میرے رب! جب آپ نے مجھ میں میری روح پھونکی میں نے آنکھ کھول کر عرش کے پایہ پر لکھا ہوا دیکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ ایسی ہستی کا نام ملا یا ہے جو آپ کو ساری مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے آدمؑ تم سچے ہو اور جب تم نے ان کے واسطے سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد خاتم النبیین ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔" پھر فرمایا کہ "وہ تمہاری اولاد میں سے سب انبیاء میں آخری نبی خاتم النبیین ﷺ ہوں گے۔" (مستدرک علی الصحیحین، تاب توارخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، حدیث نمبر: 4194)

جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا تو نور محمد خاتم النبیین ﷺ تخلیق آدم کے بعد ان کی پشت میں ودیعت کیا گیا۔ پھر جب حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت اماں حوا کے بطن اطہر میں حضرت شیث علیہ السلام منتقل ہوئے تو وہ نور بھی حضرت حوا کے بطن اطہر میں منتقل ہو گیا۔ حضرت اماں حوا ہر دفعہ دو بچوں کو جنم دیتی تھیں، ماسوائے حضرت شیث کے کیونکہ وہ آنحضرت خاتم النبیین ﷺ کے جد امجد ہونے کی برکت سے تہا پیدا ہوئے اور سب بھائیوں سے مرتبہ و کمال کے لحاظ سے یکتا تھے۔

6- آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے پاک مردوں کی پشتوں سے پاکیزہ بیبیوں کے شکموں میں منتقل کرتا رہا۔" (السنن الکبریٰ 190:7) (کتاب الشفاء)

7- حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو خانہ کعبہ کی تعمیر پر مامور کیا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ شریک کیا تب تعمیر کعبہ کے وقت دونوں نے نل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی (مفہوم سورۃ البقرۃ۔ آیت نمبر 127-128)

ترجمہ: "اے ہمارے رب ہماری مزدوری قبول فرما اور ہماری نسل میں وہ امت مسلمہ جو خیر الامم ہے پیدا فرما اور ہماری نسل میں سے اس نبی آخر الزماں خاتم النبیین ﷺ کو مبعوث فرما۔"

سو اولاد ابراہیم علیہ السلام میں ہی سے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا خاندانہ صرف حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے لیے چن لیا اور حضرت اسحاق علیہ السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے صاحبزادے تھے ان کا خاندانہ ان کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد اور دوسرے انبیاء علیہ السلام کے لیے خاص فرمادی۔ یہ بنی اسرائیل کہلائے۔ بعد ازاں تمام انبیاء حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے آئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پوری نسل صرف اور صرف ایک اور سب سے آخری اور افضل نبی حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے لیے مخصوص کر دی گئی۔

8- حافظ ابو سعید نیشاپوری نے ابو بکر بن ابن مریم اور سید حیدر بن عمرو انصاریؒ کے ذریعے سے حضرت کعب الاحبارؓ سے روایت کیا ہے کہ:

"جب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کا نور مبارک حضرت عبدالمطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم میں سو گئے۔ اٹھے تو آنکھ میں سرما اور بالوں میں تیل لگا ہوا تھا اور حسن و جمال میں بڑا اضافہ ہو چکا تھا انہیں بڑی حیرت ہوئی ان کے والد انہیں قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا بیان کیا انہوں نے سن کر کہا "اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کی شادی کا حکم دیا ہے"۔ چنانچہ انہوں نے پہلا نکاح قبیلہ سے کیا۔ پھر ان کی وفات کے بعد دوسرا نکاح آمنہؓ سے کیا تو ان کے نصیب میں نور محمد خاتم النبیین ﷺ آیا اور ان کے بطن سے حضرت عبد اللہ متولد ہوئے۔ حضرت عبدالمطلب کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ "جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو وہ عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل شیمیر پر لے جاتے اور ان کے واسطے اور ویلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ اس نور محمدی خاتم النبیین ﷺ کی برکت سے بارانِ رحمت سے نوازتا تھا"۔

9- ابو نعیم اور ابن عساکر نے بطریق عطاء حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ:

"ایک مرتبہ حضرت عبدالمطلب اپنے فرزند عبد اللہ کو لے کر ایک کاہنہ کے پاس سے گزرے جو تورات انجیل اور سابقہ کتب کی عالمہ تھی۔ اس کا نام فاطمہ شمعہ تھا۔ اس نے حضرت عبد اللہ کے چہرے (پیشانی) پر نور محمدی خاتم النبیین ﷺ چمکتا دیکھا تو حضرت عبد اللہ کو نکاح کی دعوت دی مگر آپ نے انکار کر دیا۔ پھر مذکور ہے کہ آپ کا نکاح حضرت آمنہ سے ہو گیا اور نور محمدی خاتم النبیین ﷺ ان کے بطن میں منتقل ہو گیا تو ایک روز حضرت عبد اللہ اسی فاطمہ نامی کاہنہ کے پاس سے گزرے اس نے توجہ نہ دی۔ حضرت عبد اللہ نے پوچھا "کیا بات ہے؟ اس وقت تو مجھے دعوت نکاح دے رہی تھی اب توجہ بھی نہیں دے رہی"۔ اس خاتون نے جواب دیا کہ "جس نور کی خاطر میں آپ کی طرف متوجہ ہوئی تھی وہ کوئی اور خوش نصیب لے گئی، میری خواہش تھی کہ وہ نور میرے نصیب میں آتا لیکن اب ایسا ممکن نہیں وہ اب آپ سے جدا ہو گیا ہے"۔

10- سیرت ابن ہشام میں ابن ہشام سے مروی ہے کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ:

"جب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ میرے بطن میں تشریف لائے تو مجھے خواب میں بشارت دی گئی کہ آپ اس امت کے سردار اور ایک روایت کے مطابق تمام انسانوں کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں اور جب وہ پیدا ہو تو ان کا نام محمد خاتم النبیین ﷺ رکھنا"۔

حضرت آمنہؓ کے حمل کو صرف 2 ماہ ہوئے تھے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ شام کے قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو گئے اور وہاں سے واپسی پر مدینے میں اپنے ماموں کے پاس بیمار ہونے کی وجہ سے ٹھہر گئے اور وہاں پر ہی وفات پائی۔ جب آپ خاتم النبیین ﷺ چھ برس کے ہوئے تو آپ خاتم النبیین ﷺ کی والدہ حضرت آمنہؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کو مدینے شریف اپنے اقارب سے ملنے کیلئے لے کر گئیں وہاں سے واپس آتے ہوئے مکہ اور مدینہ کے درمیان موقع ابواء میں انہوں نے وفات پائی۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ اپنے دادا عبدالمطلب کی پرورش میں آ گئے جب آپ خاتم النبیین ﷺ آٹھ برس کے ہوئے تو عبدالمطلب بھی وفات پا گئے (سیرت ابن ہشام)

حضرت عبدالمطلب نے حضرت ابوطالب (جو آپ خاتم النبیین ﷺ کے چچا تھے) کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی پرورش کی وصیت کر دی تھی۔ اس لیے پھر آپ خاتم النبیین ﷺ حضرت ابوطالب کی پرورش میں رہے۔ سات روز تک آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی والدہ کا دودھ پیا تھا۔ پھر حضرت ثویبہ ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی کا اور پھر حضرت حلیمہ سعدیہ کا۔ 25 برس کی عمر میں آپ خاتم النبیین ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہ سے ہوا۔ جب آپ خاتم النبیین ﷺ 40 برس کے ہوئے تو آپ خاتم النبیین ﷺ کو خلوت محبوب ہوئی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ غار حرا میں تشریف لے گئے پھر وہاں اچانک ایک دن 8 ربیع الاول کو پیر کے دن حضرت جبرائیلؑ سورۃ العلق کی ابتدائی آیات لے کر نازل ہوئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ مشرف بانبوت ہو گئے۔

جب آپ خاتم النبیین ﷺ حضرت سعدیہؓ کے پاس تھے تو ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین ﷺ اپنے بھائی (رضائی) کے ساتھ مویشی چرا رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا اور گھبرا کر بتایا کہ "میرے قریشی بھائی کو دوسفید پکڑے پہنے ہوئے آدمیوں نے لٹایا ہے اور شکم چاک کر دیا ہے"۔ حضرت سعدیہؓ کہتی ہیں کہ یہ سن کر ہم گھبرا گئے اور وہاں گئے دیکھا تو آپ کھڑے تھے اور رنگ متغیر تھا ہم نے پوچھا کہ "کیا ہو" کہا کہ "دو لوگ آئے تھے مجھے لٹایا اور پیٹ چاک کیا پھر کچھ دیر ڈھونڈ کر نکالا معلوم نہیں کیا تھا"۔ (سیرت ابن ہشام)

محمد بن اسحاق نے ثور بن یزید سے شق صدر کے بعد کا ایک اور واقعہ مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان سفید پوش افراد میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ "ان کو امت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو"۔ چنانچہ وزن کیا گیا تو لاگیا پھر اسی طرح 100 کے ساتھ پھر 1000 کے ساتھ کیا۔ پہلے نے کہا "بس کرو اگر ان کو ان کی تمام امت کے ساتھ بھی وزن کیا جائے گا تو یہ ہی ہر وزن میں بھاری ہوں گے"۔ (سیرت ابن ہشام)

اس جملے میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو یہ بشارت سنائی گئی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نبی ہونے والے ہیں۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کا شق صدر ہونا (سیدہ کھلنا) اور قلب اطہر کا دھلنا چار بار ہوا:

- 1- ایک تو یہی جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 413) (مشکوٰۃ المصابیح، جلد-3، حدیث نمبر 5852)
- 2- دوسری بار 10 سال کی عمر میں صحرا میں ہوا۔ (مسند احمد، حاکم، ابن عساکر، ابونعیم)
- 3- تیسری بار بوقت بعثت ماہ رمضان غار حرا میں ہوا۔ (دلائل نبی، دلائل ابونعیم)
- 4- چوتھی بار شب معراج میں ہوا۔ (صحیح بخاری)

شب معراج میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے شرح صدر کے کئے جانے میں بے شمار حکمتیں مضمحل ہیں جن میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ قلب اطہر میں ایسی قوت قدسیہ بالفعل ہو جائے جس سے آسمانوں پر تشریف لے جانے اور عالم سلطوت کا مشاہدہ کرنے بالخصوص دیدار الہی سے مشرف ہونے پر کوئی دقت اور دشواری نہ پیش آئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے شق صدر کے بعد قلب اطہر کو زم زم کے پانی سے دھویا اور فرمایا کہ: "یہ قلب مبارک ہر قسم کی کجی (کمی یا خرابی) سے پاک ہے اور بے عیب ہے اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں"۔ (فتح الباری جلد 13 صفحہ 410)

قلب مبارک کی یہ آنکھیں اور کان عالم محسوسات سے وراء اور حقائق کو دیکھنے اور سننے کیلئے ہیں۔ جیسا کہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سن سکتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے"۔ (جامع ترمذی)

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ:

"فرشتوں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا سینہ اوپر سے نیچے تک چاک کیا۔ قلب مبارک باہر نکالا پھر اس میں شگاف کیا اور اس میں سے جئے ہوئے خون کا ایک لوتھڑا نکال کر باہر پھینک دیا اور کہا کہ "آپ خاتم النبیین ﷺ کے اندر شیطان کا حصہ اگر ہوتا تو یہ ہوتا"۔ (مسلم شریف)

اب شق صدر میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام کیلئے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے حیات کے بعد الموت پر دلیل قائم ہوگی۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عادتاً بغیر روح کے انسان کے بدن میں زندگی نہیں رہتی۔ لیکن انبیاء کرام کے اجسام مقدسہ روح نکل جانے کے بعد زندہ رہتے ہیں چونکہ روح حیات کا ٹھکانہ قلب ہے لہذا جب کسی انسان کا دل ہی اس کے سینے سے باہر نکال لیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ جبکہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا دل سینہ مبارک سے باہر نکال دیا گیا اور اسے شگاف دیا گیا اور وہ محمد خون جو جسمانی اعتبار سے دل کیلئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ نکال دیا گیا۔ اس کے باوجود آپ خاتم النبیین ﷺ زندہ رہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ روح قبض ہونے کے بعد بھی آپ خاتم النبیین ﷺ زندہ رہے اور اب بھی زندہ ہیں۔ جس کا دل بدن سے باہر ہو اور وہ پھر بھی زندہ رہے اگر اس کی روح باہر نکل جائے تو وہ کب مردہ ہو سکتا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خلقت نور سے ہے اور بشریت ایک لباس ہے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حکمت کے مطابق بشری صفات کو نورانیت پر غالب کر دے اور جب چاہے نورانیت کو بشری احوال پر غالب کر دے۔ بشریت نہ ہوتی تو دنیا کی زندگی و تعلیم و تبلیغ کیسے ہوتی؟ اور نورانیت نہ ہوتی تو سینہ چاک کرنے کے لیے آلم بھی درکار ہوتا اور خون بھی ضرور نکلتا۔ کبھی بشریت غالب نورانیت مغلوب اور کبھی نورانیت غالب اور بشریت مغلوب اس لیے جب کبھی آپ خاتم النبیین ﷺ کا خون بہا (جیسے غزوہ احد میں) تو وہاں احوال بشریہ کا غلبہ تھا اور جب خون نہ بہا جیسے شق صدر میں تو وہاں نورانیت کا غلبہ تھا۔

\*\*\*\*\*

## رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ﷺ

سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 107 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین** ترجمہ: ”اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا“۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے آپ کو رب العالمین فرمایا اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو رحمۃ للعالمین فرمایا۔

ہر جاندار کا عالم الگ ہے۔ ہر جاندار کی اپنی الگ ہی ایک دنیا ہے۔ اب دیکھئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ رحمت ہیں تمام عالمین کے لیے اس کو ہر جاندار سمجھتا تھا، پتھروں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کے کلمے پڑھے، جانوروں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو سمجھا اور جانا، حتیٰ کہ کھجور کے اس تنے نے جس کے ساتھ آپ خاتم النبیین ﷺ ٹیک لگایا کرتے تھے مسجد نبوی میں منبر بننے کے بعد جب آپ خاتم النبیین ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اس کھجور کے تنے نے سسکنا شروع کر دیا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے آواز سنی اور یہ سمجھ لیا کہ یہ کس لیے رو رہا ہے؟ اور منبر سے نیچے اتر کر اس کو تسلی دی اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تب اس نے رونا بند کیا۔

اگر ہم غور کریں تو عالم کا وجود جب ہی قائم ہو سکتا ہے جب وہاں پر رحمت باری تعالیٰ ہو۔ جس عالم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوگی وہ برقرار ہی نہ رہ سکے گا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ﷺ فرمایا ہے گویا یہ ہمیں سمجھا دیا گیا ہے کہ وہ رحمت ہیں جس سے ہماری دنیا کی بقاء ہے۔ اگر رحمت نہیں تو عالم نہیں۔ یہ دنیا اندھیروں سے بھر گئی تھی۔ ہر طرف کفر ہی کفر تھا، عالم کو نبی زندگی آپ خاتم النبیین ﷺ کے آنے کے بعد ملی اور جب تک اس دنیا میں آپ خاتم النبیین ﷺ کا نام باقی رہے گا کوئی بھی اللہ اللہ کہنے والا باقی رہے گا۔ اللہ اللہ کہنے والا وہ ہے جو آپ خاتم النبیین ﷺ کو اللہ کی رحمت سمجھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت سمجھے۔ ویسے تو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔ اتنی نعمتیں کے ہم ان کا شمار نہیں کر سکتے۔

قرآن پاک میں سورۃ ابراہیم، آیت نمبر 34 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ترجمہ: ”اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو ان کا احاطہ نہیں کر سکتے“۔

ان تمام نعمتوں میں اعلیٰ ترین نعمت درحقیقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمت بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات بابرکات کے طفیل علم نصیب ہوا۔ ایمان نصیب ہوا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات بابرکات کی جو تینوں کے صدقے میں بندے کو اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوئی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کیوں دنیا میں لائے اس لیے کہ کائنات کو بنانے کا مقصد انسان کو لانا ہے اور انسان کا مقصد عبادت ہے، فرشتوں پر انسان کو برتری علم سے ہے اور انسانوں پر انسان کی برتری عبادت سے ہے۔ تو انسان کا مقصد عبادت ہے کہ وہ پروردگار کو یاد کرے تو عبادت کے لیے، اللہ تعالیٰ کو جاننے کے لیے اور پہچاننے کے لیے اس کو ماننے کے لیے یہ قصہ کیا گیا کہ ہم اللہ کے آگے نیاز مندی اختیار کریں۔ اس کے آگے جھکیں، اسی سے مانگیں، اسی کو چاہیں، اسی کو معبود برحق جانیں تو عبادت میں یہ تمام چیزیں آئیں۔ اور آدم اور اس کی اولاد میں سب سے زیادہ مکمل عبادت، سب سے زیادہ اعلیٰ ترین عبادت جناب رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے کی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ سے بڑا کوئی عابد، زاہد نہ پیدا ہوا ہے اور نہ پیدا ہوگا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات کے اوپر مراتب عبادت ختم ہیں۔ بندگی اور عبودیت کی جتنی شاخیں آپ خاتم النبیین ﷺ نے دکھائی ہیں اتنی عالم میں کسی نے نہیں دکھائیں، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جیسے اللہ تعالیٰ عبودیت میں وحدہ لا شریک ہے معبودیت میں اس کی کوئی نظیر نہیں، یکتا معبود ہے۔ اس طرح عبودیت میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ وحدہ لا شریک ہیں، عبودیت میں کوئی آپ خاتم النبیین ﷺ کی نظیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے آگے جتنی مکمل عبودیت اور بندگی آپ خاتم النبیین ﷺ نے پیش کی ہے عالم میں کسی نے نہیں پیش کی۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کا کوئی لمحہ ذکر اللہ اور یاد الہی سے خالی نہیں تھا، کوئی لمحہ فارغ نہ تھا، کوئی لمحہ ایسا نہ تھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ پر آخرت کا غم طاری نہ ہو۔

تو جناب رسول خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری سب سے بڑی نعمت اور نعمتوں کی جڑ ہے۔ بنیاد ہے آپ خاتم النبیین ﷺ عالم کے لیے رحمت بن کر آئے۔ پوری دنیا کو آپ خاتم النبیین ﷺ نے عبادت کا سبق دیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ قرآن پاک کی عملی تفسیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے عمل کر کے دکھایا تاکہ مراد ربانی لوگوں کو سمجھ آجائے۔

اسلام تمام انبیاء علیہ السلام کا دین ہے:۔ اسلام کوئی نئی چیز لے کر نہیں آیا جو گل انبیاء علیہ السلام لے کر آئے وہی اسلام لے کر آیا۔ جو سارے انبیاء کا مذہب ہے وہی اسلام کا مذہب ہے۔ اسے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ لے کر آئے ہیں۔ مثلاً حضرت ابراہیم کے بارے میں ایک جگہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: ”ابراہیم مشرکوں میں سے نہ تھے۔ تم فرماؤ بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب کچھ رب العالمین کیلئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں مجھے

اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے اللہ کا فرمانبردار بننا ہوں“۔ (سورۃ انعام، آیت 163-161)

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اسلام منسوب کیا گیا کہ وہ مسلمان تھے اور دنیا میں اسلام ہی کا پرچار کیا۔ حضرت یوسف فرماتے ہیں ”اے میرے پروردگار تو دنیا اور آخرت میں میرا کام بنانے والا ہے۔ تو مجھے مسلمان اٹھانا اور ان سے ملانا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں“۔ (سورۃ یوسف، آیت 101)

تو حضرت یوسف کا دین بھی اسلام ہی ثابت ہوا۔۔۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی ”اے میرے بیٹوں تمہارے لیے اللہ نے دین اسلام کو پسند اور منتخب کیا تو اسلام پر ہی مرنا کہ یہی تمہارا دین ہے“۔ (سورۃ بقرہ، آیت 132) حضرت موسیٰ نے فرمایا ”میرا دین اسلام ہے جو خود اسلام سے نقل کیا ہے، حضرت عیسیٰ کے حواریوں نے اسلام قبول کرتے ہوئے فرمایا: ”اے مسیح آپ گواہ رہیں کہ ہم سب مسلمان ہیں“۔ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 52) تو دین عیسوی بھی اسلام ہے۔

حضرت سلیمانؑ پر جب ملکہ بلقیس ایمان لائی تو کہتی ہے میں اس سے پہلے گناہ گارتھی مگر اب میں سلیمان کے ہاتھ پر اسلام لائی ہوں۔ تو حضرت سلیمان کا دین بھی اسلام تھا تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کوئی نیا دین لے کر نہیں آئے جو پیغام سب انبیاء علیہ السلام کا تھا وہی آپ خاتم النبیین ﷺ کا تھا وہی جو دین سب انبیاء علیہ السلام لائے تھے وہی آپ خاتم النبیین ﷺ لائے جس طرح ہر دین کا نام اسلام تھا۔ اسی طرح آپ خاتم النبیین ﷺ کے دین کا نام بھی اسلام تھا۔۔۔ گویا شروع میں دین ایک ہی کی طرح تھا، حضرت آدم علیہ السلام جو دین لائے تھے وہ چھوٹا سا تھا، ان کے لیے چھوٹی سی شریعت رکھی تھی۔ ایک وقت کی نماز تھی اور وہ بھی اس طرح نہیں تھی جیسا کہ اب اسلام میں ہے۔ بس اللہ تعالیٰ کے آگے نیاز مندی سے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جانا تھا۔ یہ قیام، رکوع، تشهد، جلسہ، قومہ، سجدہ، کچھ نہ تھا پھر آہستہ آہستہ شریعت کے احکامات بڑھے اور شریعت محمدی خاتم النبیین ﷺ کے احکامات مکمل تفصیل کے ساتھ آگے تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے جو شریعت پیش کی وہ دین کی تکمیل ہے۔

دین اسلام میں صرف شرک ہی سے روکا نہیں گیا بلکہ اسباب شرک بھی شریعت محمدی خاتم النبیین ﷺ میں قطع کر دیئے گئے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”شرک سے بھی ہلکی چال میں ریختا ہے، جیسے پتھروں پر چوٹی کی چال“۔ (مسند احمد، جلد 5، حدیث نمبر 5696)

(1) آدمی شرک میں مبتلا ہوتا ہے اور اسے اسکی خبر نہیں ہوتی مثلاً اگر کوئی شخص نماز پڑھنے لگے اور دل میں یہ خیال کرے کہ مجھے کوئی دیکھے جو نمازی کہے، اور کسی کے آنے پر نہایت آرام و سکون سے نماز ادا کرنے لگے تو یہ نماز اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہوگی بلکہ اس کے لیے ہوگی جس کو دکھانا مقصود تھا تو یہ ریا (دکھاوا) شرک اصغر ہے۔

(2) ایک شرک اس سے بھی زیادہ باریک ہے یعنی کوئی بھی دیکھنے والا نہ دیکھے پھر بھی شرک میں مبتلا ہو گیا اور وہ ہے ”عُجْب“ تکبر اور عجب میں یہ فرق ہے کہ تکبر میں انسان اپنے آپ کو بڑا اور دوسرے کو حقیر جانتا ہے لیکن عُجْب میں انسان دوسرے کو حقیر نہیں جانتا اس لیے آپ کو برتر سمجھتا ہے یعنی آدمی تنہائی میں عبادت کر رہا ہے لیکن اس کے دل میں یہ بات ہے کہ میرے جیسی عبادت کوئی نہیں کر سکتا اسے خود بینی بھی کہتے ہیں۔ ایسے شخص کی عبادت اللہ کے لیے نہیں ہوتی بلکہ اس کے نفس کے لیے ہوتی ہے۔ شیطان خود بینی میں مبتلا ہوا تھا اور خود بین بندہ خدا بین نہیں ہوا کرتا، جس نے اپنے آپ کو کچھ جانا اس نے خدا کو نہ جانا۔ جو اللہ کو جان لیتا ہے وہ اپنی ذات کی نفی کر دیتا ہے۔

(3) حدیبیہ کے مقام پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے 100 صحابہ سے جہاد کے لیے بیعت کی تھی، آپ خاتم النبیین ﷺ ایک کیکر کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے نیچے بیٹھ کر ہی بیعت کی۔ وہ وقت ختم ہو گیا یہ واقعی اثر والی بات ہے کہ بزرگ اور اہل اللہ جہاں بیٹھ جاتے ہیں وہاں بھی برکت کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں تو سید الاولین، آخرین کسی جگہ پر بیٹھیں اور وہاں برکت نہ ہو یہ ناممکن تھا۔ اس درخت میں برکت کے آثار پیدا ہوئے۔ صحابہ کرامؓ نے یہ شروع کیا کہ جب وہاں سے گزرتے تو اس درخت کے نیچے دو رکعت نماز پڑھتے، دعا کرتے، اگر نماز کا وقت ہوتا تو نماز ادا کرتے اور دعا کرتے اور کچھ نہیں تو تھوڑی دیر وہاں بیٹھ کر تسبیح و تہلیل تو کر ہی لیتے تھے۔ یہ تو تھے عارفین، اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی پہچان رکھنے والے یہ محض برکت حاصل کرنے کے لیے بیٹھتے تھے۔ درخت کی پوجا کرنے کے لیے نہیں بیٹھتے تھے۔ اگلوں کے نزدیک یہ بابرکت درخت پوجا کا مرکز بن جاتا، معبود بن جاتا اور تیسری چوتھی نسل اس کے آگے ہاتھ جوڑ کر بیٹھ جاتی اور اسی کو معبود سمجھ بیٹھتی۔ یہاں سے ہی شرک کی ابتداء شروع ہو جاتی۔ اس لیے حضرت عمرؓ نے اس درخت ہی کو ٹوٹا دیا۔

اسباب معاصی بھی اسلام میں حرام ہیں۔ 1- ایسی تعظیم سے بھی روکا گیا ہے جس سے شرک کا وہم بھی پیدا ہو۔ جیسے فقہا کا کہنا ہے کہ جب سلام کرو تو جھک کر مت کرو۔ مسلمانوں کا سلام اسلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہے اس میں جھکنا جھکا نا نہیں ہے، تھوڑا سا جھک جائیں تو اس میں مضائقہ نہیں ہے لیکن اتنا جھک گیا کہ رکوع کی شکل اختیار کر لی تو یہ گناہ ہے۔

2- اجنبی عورت پر ارادے سے نگاہ ڈالنا ممنوع ہے۔ اس کو ہاتھ لگانا ممنوع ہے، حالانکہ عورت کو دیکھنا کوئی ممنوع چیز نہیں ہے، بری بات نہیں، فعل تو وہ برا ہے جس کو زنا کہتے ہیں مگر چونکہ عورت کو دیکھنا زنا کے لیے سب سے پہلے ذریعہ بنتا ہے۔ اس لیے اس کے دیکھنے ہی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، فرمایا خوشبو لگا کر عورت باہر نہ نکلے اس

لیے کہ خوشبو ایک دعوت ہے کہ مجھے دیکھو کہ جب خوشبو ناک میں پہنچے گی تو لوگوں کی توجہ اس طرف جائے گی جہاں سے خوشبو آ رہی ہے۔ تو حدیث میں ہے کہ خوشبو لگا کا باہر جانے والی عورت زانیہ کے حکم میں آتی ہے۔ ایسے زیورات پہن کر عورت کو باہر نکلنے سے منع کر دیا گیا ہے جس کی آواز دوسروں تک پہنچے، کیونکہ یہ بھی اپنے آپ کو دکھانے کی ایک دعوت ہے۔ اب یہ چیزیں اپنی ذات سے ناجائز نہیں تھیں لیکن اس لیے ممنوع قرار دے دیں گئیں کہ کہیں ذریعہ بن جائیں۔ اس کو شریعت کی اصطلاح میں ”سد ذرائع“ کہتے ہیں، یعنی وسائل ہی کو روک دو تا کہ آدمی مقاصد تک نہ پہنچ پائے۔

3- دیکھئے! روکنے اور چوری کا مقصود ہے کہ دوسرے کا مال نہ جائے لیکن تاڑ لگانا، ٹوہ لگانا، تجسس کرنا، نقب لگانا، دیوار کو دیکھنا کہ اینٹ کہاں سے کمزور ہے، مال کہاں رکھا جاتا ہے، یہ سب ممنوع قرار دے دیا گیا ہے اس لیے کہ جو آج دیکھ رہا ہے وہ کل چوری بھی کرے گا اور یہی چیزیں ذریعہ بن جائیں گی۔ تو چوری کو روکنے کے لیے اس کے تمام ذرائع اور اسباب ممنوع قرار دے دیئے گئے۔

4- حدیث پاک ہے ”جو جادو گر کے پاس گیا اس نے شریعت محمدی ﷺ سے کفر کیا۔“ (مشکوٰۃ المصابیح) حالانکہ جادو گر کے پاس جانا اپنی ذات سے تو کفر نہیں ہے اس لیے کہ جب وہ جادو گر کے پاس گیا تو اس نے اسلام سے تو انکار نہیں کیا۔ قیامت کا انکار نہیں کیا۔ فرشتوں سے انکار نہیں کیا، ایمان کا تعلق تو ان چیزوں سے ہے۔ اور یہ ساری چیزیں تو موجود ہیں پھر کفر کیسے کیا؟ فرمایا گیا کہ اس لیے کہ جو آج کسی جادو گر کے پاس جائے گا تو سب سے پہلے اس کے دل سے جادو کی برائی نکل جائے گی کہ وہ جو دل میں بیٹھا ہوا تھا کہ جادو کرنا حرام ہے وہ حرمت دل سے نکل جائے گی۔ دوسرے دن وہ جا کر ایک منتر سیکھے گا، تیسرے دن وہ خود منتر کرنے لگے گا۔ چوتھے دن اچھا خاصا جادو گر بن جائے گا اور کفر میں مبتلا ہو جائے گا۔ اس سے بچانے کے لیے شروع ہی سے روکا کہ جادو گر کے پاس جانا ہی کفر ہے۔

5- روکنا شراب سے مقصود تھا، فرمایا ”جس چیز کے زیادہ حصہ میں نشہ ہے اس کا کم حصہ بھی ناجائز اور حرام ہے۔“ یعنی شراب کا گلاس پینا تو حرام ہے ہی اس کا ایک قطرہ چکھنا بھی حرام ہے۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ شراب اس لیے حرام کی گئی ہے کہ نشہ لاتی ہے اور نشہ میں آدمی کی عقل ختم ہو جاتی ہے تو ایک قطرہ چکھنے سے تو نشہ پیدا نہیں ہوتا یہ کیوں حرام ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس نے آج ایک قطرہ پیا ہے وہ کل ایک گھونٹ پئے گا۔ جو کل ایک گھونٹ پئے گا پورے گلاس پینے گا اور چوتھے دن وہ پکا شرابی بن جائے گا۔ تو ایک قطرہ ہی کو ممنوع قرار دے دیا جاتا ہے کہ اس کے پینے کی ابتداء ہی نہ کی جائے۔ ابتداء ہی سے سدباب کر دیا گیا۔

اسباب گناہ سے روکا گیا ہے لیکن اسباب فرائض پر اجر رکھا گیا ہے۔

اسباب فرائض پر اجر و ثواب: اب جو فرائض ہیں ان کا اصل مقصد تو فرض کو ادا کرنا ہے لیکن فرض کو انجام دینے کے لیے اسباب کا سلسلہ بچھا دیا گیا ہے۔ فرمایا جب آدمی وضو کرتا ہے تو جس عضو کو دھوتا ہے اس عضو سے کئے گئے گناہ اس سے جھڑ جاتے ہیں۔ جمعہ کے لیے جانے میں ہر قدم پر ثواب رکھا گیا ہے۔ نماز کا انتظار کرنے پر عبادت کا ثواب ہے۔ غرض فرض عبادت کے بجالانے کے لیے جو جو کام ادا کئے جائیں گے سب پر اجر و ثواب۔ جمعہ کی نماز کے لیے تیاری، نہانا، صاف کپڑے پہننا، ناخن کاٹنا، سر میں تیل لگانا، خوشبو لگانا، ان سب پر اجر و ثواب رکھا گیا ہے۔ اب تیاری ہے جمعہ کی نماز کی اور تمام اسباب پر اجر و ثواب رکھا گیا ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ رحمۃ بن کر آئے۔ اس لیے بنیادی طور پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے حقوق تین ہیں: 1- عظمت 2- محبت 3- متابعت

1- عظمت: یہ کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو اتنا بڑا جانا جائے کہ کائنات میں اتنی بڑی ہستی ہے ہی نہیں جتنی بڑی آپ خاتم النبیین ﷺ کی ہستی ہے۔

2- محبت: یہ کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے وجود سے ہمارا ایمان قائم ہے آپ خاتم النبیین ﷺ نہیں تو ایمان نہیں۔ تو فقط محبوب ہی محبوب نہیں، محبوب کی ادائیں بھی محبوب، محبوب کا گھر بھی محبوب۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کا شہر مدینہ ہے تو مدینہ محبوب، مسجد نبوی محبوب مدینے کے رہنے والے (آپ خاتم النبیین ﷺ کی پڑوسی) بھی ہمیں محبوب، وطن بھی، مکان بھی اور وہاں کے باشندے بھی محبوب۔ محبت اور عظمت تو کرنے والوں نے کی، ہم تو بس محبت اور عظمت کا دعویٰ ہی کرتے ہیں۔

حضرت امام مالکؒ نے آخری عمر مدینہ میں گزارا کبھی بھی پاؤں میں جوتے نہیں پہنے۔ آپ آخری عمر میں حج کے لیے مکہ جاتے ہوئے خوف کھاتے تھے کہ کہیں موت مدینے سے باہر نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ حج کا زمانہ آ گیا اور آپ اس فکر میں تھے کہ رات کو ایک خواب دیکھا اور دیکھا کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ تشریف فرما ہیں۔ حضرت امام مالکؒ نے نہایت عاجزی سے پوچھا ”حضور مجھے یہ تو بتا دیجئے کہ میری عمر کتنی ہے تاکہ میں حج پر جا سکوں؟“ تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک آگے کیا اور آپ کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی صرف پانچ انگلیاں نظر آئیں اور فوراً ہی آنکھ کھل گئی۔ امام مالکؒ حیران ہوئے کہ پانچ انگلیوں سے کیا مراد ہے؟ کیا میری عمر پانچ سال ہے، یا پانچ ماہ یا پانچ ہفتے یا پانچ دن۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا تو تعبیر خواب کے بڑے ماہر محمد بن سیرین رحمۃ اللہ جوتا لعین میں سے تھے اور امام



## عشق مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ

اسلام کی وہ عظیم انقلابی قوت جس سے عالم طاغوت لرزتا تھا وہ عشق رسول خاتم النبیین ﷺ تھا۔ عشق رسول خاتم النبیین ﷺ ہی سے مسلمانوں کی مذہبی اور روحانی زندگی روزِ اوّل سے آج تک وابستہ ہے۔ صوفیا اسلام کی تبلیغی کوششوں نے ہر دور میں مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسول خاتم النبیین ﷺ کی وہ شمع روشن رکھی جس میں ہماری ملّی حیات کی بقا موجود تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی تاریخ میں بارہا سیاسی تغیرات کے باوجود مسلمانوں کا مذہبی اور روحانی نظام زوال پذیر نہ ہو سکا اور اس کی ترقی کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔

اسلام دشمن عناصر اور اسلام دشمن طاقتیں جانتی ہیں کہ جب تک مسلمانوں کے دل حضور خاتم النبیین ﷺ کی محبت میں غرق رہیں گے وہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو حاصل کرنے کی کوششیں کرتے رہیں گے۔ چنانچہ اس مقصد کے تحت اہل مغرب نے "اسلامی تحقیق" کے نام پر یہ فکری میدان متعصب یہودیوں اور عیسائی طبقہ کے سپرد کر دیا، جنہوں نے اسلامی تحقیق کے نام پر اس انداز سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی سیرت مبارکہ کو اجاگر کیا کہ ان کتابوں کے مطالعہ سے جو ذہن تشکیل پاتا ہے اُس کا عشق رسالت خاتم النبیین ﷺ کے تصور سے دُور کا بھی واسطہ نہیں رہتا۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کی شخصیت کے دو پہلو ہیں:

- (1) تشخص محمدی ﷺ (حسی پہلو) (2) حقیقت محمدی ﷺ (عقلی یا روحانی پہلو)

### (1) تشخص محمدی ﷺ (حسی پہلو)

اُس جسم اطہر کا نام ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور تمام نبیوں کے بعد اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ حضرت آمنہؓ کے نورِ نظر، حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سر تاج، حضرت فاطمہ زہراؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت کلثومؓ، حضرت ابراہیمؓ، حضرت قاسمؓ، حضرت طیب و طاہرؓ کے والد نامدار۔ یہ تمام رشتے تشخص محمدی ﷺ کی صفات ہیں۔

### (2) حقیقت محمدی ﷺ (عقلی یا روحانی پہلو)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے پوچھا "یا رسول اللہ ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "اُس وقت جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد کے رشتے میں منسلک نہ ہوئے تھے"۔ (امام ترمذی) یعنی اُن کے تن میں ابھی جان نہیں آئی تھی، اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کر کے حسن قرار دیا ہے۔

اس کا مکمل ذکر سورۃ آل عمران، آیت نمبر 81، پارہ نمبر 3، میں ہے۔

ترجمہ: "اور یاد کرو وہ وقت کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہ السلام سے عہد لیا تھا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت عطا کر کے معبود کروں تو اس کے بعد تمہارے پاس میرا بیار رسول ﷺ آجائے تو تم سب کو اس پر ایمان لانا ہوگا، اور اُس کے مشن کی مدد کرنا ہوگی"۔

یہ ہے حقیقت محمدی ﷺ کہ نہ اولادِ آدم علیہ السلام، نہ بشر، نہ کسی کے باپ، نہ کسی کی اولاد بلکہ کائنات کی اصل۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا "حسی پہلو" آپ خاتم النبیین ﷺ کے بشری و انسانی اوصاف و کمالات پر مشتمل ہے اس کی اہمیت و افادیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ لیکن بعض مسلم مفکرین و مصنفین نے جناب رسالتِ مآب خاتم النبیین ﷺ کے فضائل و شمائل کے بیان کو صرف اس حسی پہلو تک محدود کر دیا ہے اور وہ عقلی

روحانی اور معجزاتی پہلو جو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے بلند و بالا کمالاتِ نبوت اور فضائل و شمائل پر مشتمل تھا، اُس کو یہ کہہ کر نظر انداز کر دیا گیا کہ جدید تعلیم یافتہ نسل کو ان مسائل سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ صرف صوفیا اور عارفین کے لیے ہے۔ اور اس طرح جب آپ خاتم النبیین ﷺ کے روحانی و باطنی فضائل و کمالات کے بیان کو جدید دور میں غیر ضروری سمجھتے ہوئے ترک کر دیا تو نئی نسل میں دو طرح کے لوگ پیدا ہو گئے۔

- (1) مغرب زدہ سیکولر ذہن (2) مذہبی ذہن

### (1) مغرب زدہ سیکولر ذہن:

جو خود کو "روشن خیال" مسلمان کہتا تھا۔ یہود و نصاریٰ کے اس پروپیگنڈے کے باعث عشق رسول خاتم النبیین ﷺ کی دولت سے عاری ہو گیا۔ مخالفین

اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

## (2) مذہبی ذہن:

جو یہود و نصاریٰ کے زہریلے پروپیگنڈے کے اثر سے کسی نہ کسی طرح بچ گیا۔ اس جدید لٹریچر کے باعث "اسلام" اور "بانی اسلام" سے واسطہ تو رہا لیکن "عشق رسول خاتم النبیین ﷺ" کے عقیدے کو فرسودہ، غیر ضروری اور شخصیت پرستی کے مترادف سمجھنے لگا۔ اس طرح دونوں طبقے اس دولتِ لازوال سے تہی دامن ہو کر روحانی کیفیت سے محروم ہو گئے اور ہماری قومی اور ملی زندگی تباہی اور بربادی کا شکار ہو گئی۔ دشمن اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

موجودہ دور میں "احیائے اسلام" اور "ملت نشاۃ ثانیہ" کی جس قدر علمی و فکری تحریکیں سامنے آئیں ہیں ان سب کی تعلیمات کا جو تصور مسلمانوں کی نوجوان نسل کے ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے اور ہو رہا ہے وہ یہی ہے کہ اسلام کو بحیثیت نظام قبول کر لینا اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہی کمال ایمان اور محبت رسول خاتم النبیین ﷺ ہے۔ اس اتباع کے علاوہ جناب رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات سے خاص قسم کا قلبی اور جذباتی لگاؤ ہے وہاں نہ عشق و محبت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے (جس کی علامات اور احوال سے اہل دل بخوبی واقف ہیں) نہ تو مقصود ایمان کہتے ہیں اور نہ ہی تعلیم اسلام، بلکہ یہ تو جاہلانہ شخصیت پرستی کی ایک صورت ہے جو "توحید" کے منافی ہے۔

اس نام نہاد روشن خیالی سے ہماری حیات ملی پر جو مضر اثرات مرتب ہوئے ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ "عشق رسول خاتم النبیین ﷺ" کے اصل تصور کو قرآن وحدیث اور سنت صحابہؓ کے آئینے میں اس طرح اُجاگر کیا جائے کہ آج کی نوجوان نسل جو "تلاش حقیقت" میں سرگرداں ہے اس آفاقی حقیقت سے باخبر ہو کر پھر سے آقا ومولا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ "عشق و محبت" کا وہ تعلق اس طرح استوار کریں کہ اس کی نظروں کو فرنگ کے جلوے کبھی خیرہ نہ کر سکیں۔

آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ "قرون اولیٰ" کے ان عشاق صحابہ کرامؓ اور صالحین امت کے تذکرے عام کیے جائیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی محبت اور عشق کی بھٹی سے گزارتے ہوئے ایسے نمونے چھوڑے کہ رہتی دنیا تک ہمارے لیے "رہبری کامل" کے نمونے ہیں۔ جب تک آج کا نوجوان طبقہ اپنے سینے سے عشق و محبت کے وہی تیر پھر سے پار نہیں کرتا جس سے حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت بلالؓ، حضرت ابو ذر غفاریؓ نے اپنے دل چھلنی کیے تھے۔ یعنی۔۔۔ جب تک صحابہ کرامؓ کی طرح یہ سوزش عشق نہ ہوگی تو معرکہ ہائے بدر و جنین بھی برپا نہ ہوگا۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو

اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

آپ خاتم النبیین ﷺ سے محبت دین حق کی شرط اول ہے۔ قرآن پاک میں سورۃ التوبہ آیت نمبر 24 میں ارشاد خداوندی ہے:

"اے محبوب! آپ ﷺ فرما دیجیے، اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے خاندان کے لوگ اور معاشرے والے اور وہ مال جو تم کھاتے ہو اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں خوف ہے اور وہ مکانات جسے تم پسند کرتے ہو، تم کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ اور اُس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو تم منتظر رہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے، اور خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ محبت رسول ﷺ ایمان کی بنیاد ہے اور یہی ایمان کی معراج اور کمال بھی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس محبت کے ثواب اور اجر کے لیے اسلامی تعلیمات بالخصوص قرآن وسنت سے کوئی راہنمائی بھی ملتی ہے؟ یا یہ محض ایک خیالی اور تصور کی حد تک اسلامی عقائد میں شامل ہے۔

(1) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نماز کے لیے تشریف لے گئے، جب آپ خاتم النبیین ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "وقوع قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟" اُس شخص نے عرض کیا، "یا رسول اللہ ﷺ میں یہاں ہوں۔" آپ خاتم النبیین ﷺ نے اُس سے پوچھا کہ "تم نے قیامت کے بارے میں کیا تیاری کر رکھی ہے؟" اُس شخص نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ نماز روزوں کا کوئی بڑا ذخیرہ میرے پاس نہیں ہے البتہ میں اللہ اور اُس کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔" آپ خاتم النبیین ﷺ نے جواب دیا "قیامت میں ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا اور تو بھی روز قیامت

اُس کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے"۔ (جامع ترمذی، جلد 2، حدیث نمبر 2385)

(2) حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جو شخص مجھ سے دنیا میں محبت رکھے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا"۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد 1، حدیث نمبر 175)

(3) سیدنا انس بن مالکؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں "میں رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے گھر میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس موجود تھا، ایک آدمی نے آکر عرض کیا "اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ! قیامت کب آئے گی؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "وہ تو قائم ہو کر رہے گی، تم نے اس کے لیے تیاری کیا کر رکھی ہے؟" اس نے کہا "اللہ کی قسم! میں نے قیامت کے لیے کوئی زیادہ اعمال تو نہیں کیے ہیں، البتہ اتنا ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے محبت رکھتا ہوں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جن کے ساتھ تم کو محبت ہوگی، آخرت میں انہی کے ساتھ ہوگے اور تم جو امید رکھو گے، وہی کچھ تمہیں ملے گا"۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 12786)

(4) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ جب حضرت معاذؓ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجنے لگے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت معاذؓ کو سوار ہونے کا حکم دیا اور خود ساتھ ساتھ پیدل چلے اور کچھ نصیحتیں فرمائیں، جب نصیحتوں سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "اے معاذؓ اب شاید تیری ملاقات مجھ سے نہ ہو، ہاں تجھے میری مسجد اور قبر کی زیارت ضرور نصیب ہوگی" یہ سن کر حضرت معاذؓ زار و قطار رونے لگے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اُن کی یہ حالت دیکھی تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف رخ کر کے فرمایا: "میرا قرب متقی لوگوں کو نصیب ہوگا، خواہ وہ کوئی ہوں اور کہیں کے رہنے والے ہوں" اسلام لانے کے بعد صحابہ کرامؓ کو سب سے بڑی خوشی یہ تھی کہ آخرت میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا قرب نصیب ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد 3، حدیث نمبر 5227)

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے کامل محبت کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:-

- (1) محبت کی پہلی شرط، اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ
- (2) محبت کی دوسری علامت، حکمِ محبوب کی تعمیل
- (3) محبت کی تیسری شرط، کثرتِ ذکر
- (4) محبت کی چوتھی شرط، اشتیاقِ دیدار
- (5) محبت کی پانچویں شرط، محبوب خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم و توقیر
- (6) محبت کی چھٹی شرط، ذکرِ محبوب خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم
- (7) محبت کی ساتویں شرط، محبوب کی پسند سے محبت ہے، مثلاً صحابہ کرامؓ سے محبت، اہل بیت سے محبت، مہاجرین و انصار سے محبت، اہل عرب سے محبت، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی پسندیدہ چیزوں سے محبت، آپ خاتم النبیین ﷺ کے پسندیدہ کھانوں اور لباس سے محبت وغیرہ
- (8) محبت کی آٹھویں شرط، محبوب خاتم النبیین ﷺ کی ناپسند سے نفرت
- (9) محبت کی نویں علامت، محبوب خاتم النبیین ﷺ کے دشمن سے عداوت
- (10) محبت کی دسویں علامت، قرآن و حدیث سے محبت
- (11) محبت کی گیارہویں علامت، اُمتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی خیر خواہی
- (12) محبت کی بارہویں علامت، فقر و درویشی کا خوگر ہونا، یعنی محبت کا دعویٰ کرنے والا، زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت، مجاہدے کا عادی ہونا، صوفی منش اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنے والا اور فقر و فاقہ کا خوگر ہونا۔
- (13) محبت کی تیرہویں علامت، محبوب خاتم النبیین ﷺ کو ہر عیب سے مبرا جاننا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو جملہ ظاہری و باطنی فضائل و کمالات کا جامع ہونے پر صدق دل سے یقین رکھا جائے، نیز آپ خاتم النبیین ﷺ کو تمام مخلوق میں علم، حلم، خلق، جملہ صفات و کمالات کے اعتبار سے کامل تسلیم کرنا، نیز آپ خاتم النبیین ﷺ کے جو دو سخا اور رحمت و احسانات اور کرم و عطا

کو پوری مخلوق بشری کے لیے اس طرح فیض رساں جاننا جس طرح آپ خاتم النبیین ﷺ کی ظاہری حیات مقدسہ میں تھا۔ یہی چیز ایمان ہے ورنہ دعویٰ محبت نبی بر عشق نہ ہوگا۔

محبت رسول خاتم النبیین ﷺ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی کیفیت:- (1) سیدہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے والد گرامی سارا دن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے، جب عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر گھر جاتے تو جدائی کے چند لمحات گزارنا مشکل ہو جاتا اور ساری رات ماہی بے آب کی طرح بے تاب رہتے اور کیفیت اُس وقت تک رہتی جب تک صبح آپ خاتم النبیین ﷺ کو دیکھ نہ لیتے۔

(2) سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک دن رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ ایسے وقت میں اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے کہ پہلے کبھی ایسے وقت میں باہر نہ آئے تھے۔ اچانک سیدنا ابو بکر صدیقؓ بھی آگئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا، اے ابو بکر صدیقؓ تم کیسے آئے؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا "آپ خاتم النبیین ﷺ سے ملنے کی خواہش تھی"۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت فاروق اعظمؓ بھی آگئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "اے عمرؓ تم کیسے آئے؟" حضرت عمرؓ نے فرمایا بھوک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "مجھے بھی کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ اپنے دونوں ساتھیوں کو لے کر ابو اہیشمؓ کے ہاں تشریف لے گئے، یہ کچھ روں کے باغ کے مالک تھے، اُس وقت گھر پر موجود نہ تھے، ان کی بیوی نے بتایا کہ آتے ہی ہوں گے پانی لینے گئے ہیں، زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ابو اہیشمؓ آگئے، جب انہوں نے دیکھا کہ آج گھر میں محبوب خدا خاتم النبیین ﷺ اپنے ساتھیوں سمیت تشریف فرما ہیں، تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی، حدیث کے الفاظ میں اُن کی کیفیت یوں بیان کی گئی ہے۔

"وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے قدموں سے لپٹ گئے اور بار بار کہتے تھے، آپ خاتم النبیین ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہتے، تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، کہ آج میرے معزز مہمان سے بڑھ کر (روئے زمین میں) کوئی کسی کا مہمان نہیں ہے۔"

آپ خاتم النبیین ﷺ کے بیٹھنے کے لیے چادر بچھائی گئی اور پھر اجازت لے کر کچھو کر کے خوشے توڑ کر آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر کئے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے ملاحظہ فرمایا اور کہا "پورے کا پورا خوشہ کیوں لے آئے صرف پکی پکی توڑ کر لے آتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ "یا رسول اللہ ﷺ بعض اوقات طبع کو پکھی اور ادھ کچی، پکی ہوئی سے زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے، اس لیے پورا خوشہ لایا ہوں، جو جی چاہے نوش فرمائیں۔ میری خواہش تھی کہ جو میرے آقا خود پسند کریں۔"

(مشکوٰۃ المصابیح)

(3) شفا شریف میں قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا "صحابہ کرامؓ کو آپ خاتم النبیین ﷺ سے کس قدر محبت تھی؟" انہوں نے جواب دیا "رسول پاک خاتم النبیین ﷺ ہمیں اپنے اموال، اپنی اولاد، اپنے آباؤ اجداد، اپنی بیویوں سے زیادہ محبوب تھے، پھر فرمایا کسی پیاسے کو ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے ہمیں اپنے آقا سے اس سے بڑھ کر محبت تھی۔"

(4) اپنی بیماری کی حالت میں آپ خاتم النبیین ﷺ تین دن تک باہر نہ آئے تو نگاہیں ترس گئیں، آخر کار وہ مبارک لمحہ ایک دن نماز میں نصیب ہو گیا۔ امام بخاریؒ نے صحابہ کرامؓ کی والہانہ کیفیت اس انداز میں بیان کی ہے "آپ خاتم النبیین ﷺ نے حجرہ مبارک سے پردہ اٹھایا ہی تھا کہ تمام صحابہؓ کی توجہ (نماز ہی میں) حجرہ کی طرف مرکوز ہو گئی یہاں تک کہ مسلمانوں نے نماز ترک کرنے کا ارادہ کر لیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے نماز پوری کرنے کا حکم دیا اور پردہ نیچے گرا دیا۔"

آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ کی حالت:- حضرت انسؓ فرماتے ہیں "آپ خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری پر مدینے کی ہر شے روشن ہو گئی تھی اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد ہر شے پر تاریکی چھا گئی تھی۔" (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 1631)

(1) آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد حضرت بلالؓ کی حالت:- شرح بخاری میں امام کرمانیؒ لکھتے ہیں "جب آقائے دو جہاں خاتم النبیین ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت بلالؓ نے دل نہ لگنے کی وجہ سے شہر چھوڑنے کا ارادہ کر لیا، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انہیں روکا اور مسجد نبویؐ میں باقاعدگی سے آذان دینے کے لیے کہا، سیدنا بلالؓ نے آپؓ کی بات سنی اور کہا "رسول خاتم النبیین ﷺ کے بغیر اب مدینے میں میرا دل نہیں لگتا اور نہ ہی مجھ سے ان خالی اور افسردہ مقامات کو دیکھنے کی قوت ہے جن میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے، اب مدینے میں میرا ہننا دشوار ہے۔"

حضرت بلالؓ مدینے کو چھوڑ کر ملک شام کے شہر حلب میں چلے گئے، تقریباً چھ ماہ کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی، حضور پاک خاتم

النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے بلالؓ! تُو نے ہم سے ملنا چھوڑ دیا، ہماری ملاقات کو تیرا جی نہیں چاہتا" حضرت بلالؓ خواب سے بیدار ہوئے تو اپنی اونٹنی پر لپیک یا سیدی ﷺ، لپیک یا سیدی ﷺ کہتے ہوئے روانہ ہوئے اور سب سے پہلے مسجد نبوی میں داخل ہو کر یا رسول اللہ ﷺ یا رسول اللہ ﷺ کہتے ہوئے آپ خاتم النبیین ﷺ کو ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ کبھی مسجد میں جاتے تو کبھی حجروں میں، جب آپ خاتم النبیین ﷺ کو کہیں نہ پایا تو قبر اطہر پر سر رکھ کر رونا شروع کر دیا اور کہا "یا رسول اللہ ﷺ! آپ خاتم النبیین ﷺ نے تو کہا تھا کہ آکر مل جاؤ" یہ کہہ کر روتے روتے بے ہوش ہو گئے، کافی دیر کے بعد ہوش آیا اتنے میں سارے مدینے میں اطلاع ہو گئی کہ موزن رسول خاتم النبیین ﷺ مدینے میں آئے ہوئے ہیں۔ تمام لوگ حضرت بلالؓ کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ نے آپؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "اے بلالؓ! ہم آپؓ سے وہی آذان سنتا چاہتے ہیں جو آپؓ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو سنایا کرتے تھے" اب حضرت بلالؓ کو انکار کرنے کا چارنہ رہا، لہذا آذان شروع کی، ابتدائی الفاظ "اللہ اکبر، اللہ اکبر" ادا کیے تو اہل مدینہ سسکیاں لے کر رونے لگے، جیسے آپؓ آگے بڑھتے جاتے جذبات میں اضافہ ہوتا جاتا، جب آپؓ "اشہدان محمد رسول اللہ" کے کلمات پر پہنچے تو تمام لوگ حتیٰ کہ پردہ نشین خواتین بھی گھروں سے باہر آ گئیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی وفات کے بعد اہل مدینہ پر اُس دن سے بڑھ کر رقت کبھی طاری نہیں ہوئی۔ آذان کے ان الفاظ کے ساتھ حضرت بلالؓ نے جب دائیں جانب منبر رسول خاتم النبیین ﷺ کو خالی دیکھا تو غم رسول خاتم النبیین ﷺ میں ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد دوبارہ شام چلے گئے۔

(2) آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کی حالت:- آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے ہجر و فراق کے لمحات میں یہ الفاظ کہے "یا رسول اللہ ﷺ! آپ خاتم النبیین ﷺ پر میرے ماں باپ قربان اور آپ خاتم النبیین ﷺ کو سلام ہو، آپ خاتم النبیین ﷺ کی تواضع و اکساری کی حد ہے کہ عرش کے مہمان ہو کر ہم فرشتوں کے ساتھ رہے، سواری کی اور ہم جیسوں کو پیچھے بٹھایا۔"

(3) آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد حضرت علیؓ کی حالت:- سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد جمعرات کی صبح کو (یعنی تین دن کے بعد) ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سفید ریش اونٹ پر سوار ہو کر آیا۔ اُس نے اپنی سواری کو مسجد کے دروازے پر باندھا اور یہ کہتا ہوا مسجد کے اندر داخل ہوا "تم پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو" "کیا تم میں محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ موجود ہیں؟" حضرت علیؓ نے اُس سے پوچھا، تجھے اُن سے کیا کام ہے؟ اُس شخص نے جواب دیا کہ "میں یہودی علماء میں سے ہوں، 80 سال سے تورات کا مطالعہ کر رہا ہوں، اُس میں بہت جگہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نبی (محمد ﷺ) کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ میں اس ذکر سے متاثر ہو کر یہاں آیا ہوں اور میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے آیا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: "لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ کا تو وصال ہو چکا ہے"۔ اُس عالم نے افسوس کا اظہار کیا اور پوچھا "کیا اُن کی کوئی اولاد ہے؟" حضرت علیؓ نے حضرت بلالؓ سے کہا کہ انہیں حضرت فاطمہؓ کے پاس لے جاؤ۔ حضرت فاطمہؓ کے پاس پہنچ کر اُس نے اپنا تعارف کروایا اور اس بات کی خواہش کی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا دیں تاکہ میں اُس کی زیارت کر سکوں۔ حضرت فاطمہؓ نے حضرت حسینؓ سے فرمایا "وہ کپڑا جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے وصال کے وقت پہنا ہوا تھا لے آؤ" چنانچہ وہ کپڑا لایا گیا۔ اُس عالم نے حضرت حسینؓ سے وہ کپڑا لیا، اُسے سوگھا اور اپنے چہرے پر ملنے لگا اور اُس کپڑے کی خوشبو سوگھتے ہوئے بار بار کہتا "اس صاحبِ ثواب پر میرے ماں باپ قربان، اس صاحبِ ثواب پر میرے ماں باپ قربان" اس کے بعد کپڑا لوٹا یا اور حضرت علیؓ کے پاس واپس آئے اور یہ خواہش کی آپ خاتم النبیین ﷺ کا تذکرہ اس انداز میں کریں گویا میں اُن کو دیکھ رہا ہوں، یہ سُن کر حضرت علیؓ رو پڑے اور فرمایا: "اللہ کی قسم آپ خاتم النبیین ﷺ کی زیارت کا تجھے جس قدر شوق ہے اس سے کہیں بڑھ کر اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ سے ملاقات کا مجھے شوق ہے"۔

(4) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد ایک دن حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ چلیں حضرت اُم ایمن سے ملاقات کر آئیں۔ کیونکہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں اکثر اُن سے ملاقات کو جایا کرتے تھے، جب یہ دونوں حضرات اُن کے گھر پہنچے تو اُن کو دیکھ کر حضرت اُم ایمنؓ نے رونا شروع کر دیا۔ انہوں نے کہا "آپؓ کیوں روتی ہیں؟ کیا آپؓ کو معلوم نہیں ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کے مقام سے زیادہ بہت بہتر مقام میں ہیں؟" یہ سُن کر حضرت اُم ایمنؓ نے فرمایا "میں جانتی ہوں کہ وہاں پر آپ خاتم النبیین ﷺ اعلیٰ مقام پر ہیں، لیکن میں اس بات پر روتی ہوں کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتِ وحی سے محروم ہو گئے، اللہ تعالیٰ کی وہ پیاری باتیں جو صبح و شام سُننے کو ملتی تھیں اب نہیں رہیں" یہ سُن کر ان دونوں کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل پڑے۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد اکثر صحابہ کرامؓ مغموم رہتے تھے، یہاں تک بعض صحابہ کرامؓ نے مسکرانا چھوڑ دیا تھا۔

(5) حضرت ابو جعفرؓ سیدہ فاطمہؓ کے بارے میں فرماتے ہیں "میں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی وفات کے بعد کبھی حضرت فاطمہؓ کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔"

(6) حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جب رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ کی تدفین ہو چکی اور صحابہ کرامؓ واپس آئے تو حضرت فاطمہ الزہراءؓ نے تدفین کرنے والے صحابہ کرامؓ میں سے حضرت انسؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: "اے انسؓ! تم لوگوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ پر مٹی ڈالنے کو اور دفن کرنے کو کیسے گوارا کر لیا؟ اے انسؓ! تم لوگوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ پر مٹی ڈالنے کو اور دفن کرنے کو کیسے گوارا کر لیا؟" حضرت حمادؓ سے منقول ہے کہ جب یہ روایت حضرت انسؓ کے شاگرد مشہور تابعی ثابت البنانیؒ بیان کرتے تو اتنا روتے کہ اُن کی پسلیاں اپنی جگہ سے ہل جایا کرتیں تھیں۔

یہ وہ چند روایات ہیں جن میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرنے والے چند جانثار صحابہ کرامؓ کی کیفیات اور قابل رشک احساس پر مبنی حالات بیان ہوئے ہیں۔ کتب احادیث میں ایسے اُن گنت واقعات موجود ہیں جو ہمیں آج بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے عشق کی ترغیب دیتے ہیں۔ یہ چند حقائق صرف اور صرف اس لیے بیان کیے گئے ہیں تاکہ لوگوں کو مادہ پرستی کے دور میں پھر سے اپنے پیغمبر اعظم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی صورت و سیرت کے وہ دل فریب انداز اپنی طرف متوجہ کریں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ جیسے برگزیدہ صحابہ کرامؓ کی بیقرار یوں کا مداوا تھے، اور پھر ہم اپنی جھوٹی اور ناپائیدار صرف زبانی محبتوں کے بتوں کو توڑ کر اُس حسنِ مطلق کی رعنائیوں کا اگر مشاہدہ نہیں تو کم از کم اندازہ کر سکیں۔ کیونکہ ہم اس رعنائی حسن سے بے گانہ ہو چکے ہیں، یہی جمال جہاں آراہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ اسی محبوب خاتم النبیین ﷺ سے محبت کی محرومی نے ہمارے شب و روز تاریک کر دیئے ہیں اور اسی مرکز مہر وفا سے ہمارے رابطے منقطع ہو چکے ہیں۔ اس لیے محبت اور عشق کی باتیں اور ہجر و فراق کی داستاںیں کبھی قدامت پرستی اور کبھی قصہ ہائے یارینہ معلوم ہوتے ہیں۔

افسوس صد افسوس! ہم بلالؓ کی محبت ہی دیکھ لیتے، ہم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عشق کو ملاحظہ کر لیا ہوتا، کچھ نہیں تو کجھور کے خشک تنے کی آہ وزاری اور چیخ و پکار کا مقصد ہی معلوم کر لیا ہوتا، تو عشق رسول خاتم النبیین ﷺ کو "جنون" کا نام دے کر ہم میں سے بعض اس حقیقت سے چھٹکارا حاصل نہ کرتے، اور اگر ہم جمال مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ سے بے گانہ نہ ہوتے تو آج زوال اور انحطاط کا یہ دور دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

پس عشق رسول خاتم النبیین ﷺ ہمارا نکھار ہے۔ نسبت رسول خاتم النبیین ﷺ ہماری طاقت اور محبت رسول خاتم النبیین ﷺ وہ آئینہ ہے جس میں ہم فرش سے عرش تک دیکھ سکتے ہیں جنہیں یہ نظر عطا ہوتی ہے۔ اُن پر بڑی پابندیاں ہوتی ہیں۔ کچھ کہہ نہیں سکتے۔ عشق میں شکر ہوتا ہے۔ یہ عشق کی فطرت ہے کہ ہر عظمت محبوب سے منسوب کر کے خوش ہوتا ہے۔ عقل محدود ہے۔ عشق لامحدود اس لیے حساب سے بے نیاز ہے۔ عشق تو سب کچھ نثار کرنے کے بعد بھی یہی کہتا ہے کہ "حق ادا نہ ہوا"۔

عشق عشق تے ہر کوئی کردا، عشق کماوے کوئی ہو  
مرگئے مرگئے ہر کوئی آکھے، مر کے دکھاوے کوئی ہو  
زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا، دل دا پڑھدا کوئی ہو  
دل دا کلمہ عاشق پڑھدے، کی جان ہر جانی ہو

\*\*\*\*\*

## سراج منیر خاتم النبیین ﷺ

سورہ الاحزاب، آیت نمبر 46-45 میں فرمان الہی ہے: **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا** - وَذَاعِبًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ترجمہ: "اے نبی (خاتم النبیین ﷺ) بیشک ہم نے آپ کو (حق اور خلق کا) مشاہدہ کرنے والا اور (حسنِ آخرت کی) خوشخبری دینے والا اور (عذابِ آخرت کا) ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس کے اذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور متور کرنے والا آفتاب (بنا کر بھیجا ہے)۔"

حضرت نصر بن انس بن مالکؓ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں "میں نے نبی خاتم النبیین ﷺ سے سوال کیا "آپ خاتم النبیین ﷺ قیامت کے دن میری سفارش کریں گے؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ضرور کروں گا۔" میں نے کہا "اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ قیامت کے دن میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو کہاں تلاش کروں؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "سب سے پہلے تم مجھے پل صراط پر تلاش کرنا،" میں نے کہا "اگر میں آپ خاتم النبیین ﷺ سے پل صراط پر نہ مل سکوں؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تب میزان کے پاس مجھ سے ملنا،" میں نے کہا "اگر میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو میزان کے پاس نہ پاؤں تو؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "توحوش پر پاؤں گے، ان تین مقامات میں سے کہیں نہ کہیں ضرور پاؤں گے۔" (السلسلۃ الصحیحہ، حدیث نمبر 2524) جن لوگوں کے دل میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے ملاقات کی تڑپ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کی ملاقات کا سبب خود ہی بنا دیں گے۔

ایک یہ ہے کہ ہمیں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے محبت ہے اور ایک یہ کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو ہم سے محبت ہے۔ ان میں کوئی چیز بڑی ہے؟ ایک صحابی نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ کسی بندے سے محبت ہے، ان کے اعمال ایک جیسے نہیں ہیں۔ ان کی آپس میں ملاقات نہیں ہوتی، لیکن محبت ہے، کیا اس کو کوئی فائدہ ہے؟ جس طرح ہمیں صدیق اکبرؓ سے محبت ہے؟ جس طرح ہمیں حضرت علیؓ سے محبت ہے، ہمارے اعمال اور ہیں ان کے اعمال اور، ہمارا کردار اور ہے، ان کا کردار اور۔ تو کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ محبت فائدہ دے گی؟ فرمایا ہاں یہ محبت فائدہ دے گی۔ "جس کو جس سے محبت ہوگی وہ حشر میں اسی کے ساتھ ہوگا۔" اگر چھوٹے کو بڑے سے محبت ہے۔ ہمیں اتباع مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کے صدقے میں شفاعت مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کے صدقے میں جنت تو ملے گی لیکن جنت کے ادنیٰ درجے میں جگہ مل جائے گی۔ جتنے قرآن پاک کے حروف ہیں جنت کے اتنے درجے ہیں۔ معمولی درجے بھی ہیں اور سب سے اعلیٰ "علیین" بھی ہیں اور وہ بھی ہیں جہاں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا مقام ہے۔ اب ہم ہیں سب جنت میں اور حدیث پاک بتا رہی ہے کہ جس کو جس سے محبت ہوگی وہ اس کے ساتھ ہوگا۔ اب ہم کو حضرت صدیق اکبرؓ سے حضرت علیؓ سے محبت ہے۔ تو کہاں صدیق اکبرؓ کا جنت کا ٹھکانہ اور کہاں حضرت علیؓ کا جنت کا گھر اور کہاں ہمارے ٹھکانے اور ہمارے گھر؟ تو کیا آپ صدیق اکبرؓ یا حضرت علیؓ اپنا ٹھکانہ چھوڑ کر ہمارے پاس آئیں گے؟ کیا ہماری محبت کھینچ کر ان کو ہمارے پاس لائے گی؟ اب حدیث پاک ہے، نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ "جس کو جس سے محبت ہوگی وہ اس کے ساتھ ہوگا۔" اب ایک ان میں ادنیٰ ہے۔ ایک ان میں اعلیٰ ہے۔ ایک قطرہ ہے، دوسرا سمندر ہے، ایک فرش ہے، دوسرا عرش ہے، تو کیا اوپر والا نیچے آئے گا۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ نیچے والا اوپر جائے گا۔ محبت کرنے والے امتی آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس جائیں گے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ امتیوں کے پاس نہیں آئیں گے۔

اب ہمارے اعمال ان جیسے نہیں ہمارے اعمال اور ان کے اعمال میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اگر صحابہ کرامؓ کو ہم دیکھ لیں تو ہم سمجھیں گے کہ مجنوں (اللہ اور نبی کی ذات میں محو) بیٹھے ہوئے ہیں اور صحابہ کرامؓ ہمیں دیکھ لیں تو سمجھیں گے کہ یہ کفار بیٹھے ہوئے ہیں (وضع قطع کے اعتبار سے) لیکن اگر ہم فرائض اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ کے پابند ہیں اور ہمیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت ہے تو یہ محبت ہمیں اٹھا کر اوپر والے درجے میں لے جائے گی۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ والے درجے میں لے جائے گی۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت نہیں ہے۔ تو ایمان نہیں ہے اولیاء کرامؓ سے محبت نہیں ہے تو ان کا ساتھ نہیں ہے۔ جو بھی تھوڑی بہت محبت ہو اور خلوص والی ہو تو وہ ہمیں تحت الشریٰ سے اٹھا کر عرش معلیٰ پر لے جائے گی۔ سورہ بوس، آیت نمبر 62 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۶۲﴾ "خبردار رہو کہ اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ جو اللہ والے ہیں ان کو جہنم کی کوئی فکر نہیں۔ وہ اس سے بے خوف ہیں، انہیں اپنی ذات سے متعلق کوئی ڈر نہیں کہ وہ جہنم میں چلے جائیں

گے۔ اس کو خوف کہتے ہیں اور ان کو حزن نہیں ہے۔ ان کو غم بھی نہیں ہوگا۔ غم کس کو نہیں ہوگا؟ جس نے اپنی زندگی اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ، محبت رسول خاتم النبیین ﷺ، تعظیم رسول خاتم النبیین ﷺ، اور ادب رسول خاتم النبیین ﷺ میں گزاری ہوگی۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا فرمان ہے "جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی"۔ (مشکوٰۃ)

حضرت زید بن ارقمؓ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ (غزوہ بنی مصطلق میں) جہاد کے لیے نکلے، وہ فرماتے ہیں "ہمارے ساتھ کچھ اعرابی (بدو) بھی تھے (جب کہیں پانی نظر آتا) تو ہم ایک دوسرے سے پہلے پہنچ کر حاصل کر لینے کی کوشش کرتے، اعرابی (بدو) پانی تک پہنچنے میں ہم سے آگے بڑھ جاتے (اس وقت ایسا ہوا) ایک دیہاتی اپنے ساتھیوں سے آگے نکل گیا، جب آگے نکلتا تو حوض کو بھرتا اور اس کے ارد گرد پتھر رکھتا، اس پر چڑے کی چٹائی ڈال دیتا، پھر اس کے ساتھی آتے، اسی موقع پر انصاریوں میں سے ایک اعرابی کے پاس آیا، اور اپنی اونٹنی کی مہار ڈھیلی کر دی تاکہ وہ پانی پی لے، مگر اس اعرابی شخص نے پانی پینے نہ دیا، انصاری نے بندھ توڑ دیا۔ اعرابی نے لٹھ اٹھائی اور انصاری کے سر پر مار کر اس کا سر زخمی کر دیا، وہ انصاری منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی کے پاس آیا، وہ ان کے (ہم خیال) ساتھیوں میں سے تھا، اس نے اسے واقعہ کی اطلاع دی، عبداللہ بن ابی یہ خبر سن کر بھڑک اٹھا، غصہ میں آ گیا اور کہا "اگر ہم مدینہ (بسلامت) پہنچ گئے تو تم میں جو عزت والے ہیں انہیں ذلت والوں (اعرابیوں) کو مدینہ سے ضرور نکال بھگا دینا چاہیے"، زید بن ارقمؓ کہتے ہیں "میں سواری پر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، میں نے عبداللہ بن ابی کی بات سن لی، تو اپنے چچا کو بتادی، چچا گئے، انہوں نے جا کر رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو خبر دیدی، رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے کسی کو بھیج کر اسے بلوایا، اس نے آ کر قسمیں کھائیں اور انکار کیا کہ "میں نے ایسی باتیں نہیں کہی ہیں"۔ تو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اسے سچا مان لیا اور مجھے جھوٹا ٹھہرا دیا، پھر میرے چچا میرے پاس آئے، بولے (بیٹے) "تو نے کیا سوچا تھا کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) تجھ پر غصہ ہوں اور رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اور مسلمانوں نے تجھے جھوٹا ٹھہرا دیا"، (یہ سن کر) مجھے اتنا غم اور صدمہ ہوا کہ شاید اتنا غم اور صدمہ کسی اور کو نہ ہوا ہوگا، میں غم سے اپنا سر جھکا کر رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ سفر میں چلا ہی جا رہا تھا کہ یکا یک آپ (خاتم النبیین ﷺ) میرے قریب آئے میرے کان کو جھکا دیا اور میرے سامنے مسکرا دیئے۔ مجھے اس سے اتنی خوشی ہوئی کہ اس کے بدلے میں اگر مجھے دنیا میں جنت مل جاتی تو بھی اتنی خوشی نہ ہوتی، پھر مجھے ابوبکرؓ ملے، مجھ سے پوچھا: "رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے تم سے کیا کہا؟" میں نے کہا "مجھ سے آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے کچھ نہیں کہا البتہ میرے کان پڑ کر آپ خاتم النبیین ﷺ نے ہلائے اور مجھے دکھ کر ہنسے، ابوبکرؓ نے کہا "خوش ہو جاؤ"، پھر مجھے عمرؓ ملے، میں نے انہیں بھی وہی بات بتائی، جو میں نے ابوبکرؓ سے کہی تھی، پھر صبح ہوئی تو رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے (نماز فجر میں) سورۃ منافقین پڑھی۔" (جامع ترمذی، حدیث نمبر 3313)

ایک اور واقعہ ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کسی جنگ سے واپس آرہے تھے۔ ایک کنویں کے پاس رکے۔ اس کنویں سے پانی بھر رہے تھے کہ ایک مومن اور ایک منافق میں تکرار ہو گئی۔ منافق نے اپنے ساتھیوں کو بلا لیا "کہ آؤ یہ مجھے مار رہا ہے اور گا لیاں دے رہا ہے"۔ اور مومن نے اپنے ساتھیوں کو بلا لیا۔ تو وہاں عبداللہ بن ابی جو رئیس المنافقین تھا وہ بھی آ گیا۔ اس نے ایسی ایسی توہین آمیز باتیں کیں جو بتانا دہرانا بھی ہمیں زیب نہیں دیتا۔ ایک یہ بات بھی اس نے اپنے لوگوں سے کہی "اگر تم ان کو اپنا جھوٹا نہ کھلاؤ تو یہ بھوکے مرتے واپس چلے جائیں گے۔ یہ تمہارا جھوٹا کھا کھا کر طاقتور ہو گئے اور آج تمہارے گلے پڑ گئے ہیں"۔ یہ اس وجہ سے کہا کہ وہاں بہت سے لوگ غلامی سے آزاد ہو کر مسلمان ہو گئے تھے۔ کسی صحابیؓ نے یہ بات آپ خاتم النبیین ﷺ کو جا کر بتادی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلایا اور کہا "تم نے یہ بات کہی ہے؟" اس نے کہا "نہیں میں نے تو ایسا نہیں کہا تھا۔ انہیں سمجھنے میں غلطی لگی ہے"۔ سورۃ منافقون کی پہلی آٹھ آیات مبارکہ اسی واقعہ سے متعلق نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا "یہ جھوٹا ہے اور وہ مومن سچا ہے"۔

پھر ایک اور آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ "اگر یہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں (گناہ کر بیٹھیں) اور پھر تیرے پاس آ جائیں اور تو ان کے لیے مجھ سے مغفرت چاہے تو یہ مجھے معاف کرنے والا غفور رحیم پائیں گے"۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 64) لوگوں نے عبداللہ بن ابی سے کہا "تم سے غلطی ہو گئی ہے۔ جاؤ جا کر معافی مانگ لو تم نے مسلمانوں کو برا بھلا کہا ہے"۔ اس نے جواب دیا "اب کیا میں جا کر ان کو سجدہ کروں؟" اور پھر منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ اگر اس کے دل میں ذرا بھی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت ہوتی تو بھاگا ہوا آتا۔ اول تو یہ کہ وہ ایسی بات ہی نہ کہتا۔ اور اگر غلطی ہو ہی گئی تھی تو فوراً آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس آ کر معافی مانگتا۔ ایک اور بات جو منافق میں ہوتی ہے وہ نسبت کو نہیں مانتا۔ ایک منافق آیا حضرت امام حسینؓ تشریف فرما تھے۔ کسی نے کہا "اہل بیت کی بڑی شان ہے"۔

اس نے کہا، "کیا شان ہے؟ یا شان کیا ہوگی؟ سب کے اپنے اپنے اعمال ہیں، کہاں لکھی ہوئی ہے اہل بیت کی شان؟ ہر کوئی اپنے عمل سے جنت میں جائے گا۔" حضرت امام حسینؑ نے فرمایا "تو نے قرآن مجید نہیں پڑھا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضرؑ یتیم بچوں کی دیوار بناتے ہیں، وہ کیوں بناتے ہیں دیوار؟ صرف نسبت کی وجہ سے کہ ان کا پرداد بہت نیک تھا، دادا، پردادا کے نیک ہونے کی وجہ سے وہ نبی (حضرت موسیٰ اور حضرت خضرؑ) جا کر ان کی دیوار بناتے ہیں۔ ان بچوں کی پشت کا سا تو اس پرداد اولیٰ تھا۔ اس وجہ سے دونوں نے بغیر اجرت کے ان کی دیوار بنائی۔ میرا نانا تو سردار انبیاء ہے، کیا ہماری ان سے کوئی نسبت نہیں ہے؟ اس نسبت سے اہل بیت کی شان ہے۔" اس نے کہا کہ "تم تو قوم ہی جھگڑالو ہو۔ تمہارے ساتھ کیا بات کرنی؟"۔ اب نعت سننا، محفل میلاد میں آنا، درود و سلام پڑھنا، یہ کیا ہیں؟ یہ سب عظمت رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کا اظہار ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی عظمت کا اندازہ تو اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ

قبر میں سوال ہوگا کہ دنیا میں اس ہستی کے بارے میں تو کیا کہا کرتا تھا؟۔  
ماتقول فی حق ہذہ الرجل محمد صل اللہ علیہ وسلم

تو اس کائنات میں جو سب سے بڑی نعت اگر کوئی اپنی قبر میں ساتھ لے کر جانا چاہتا ہے تو وہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی اتباع، آپ خاتم النبیین ﷺ کی محبت، آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم، اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے ادب کو ساتھ لے جائے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب اپنے اپنے مقام پر کام آئیں گے لیکن قبر میں جاتے ہی آپ خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں سوال ہوگا۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "قبر امتحان کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے جو اس میں کامیاب رہا اس کی باقی تمام منزلیں بھی آسان ہو جائیں گی۔" (جامع الترمذی، جلد 2 حدیث نمبر 2308 - سنن ابن ماجہ، جلد 5 حدیث نمبر 4267)

کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ملی تھی کتاب حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ کو بھی ملی لیکن پوری پوری لکھی ہوئی کتابیں، توریث، زبور اور انجیل۔ قرآن پاک تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا اور 23 برس میں مکمل ہوا۔ اس اثنا میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کئی کئی بار دن میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس آتے رہے اور ہر بات ہر چیز کے متعلق نبی کریم خاتم النبیین ﷺ لوگوں کی راہنمائی فرماتے رہے۔ تو قرآن پاک علمی کتاب کی صورت میں ایک دم نہیں دیا گیا۔ بلکہ ہر آیت ہر نقطہ عمل کرنے والے پر واضح کیا گیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ قرآن پاک کی عملی تفسیر ہیں۔ حضرت موسیٰ کو تورات سے معلوم ہوا کہ آئندہ ایک نبی کی امت ایسی آئے گی جو تمام امتوں سے آگے نکل جائے گی۔ حضرت موسیٰ نے کہا "اے اللہ وہ کس نبی کی امت ہے؟ جس کی یہ شان ہے، یا اللہ وہ امت مجھے عطا فرمادے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وہ امت محمدی ہے، وہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی امت ہے۔" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ خواہش ظاہر کی کہ "اے اللہ! مجھے بھی حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کا امتی بنا دے۔" اب دیکھئے نبوت بڑی چیز ہے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام امتی ہونا چاہ رہے ہیں۔ دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے ہیں۔ سب کے سب دنیا میں سے کسی کے شاگرد نہیں ہوئے۔ یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ ہی سے پڑھ کر آئے ہیں۔ حق بات کرنے والے اپنے امتیوں کو جنت میں لے کر جانے والے لیکن سراج منیر کی شان دیکھئے کہ سب سے پہلے اپنی امت کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔ ہمیں تو امت محمدی خاتم النبیین ﷺ ہونے کا شرف مفت میں مل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے کرم سے امت محمدی ﷺ میں سے کر دیا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے امتی ہونے کا جو کرم اللہ تعالیٰ نے ہم پر کیا ہے۔ ہم اس کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احسان مندرہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تو نبی کا دامن بڑی عظمت والا ہے۔ یہ دامن ہمارے لیے وسیلہ ہے، تو اللہ سے مانگو، حقیقی دینے والا تو وہی ہے لیکن وسیلہ سے مانگو تو بات فوراً بن جائے گی۔ قیامت کے دن کا سماں دیکھیں۔ تمام بندوں کو آزادی جائے گی۔

سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 71 میں فرمان الہی ہے: **يَوْمَ نَذَعُوْا كُلَّ اَنۡاَسٍ وَّاۡمَآهٖمۡ ج** "جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔"

اس دن تمام لوگ اپنے اپنے اماموں کے پاس پہنچ جائیں گے، اور پھر سب اکٹھے ہو کر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے جھنڈے تلے پناہ میں آجائیں گے۔ بہت کم عاشق رسول خاتم النبیین ﷺ ہیں جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی اداؤں پر مر مٹتے ہیں، نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرنے کا جو مطلب آج ہم نے سمجھ رکھا ہے، وہ یہ کہ بس زبان سے محبت کے گن گاتے جاؤ۔ یہ بات سب پر عیاں ہے کہ جب کسی کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو محبت کرنے والا اپنے محبوب کی ہر ادا پر مر مٹنے کو ہی اپنی محبت کا اظہار سمجھتا ہے، عاشق رسول خاتم النبیین ﷺ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت اویس قرنیؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ کی مثالیں موجود ہیں۔ پھر ان کے بعد بے شمار بزرگان دین اولیاء کرامؓ ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی زندگی مبارک کی طرح ساری عمر کوشش کرتے ہوئے گزاری۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ہر ادا پر مر مٹتے رہے اور آخر میں تشنہ لبی بھی ظاہر کی۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی محبت کو، ان کی عظمت کو، ان کی شان کو، ان کے رتبہ کو، دنیا کی ہر شے پر سبقت دینے ہی سے ہمارا دین اور ایمان مکمل ہوتا ہے۔ ہماری ساری زندگی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی محبت اور تابعداری اور ان کے احکامات کی پیروی میں گزرنی چاہیے۔ ہمارا ہر عمل ان کے نورانی طریقے کے مطابق ہونا چاہیے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ جو مقصد حیات دے گئے ہیں ہمیں اس پر پورا پورا کاربند رہنا چاہیے۔ ہم صرف اس طرح ان کے امتی کہلانے کے حق دار ہو سکتے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ایک کامل انسان کی اصل کمائی، محبت رسول خاتم النبیین ﷺ اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ ہے۔

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اس کتاب نے ہی آپ خاتم النبیین ﷺ کو سراج منیر بتایا ہے قرآن پاک پڑھنے میں لذت اور سرور ہی ان لوگوں کو آتا ہے۔ جن کے دلوں میں عشق رسول خاتم النبیین ﷺ، ادب رسول خاتم النبیین ﷺ اور کتاب اللہ سے محبت کا جذبہ موجود ہو۔ اب انسان ظاہری طور پر کتنے ہی لبادے کیوں نہ اوڑھے لیکن اس وقت تک اس کا ضمیر مطمئن نہیں ہوتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی پیروی کو ان کی محبت کو، ان کی عظمت کو، ان کی شان کو اپنی زندگی کا اوڑھنا، کچھونا نہ بنالے۔

اولیاء کرام نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے مسند نشین ہوتے ہیں۔ ان کو دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے: ایک علماء کرام اور دوسرے صوفیاء کرام،

علماء کرام قرآن پاک اور احادیث کا سبق دیتے ہیں اور صوفیاء کرام تزکیہ نفس کا۔

انسانوں کی بھی دو قسمیں ہیں: ایک خدا پرست، دوسرے نفس پرست۔

نفس پرستوں پر مصائب ان کی اپنی ہی شامت اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں اور اللہ والوں پر مصائب ان کی روحانی ترقی کے لئے آتے ہیں۔

علم بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک ظاہری اور ایک باطنی یا روحانی،

1- ظاہری علم: ظاہری علم ہم دینی مدرسوں میں اور کتابوں سے سیکھتے ہیں اور اس علم کے مکمل کرنے پر انسان عالم بن جاتا ہے۔

2- علم باطنی یا روحانی علم: علم باطنی یا روحانی علم جس کا ایک نام تصوف بھی ہے اس علم کے ذریعے یہ بتایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے تعلق

کیسے قائم ہوگا؟۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کے دیوں کا دامن تھا مے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ یہ انسان میں عاجزی، انکساری، تواضع پیدا کرتا ہے۔ اصل میں یہی وہ علم ہے جو انسان کو

مٹا سکتا ہے۔ جو انسان کو بتاتا ہے کہ عظمت رسول خاتم النبیین ﷺ کیا ہے؟۔ اور یہ کہ امراض روحانی کا علاج صرف اور صرف اللہ والوں کی صحبت ہے۔ (جب اللہ

تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو اسے کسی ایسے بندے کی تحویل میں دے دیتا ہے جو اسے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا اتباع، محبت، تعظیم اور ادب سکھا دیتا ہے) طالب کا

عاشق رسول خاتم النبیین ﷺ ہونا اور پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیروی کرنا اس طرح ہے جیسے زمین پودوں کی جڑوں کو اپنے اندر کھینچ کر رکھتی ہے اور اس پر کسی ولی

کی توجہ کا ہونا ایسا ہے جیسے مالی پودوں کو پانی دیتا ہے۔ یعنی روحانی مراتب حاصل کرنے کے لیے یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔

اس کے علاوہ ایک اور علم بھی ہے جس کو علم لدنی کہتے ہیں۔ یہ کتابوں میں نہیں ملتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکے بندوں کو القا ہوتا ہے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کا نظر نہ آنا ہماری نظر کی کمزوری ہے۔ جن کی نظر میں نور ہوتا ہے انہیں ہر ذرہ میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نظر آتے ہیں، لیکن

نظر کن کو آئیں گے؟ جن کے دل میں ہوں گے۔ دل میں کن کے آئیں گے؟ جو عشق مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ میں گرفتار ہوگا اور عاشق کی زبان پر دن رات درود و سلام

ہوتا ہے۔ ہم درود شریف آہستہ پڑھیں یا زور سے پڑھیں، دل میں پڑھیں، تب بھی آپ خاتم النبیین ﷺ سن لیتے ہیں، اس لیے کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے۔

اب دیکھئے سب ایمان والے ہوتے ہیں۔ کوئی زیادہ پختہ ایمان والا ہوتا ہے کوئی ذرا کم ایمان والا۔ درمیانے ایمان والا جس پائے کا، جس معیار کا ایمان ہوتا

ہے۔ اسی پائے کا دیدار مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ ہوتا ہے اور جس کو دیدار مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ ہو گیا بس اس کے ایمان کامل کی تصدیق ہو گئی۔

جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ عالم روشن ہو جائے۔ تو ذات مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ میں جلوہ گر ہو گیا۔ یا یوں سمجھ لینا چاہیے کہ جسد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ نور

حق کی قندیل ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ محتاج نہیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا جسم ہو۔۔۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صاحب حضور

تھے۔۔۔ یعنی نور ہی نور تھے جسد نہ تھا۔۔۔ یہ تو ہم گناہ گاروں پر رحم و کرم کی دلیل ہے کہ قندیل میں نور رکھ دیا تاکہ اس نور سے ہم بھی مستفید ہو سکیں۔ اس لیے حضور پاک

خاتم النبیین ﷺ کے جسد مبارک میں نور حق کا ظاہر ہونا مخلوق کی ذات پر احسان ہے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ سراج منیر ہیں۔۔۔ خود روشن اور جس کو چاہیں روشن کر دیں۔

## آفتاب نبوت خاتم النبیین ﷺ

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ (سورة المائدہ 16-15:5)

مندرجہ بالا آیت کی تشریح سے قبل چند باتیں بیان کی جاتی ہیں ان سے آیت کے مقاصد سمجھنے آسان ہو جائیں گے اور وہ یہ کہ جب انسان کسی بھی متعین منزل کی طرف جانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے چار باتوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ان چار کے بغیر منزل مقصود تک آدمی نہیں پہنچ سکتا۔

1- روشنی: ایسی روشنی جو نہ زیادہ تیز ہو کہ آنکھوں کو خیرہ کر دے اور نہ اتنی دھیمی ہو کہ راستے کے نشیب و فراز نظر نہ آئیں۔ معتدل روشنی ہو جس میں آدمی بے تکلف چل سکے۔

2- راستہ: جو سیدھا ہو یعنی اونچ نیچ اور گڑھے وغیرہ نہ ہوں۔

3- راہنما: اگر کوئی راہ دکھانے والا نہ ہوگا تو محض روشنی اور راستہ کام نہ دے گا۔

4- راہ رو: روشنی ہے، راستہ ہے، راہنما ہے لیکن چلنے والا موجود نہیں تو مقصود تک کون پہنچے گا؟۔ حق تعالیٰ نے ہمارے لیے روشنی کا بندوبست کیا۔ چنانچہ (سورة الفرقان آیت نمبر 61) میں فرمایا:

تَبَرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ نُورًا وَجَاعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَجَاعَلَ فِيهَا مِزَانًا ۝ (سورة الفرقان 61:25)

ترجمہ: ”برکت والی ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برج بنائے اور سراج منیر یعنی سورج اور قمر منیر رکھا۔“

دن میں ہم سورج کی روشنی میں راستہ طے کرتے ہیں۔ رات کو چاند کی روشنی میں راہیں قطع کرتے ہیں لیکن محض سورج کام نہ دیتا اگر زمین پر سڑکیں بنی ہوئی نہ ہوتیں۔ سورج تو نکلتا ہے۔ پہاڑ ہیں ان میں راستے نہیں بڑے بڑے کھڈ ہیں تو آدمی چلے گا تو جان کا خطرہ ہوگا۔ دوسری چیز یہ کہ راہ ہو اور مستقیم ہو ایک موقع پر سورۃ الملک، آیت نمبر 15 میں فرمایا گیا: هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَامشَوْا فِيهَا مَنَافِكِهَا (سورة الملک 15:67)

ترجمہ: ”اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو پست کر دیا کہ تم اس کے راستوں پر چلو۔“ اس میں راہیں بنا لیں کہ جن پر چل کر آدمی منزل مقصود پر پہنچے۔ راستہ ہو اور راہنما نہ ہو تو راستہ قطع کرنا دشوار ہو جاتا ہے اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب مدین کا ارادہ فرمایا تو کہا کہ قریب ہے کہ اللہ مجھے راستہ دکھلائے گا۔ اسی لیے حدیث میں فرمایا گیا۔

(اطلبوا الرفیق قبل الطریق) راستہ چلنے سے پہلے رفیق سفر متعین کر لو جو تمہاری رہنمائی کرے۔ اب ظاہر ہے کہ راہ رو کی تو ضرورت ہے ہی راستہ چلنے والا ہوگا تو ان چیزوں کا متلاشی اور اگر راہ رو ہی نہ ہوگا تو پھر کون چلے گا؟

جب مادی چیزوں کے لیے ان چار چیزوں کی ضرورت ہے تو اللہ تک پہنچنے والا راستہ جو نہایت طویل اور عظیم ہے اس کے لیے ان چیزوں کی ضرورت کس قدر ہوگی؟ اب اللہ تک پہنچنے کے لیے دنیاوی سڑکیں تو نہیں ہوں گی حق تعالیٰ تو نور مطلق ہیں۔ مادیت سے بھی بالا، روحانیت سے بھی بالا ان کی لطافت کے سامنے روحانیت بھی کثیف تو ان کی ذات بابرکات و خمیر ذات تک پہنچنے کے لیے راستے بھی معنوی ہونے چاہیں اور نور بھی معنوی ہونا چاہیے (اس راہ کو قطع کرنے کے لیے) سورج کی روشنی کام نہیں دے سکتی۔ سورج کی روشنی دنیا کے ہر خطے میں پہنچا دے گی لیکن عرش عظیم تک نہیں پہنچا سکتی۔ عالم برزخ تک نہیں پہنچ سکتی، جنت تک نہیں پہنچ سکتی۔ وہ تو کوئی معنوی قوت ہونی چاہیے۔ تو مادی منزل کے لیے مادی راستے، مادی طریقے، مادی راہنما اور عالم غیب تک پہنچنے اور اللہ سے رابطہ قائم کرنے کے لیے روحانی راستے، روحانی راہنما اور روحانی رہ گزر کی ضرورت پیش آئے گی۔ تو حق تعالیٰ تک پہنچانے والی روشنی کون سی ہے؟۔ جس میں ہمیں صحیح طور پر نظر آئے کہ راستہ کیسا ہے؟ نشیب و فراز کیسے ہیں؟ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مادی آفتاب کے بجائے آفتاب نبوت روشن کیا جس کی روشنی میں ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہیں اور وہ ذات ہے جناب رسول خاتم النبیین ﷺ کی آپ خاتم النبیین ﷺ اس حالت میں تشریف لائے جبکہ دنیا میں گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا۔ بندوں کو خدا کی صفات تک پہنچا دیا تھا اور خدا کو بندوں کے درجے تک لے آئے تھے۔ ایک جماعت کہتی تھی اللہ میں وہ ساری صفات موجود ہیں جو بندوں کی بشری صفات ہیں۔ تو رات کو پڑھیں لکھا ہے ”طوفان نوح جب آیا تو فرشتوں نے جا کر اطلاع کی کہ وہ آپ کا کنبہ ڈوب رہا ہے۔ مخلوق ختم ہو رہی ہے جب اور کچھ نہ بن پڑا تو خدا نے رونا شروع کر دیا اور اتنا روئے کہ آنکھیں دکھنے آگئیں۔ فرشتے عیادت کے لیے پہنچے کہ اب مزاج کیسا ہے؟ اور آنکھوں کی سرخی کچھ کم ہوئی یا نہیں؟“۔ (نعوذ باللہ)



شائیں ہیں وہاں جلالی شانیں تعزیرات، عقوبات بھی موجود ہیں۔ اس لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”میں اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی رحمت ہوں جس کو اس نے مخلوق کو تحفے کے طور پر دیا ہے۔ میں مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کا خاص تحفہ ہوں اور اس میں کوئی شک بھی نہیں۔“ (حاکم، المستدرک، 1: 91، رقم: 100)

آپ خاتم النبیین ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا اور جنگ مجسم بنا کر بھی بھیجا گیا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ مطیعوں کے لیے رحمت اور مجرموں کے لیے غضب مجسم ہیں۔ اسی طرح آپ خاتم النبیین ﷺ بہت زیادہ ہنس کھنکھ بھی ہیں اور بہت زیادہ قتال کرنے والا بھی ہیں۔

یعنی رحمت کی شان بھی ہے اللہ کی رحمت میرے اندر سرائیت کئے ہوئے ہے اور غضب کی شان بھی ہے کہ خدا کے غضب سے اس کے مکروں کے مقابلے میں غضب مجسم ہوں۔ تو جیسی ظلمت آپ خاتم النبیین ﷺ کے سامنے تھی ویسا ہی نور تھا۔ جہالت، اخلاق اور عقائد کی ظلمت، جبلت کی شہوتیں جبلت کی ظلمتیں، ایسی ظلمات جن سے حق و باطل کا امتیاز ختم ہو گیا تھا۔ حق و باطل کا فرق دنیا کے سورج کی روشنی میں نظر نہیں آتا۔ وہ پیغمبر کی روشنی میں نظر آتا ہے۔ جو حقیقت میں نبوت نورانی کی روشنی ہوتی ہے علم اور کمالات اخلاق کی روشنی ہوتی ہے۔ سورج فقط مکان کو روشن کرتا ہے علم کی روشنی قلوب اور ارواح کو روشن کرتی ہے۔ سورج سے فقط زمین اور مکان روشن ہوتے ہیں اور علم سے زماں، مکاں سب روشن ہو جاتے ہیں۔ تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نور خداوندی ہیں مگر مادی نور نہیں ہیں، معنوی نور ہیں۔ یعنی علم الہی کا پر تو (عکس) جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات کے اوپر پڑا ہے۔ وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات کے علاوہ کسی اور پر نہیں پڑا۔

قرآن پاک (سورۃ المائدہ آیت 15) میں اللہ نے فرمایا: **قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ**

ترجمہ: "اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔"

انبیاء وہ صلاحیتیں لے کر آئے ہیں کہ علوم خداوندی ان کے اندر جلوہ گیر ہوتے ہیں۔ اخلاق ربانی ان کے اندر جلوہ گیر ہوتے ہیں تو یہ نور معنوی نور ہے جیسا کہ ظلمت معنوی ظلمت تھی۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات بابرکات نور بن کر آئی آپ خاتم النبیین ﷺ کے آنے کے بعد مخلوق کی سمجھ میں آیا کہ حق یہ ہے باطل یہ ہے۔ نیکی اسے کہتے ہیں بدی اسے کہتے ہیں۔ آپ کے اعمال اور اخلاق کو دیکھ کر لوگوں کے سامنے معیار آیا اور سمجھا گیا کہ نیکی کیا ہے؟، اخلاق کیا ہے؟، کمال کیا ہے؟، عیب کیا ہے؟۔ گویا نبی کریم خاتم النبیین ﷺ حق تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے روشنی تھے۔ ان کے بغیر راستہ نظر نہیں آسکتا تھا تو آپ خاتم النبیین ﷺ مشعل نور بن کر آئے اور راہ خداوندی آپ خاتم النبیین ﷺ کے سامنے کھل گئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ راہنما کیا چیز ہے؟

راہنما: حقیقت میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات تو مشعل نور ہے جس سے راہ کھلی لیکن راہ کے لیے راہنما کی ضرورت ہوتی ہے تو راہنما آپ خاتم النبیین ﷺ کی سنتیں ہیں۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کے افعال اور کردار، اسوۂ حسنہ جس کو سیرت کہا جاتا ہے۔ وہ اسوۂ حسنہ جو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے اقوال و افعال اور احوال کا مجموعہ ہے۔ فی الحقیقت وہ راہنما ہیں تو ایک نور راہ آیا۔ جس نے راستہ روشن کیا اور ایک راہنما آیا۔ وہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی زندگی ہے جو راہنمائی کرتی ہے کہ اس طرح چلو۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے آکر جو اعمال کا نمونہ پیش کیا فقط آپ خاتم النبیین ﷺ نے قانون نہیں پیش کیے قانون کے ساتھ اپنا نمونہ بھی پیش کیا۔ فرمایا ”نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“

تو صرف نماز پڑھو نہیں کہا۔ اسی طرح آپ خاتم النبیین ﷺ نے وضو فرمایا۔ فقط آڈرنیس دیا وضو کر کے دکھایا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے وضو کیا تمام اعضاء کو ایک ایک بار دھو یا پھر فرمایا یہ وضو ہے جس کے بغیر نماز نہیں۔ اس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے وضو فرمایا، تمام اعضاء کو دو، دو بار دھو یا۔ فرمایا یہ نور علی نور ہے۔ اس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے تیسری مرتبہ وضو فرمایا تو اعضاء کو تین تین بار دھو یا اور فرمایا یہ میرا وضو ہے اور میرے سے پہلے جتنے انبیاء تھے وہ بھی یہی وضو کیا کرتے تھے۔ تو کتاب اللہ میں جو چیز علمی شکل میں موجود تھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات میں وہ چیزیں عملی شکل میں موجود تھیں۔ اس لیے اللہ کا علمی قرآن وہ ہے جو اوراق اور کاغذوں میں موجود ہے اور عملی قرآن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات ہے۔ اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب یہ پوچھا گیا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت اور اخلاق کیسا تھا؟۔ تو آپ نے فرمایا ”آپ خاتم النبیین ﷺ کا اخلاق اور سیرت قرآن ہے۔“ (صحیح مسلم) یعنی آپ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت اور اخلاق دیکھنا ہے تو قرآن پڑھتے جاؤ۔ اس سے اندازہ ہوا کہ عمل کے لیے اور دین کی راہ قطع کرنے کے لیے محض کتاب اللہ کافی نہیں ہے جب تک شخصیت کا

ساتھ نہ ہو محض لٹریچر کافی نہیں جب تک کہ کوئی شخصیت راہنمائی نہ کرے۔

قرآن پاک کا ایک لب و لہجہ ہے، اگر قرآن کے ساتھ بیان کرنے والے مرہی نہ ہوتے اور وہ لب و لہجہ ماحول اور ہیئت کدائی سے نہ سمجھاتے تو قرآن پاک سے اللہ کی مرادیں سمجھنا ہمارے لیے ممکن نہ ہوتیں۔ حدیث میں حضرت عدی بن حاتمؓ کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے کہ جب سورۃ البقرہ آیت نمبر 187 اتری:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَبْيَتِنَ لَكُمْ الْحَمِيطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْحَمِيطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ص (سورۃ البقرہ 187:2)

ترجمہ: "رمضان کی راتوں میں کھاؤ اور پیو جب تک فجر کا سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے ممتاز نہ ہو جائے" جب یہ آیت نازل تو حضرت عدی بن حاتمؓ نے ایک ڈورا کالا لیا اور ایک سفید اور دونوں کو تکیے کے نیچے رکھ لیا۔ کھاتے رہے اور ڈوروں کو دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی۔ پندرہ بیس منٹ اوپر گزر گئے جب اتنا چاندنا ہو جاتا کہ دونوں ڈورے الگ الگ نظر آتے تب روزے کی نیت کرتے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے عدی بن حاتمؓ کو بلایا۔ انہوں نے کہا حضرت قرآن پاک میں تو یہ اترتا ہے۔ تو میں نے کالا اور سفید ڈورا اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیا تاکہ دونوں کا فرق دیکھتا رہوں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "تیرا تکیہ بہت لمبا چوڑا ہے کہ کالا سفید دونوں ڈورے اس کے نیچے آگئے۔ بندہ خدا کا لے ڈورے سے مراد رات کی تاریکی اور سفید ڈورے سے مراد صبح صادق کی سفیدی ہے۔ تو نے روئی کے دھاگے کا ڈورا سمجھ لیا"۔ تو وہ لغت کے لحاظ سے صحیح سمجھے لیکن اللہ کی وہ مراد نہیں تھی۔

حضرت علیؓ نے جب ابن عباسؓ کو خوارج کے مقابلے میں بھیجا کہ ان سے مناظرہ کرو اور ان کو حق سمجھاؤ تو ابن عباسؓ سے فرمایا "خوارج کے سامنے قرآن سے دلیل پیش نہ کرنا بلکہ سنت سے دلیل دینا"۔ انہوں نے کہا "حضرت میں تو عالم قرآن ہوں اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ نے قرآن کے لیے مجھے دعادی ہے۔ آپ اس سے روک رہے ہیں اس کی کیا مصلحت ہے؟" فرمایا "قرآن کی آیات ذی وجہ ہیں، اصولی جملے کئی معنوں پر ڈھل سکتے ہیں تم اگر عوام کے سامنے ایک آیت پڑھ کر اس کا مطلب بیان کرو گے۔ مخالف اس آیت کے عموم سے فائدہ اٹھا کر اس کے دوسرے معنی بیان کر دے گا۔ عوام کہیں گے کہ یہ بھی قرآن پڑھ رہے ہیں۔ یہ بھی قرآن پڑھ رہے ہیں حق واضح نہیں ہوگا لیکن جب سنت رسول خاتم النبیین ﷺ سے دلیل پکڑو گے تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے قول اور عمل کے بعد کسی چیز کی گنجائش نہیں رہے گی۔ دو رنگی نہیں رہے گی دو معنی نکالنے کی گنجائش ختم ہو جائے گی"۔ دنیا میں بھی کسی کے کلام کا کسی کو مطلب بیان کرنے کا حق نہیں ہوتا جب تک صاحب کلام خود نہ کہے کہ یہ میرا مطلب ہے تو ظاہر ہے کہ مراد بانی کا تعین اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک حق تعالیٰ اپنی طرف سے کسی کو نہ بھیجیں کہ جا کر میری مراد بتلا دو۔

جب اللہ کا رسول امین ہے اور آزاد نہیں ہے کہ الفاظ و معانی میں ایک شوشہ گھٹا بڑھا سکتے تو میں اور آپ کیسے آزاد ہو جائیں گے کہ جو ہمارا جی چاہے کہ ہم وہ مطلب سمجھ لیں؟۔ قرآن خود دعویٰ کرتا ہے کہ تم انہیں معنی کے اندر مفید ہو جو معنی اور بیان رسول کہتا ہے۔ اسی بیان کو حدیث کہتے ہیں اور اسی کو سنت۔ کسی چیز کا بیان قول سے کیا، کسی کا عمل سے اور کسی کا تقریر سے، کہ عمل دوسرے کا تھا۔ تو آپ خاتم النبیین ﷺ کا قول، فعل اور عمل سنت ہے۔

ایک نازیب یافتہ نفس جس میں حرص و ہوس، تکبر و حسد اور انانیت ہے ان اخلاق کے ساتھ جب قرآن میں غور کرے گا تو اٹلے سیدھے مطلب نکالے گا اس لیے کہ قلب کا راستہ ٹھیک نہیں ہے وہ نفس کی طرف متوجہ ہے اللہ کی طرف متوجہ نہیں۔ اسی واسطے اس حدیث میں فتنہ انکار حدیث کی خبر دی گئی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "عنقریب ایک وقت آئے گا ایک پیٹ بھرا ہوا آدمی تکیہ لگائے ہوئے مسند پر بیٹھا ہوا ہوگا اور کہے گا (حسبنا کتبہ اللہ) "مجھے کتاب اللہ کافی ہے" ہم حدیث کو نہیں مانتے جو اس میں حلال ہے اس کو حلال سمجھیں گے جو اس میں حرام ہے اس کو حرام سمجھیں گے"۔ تو جہاں فتنہ انکار حدیث کی خبر دی ہے وہاں یہ خبر بھی دی ہے کہ اس فتنہ کا منشا کیا ہوگا؟ تو فرمایا پیٹ بھرا ہوا آدمی پیٹ بھر کر کھانے والا وہی ہوتا ہے جس کے نفس کے اندر حرص و آرزو زیادہ ہوتی ہے۔ صاحب تقویٰ اور متقی کا کام یہ ہے کہ بقدر ضرورت کھائے اس لیے اللہ نے رسول خاتم النبیین ﷺ کو بھیجا کہ لفظوں کی بھی تلاوت کریں، معنی بھی سمجھائیں، عمل بھی کر کے دکھائیں، نفوس کو بھی مانجھیں اور تزکیہ بھی کریں اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے دنیا سے وصال فرما جانے کے بعد یہ چاروں چیزیں موجود رہنی چاہیے تب تو دین کامل موجود ہے اور اگر ان میں سے ایک بھی گھٹ جائے تو کہا جائے گا کہ کمال اسلام باقی نہیں رہا۔

الحمد للہ۔ آج تلاوت آیات موجود ہے۔ لاکھوں حفاظ اُمت کے اندر موجود ہیں۔ دنیا میں روایت کافن نہیں تھا۔ مسلمانوں نے اس کو اپنا یا اور حدیث کے فن کے لحاظ سے اس کو بنایا۔ حدیث کی تاریخ اور رجال حدیث کی تاریخ مرتب کر دی۔ تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو جو چار فریضے دے کر بھیجا گیا تھا۔ وہ چاروں فریضے آج بھی موجود ہیں اور چاروں میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے خلفاء موجود ہیں۔

الفاظ روایت کرنے والے، معانی اور احکام کی روایت کرنے والے، تزکیہ قلوب کے سلسلہ میں نیابت کا فرض انجام دینے والے بھی اور عمل کا نمونہ دکھلانے والے بھی مگر ہاں ان کی تلاش کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے کہ ایسے لوگ لوگوں کے گھروں پر نہیں جایا کرتے۔ علم خود نہیں آتا اسے حاصل کرنے کے لیے اس کے پاس جایا جاتا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے خلیفہ ہارون رشید نے کہا کہ ”میرے دو بیٹے ہیں آپ انہیں موطا (یہ حدیث کی کتاب ہے) پڑھادیں“ آپ نے کہا کہ ”پڑھا دوں گا“۔ کہا کس وقت تشریف لائیں گے؟ کہا ”علم لوگوں کے دروازوں پر نہیں آیا کرتا۔ ان کو یہاں آنا پڑے گا“۔ کہا ”بہتر ہے مگر ان کو الگ پڑھائیں گے“ فرمایا: ”طالب علمی کی لائن میں سب برابر ہیں، اگر آپ انہیں جاہل رکھنا چاہتے ہیں تو میں امتیازی برتاؤ اختیار کر لوں گا۔ عالم بنانا ہے تو امتیازی برتاؤ نہیں ہوگا“ اس کے بعد فرمایا: ”ہارون رشید یہ علم تمہارے گھر سے نکلا ہے۔ تم بنی عباس ہو تم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اقارب ہو اگر تم ہی اسے ذلیل کرو گے تو اسے عزت دینے کے لیے کون آئے گا؟“ خلیفہ ہارون رشید پر اس بات کا بے حد اثر ہوا۔ شہزادے آتے رہے اور علم حاصل کرتے رہے۔ ایک دن خلیفہ ہارون رشید وہاں سے گزر رہا تھا۔ مامون رشید امام مالک کے پیروں پر پانی ڈال رہا تھا اور امام مالکؒ پیرل رہے تھے۔ خلیفہ نے اوپر ہی سی جھڑک کر کہا۔ ”ارے او بے ادب! ایک ہاتھ سے پاؤں مل اور دوسرے سے پانی ڈال“۔ امام ابو یوسف کا مقولہ ہے کہ ”علم ایک ایسی عزت ہے جس میں ذلت کا نشان نہیں مگر ایسی ذلت سے حاصل ہوتا ہے جس میں عزت کا نشان نہیں“۔ غلامی محض کرنی پڑتی ہے اساتذہ کے آگے جھکنا پڑتا ہے تب جا کر چار حرف آتے ہیں۔ ابن عباسؓ سے کسی نے پوچھا ”یہ اتنا بڑا علم آپ کو کیسے حاصل ہوا؟“ تو فرمایا ”سوال کرنے والی زبان اور عقلمند قلب کے ذریعے۔ میں نے سوال کرنے میں کبھی عار نہیں کیا اگر مسئلہ معلوم نہیں تو چھوٹوں سے بھی سوال کر لیا“۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے صاف لفظوں میں فرمایا ”دو زنی چیزیں تم میں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔“ اللہ کی کتاب اور میری سنت۔“ (متدرک حاکم، رقم 318) میرا طریقہ اور میرا عمل ”ان کو زنی کہا گیا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے جہاں یہ خبر دی کہ فرقے پیدا ہوں گے۔ منکرین حدیث پیدا ہوں گے وہاں یہ خبر بھی دی کہ حنفی لوگ بھی برابر آتے رہیں گے فرمایا۔ ”میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی۔ خلافت کرنے والے اسے ضرور نہیں پہنچا سکیں گے۔ رسوا کرنے والے اسے رسوا نہیں کر سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے گی“۔ اسی طرح آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا اس امت میں ہر سو برس کے بعد مجددین آتے رہیں گے جو دین کو نکھارتے رہیں گے۔ دودھ اور پانی الگ کر کے نکھا کر علم اور مسائل نکالتے رہیں گے۔ صدی کے اخیر میں جو لوگ قلت علم اور کثرت جہل سے کچھ کچھ سمجھ جائیں گے۔ من گھڑت رسومات اور عمل پیدا کر دیں گے تو اللہ نے وعدہ کر دیا ہے کہ ہر صدی کے اخیر میں مجددین آ کر دین کو نکھار دیں گے۔ ہر صدی کے اخیر میں علمی اور عملی فتنے پیدا ہوں گے۔ پھر مجدد آجائیں گے۔ خواہ جماعتوں کی صورت میں آئیں یا افراد کی صورت میں۔ غرض امت گمراہ ہونے والی نہیں ہے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”میری امت پوری کی پوری کبھی گمراہی پر قیامت تک جمع نہیں ہوگی۔ لہذا جب تم اختلاف دیکھو تو سواد اعظم (یعنی بڑی جماعت) کو لازم پکڑو“۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 3950)

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”میں اپنی امت پر گمراہ کن اماموں (حاکموں) سے ڈرتا ہوں“ نیز فرمایا: ”میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہے گی، ان کی مدد نہ کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے۔“ (جامع ترمذی، جلد 2 حدیث نمبر 2229)

تو یہ امت کوئی لاوارث امت نہیں کہ جس کا دل چاہے اس کا حلیہ بگاڑ دے۔ اگر بگاڑنے والے پیدا ہوں گے تو اس بگاڑ کو ختم کرنے والے بھی پیدا ہوں گے۔ تاویل کرنے والے ہوں گے تو تاویلات کو باطل کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ اسی طرح جہاں یہ خبر دی کہ امت میں تہتر فرقے پیدا ہوں گے اور بہتر ناری ہوں گے۔ وہاں یہ بھی خبر دی کہ ایک فرقہ ناجی (نجات یافتہ) ہوگا۔ اس پر صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ اس فرقے کی کچھ نشانی بتائیں فرمایا۔ ”جس پر میں اور میرے صحابہ کرامؓ آج ہیں اس پر چلنے والا فرقہ ناجی (نجات یافتہ) ہوگا“۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر صحابہ کرامؓ کی عظمت اور اطاعت دل میں موجود ہے تو سمجھ لو کہ وہ فرقہ حق پر ہے۔ غرض آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات بابرکات، آفتاب نبوت اور مشعل نور (روشنی) ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو سامنے رکھنا اس کی دلیل یہ ہے کہ حق واضح ہو گیا جو آپ خاتم النبیین ﷺ سے اوجھل ہے۔ وہ ناحق ہے اور جو آپ خاتم النبیین ﷺ میں روشن ہے وہ حق ہے۔ تو راستہ قطع کرنے کے لیے روشنی کی ضرورت پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے روشنی بھیج دی۔ راہنما کی ضرورت تھی تو آپ خاتم النبیین ﷺ کی سنتیں ہماری راہنما ہیں کہ نماز ایسے پڑھو، جہاد ایسے کرو، روزہ ایسے رکھو گھر بیلو زندگی ایسے بسر کرو۔ تو ایک ایک سنت ہمارے عمل کے لیے راہنمائی کرتی ہے۔ تو جہاں راستے کے لیے نور کی ضرورت پوری کی وہاں راہنما کی ضرورت بھی اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی اور صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کی روشن کتاب ہے جس نے ایک لائن بچھادی جس پر آدمی دوڑتا ہوا اللہ تک پہنچ جائے۔

حدیث میں فرمایا گیا ہے یہ قرآن اللہ کی رسی ہے جو اس نے آسمان سے زمین تک لٹکادی ہے ہمارا کام کیا ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا  
ترجمہ: "اللہ کی رسی (کلام) کو تم مضبوط پکڑ لو۔" (سورۃ العنبر، آیت نمبر 103)

جب یہ رسی کھینچی جائے گی تو اس کے ساتھ لپٹنے والے کھینچ کر اوپر پہنچ جائیں گے۔ شیخ محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے "قیامت کے دن آسمان سے لے کر ساتوں زمینوں تک یہ سارا علاقہ جہنم ہوگا جس میں آگ، سانپ اور بچھو وغیرہ ہوں گے اور آسمان اول کے اوپر جنتیں ہوں گی۔ ویسے جنت ساتوں آسمان کے اوپر ہے لیکن قیامت کے دن اسے آسمان اول کے اوپر لارکھیں گے۔ پانچ سو برس کی مسافت اس کا پل ہوگا جو کہ اعراف ہوگا جس میں کچھ آثار جہنم کے اور کچھ جنت کے ہوں گے۔" تو یہ سارا جہنم کا علاقہ ہے جس میں ہم سب رہ رہے ہیں اللہ نے رسی لٹکانی کہ جسے جہنم سے نکل بھاگنا ہو وہ اس رسی کو پکڑ لے۔ اللہ اسے کھینچنے والا ہے جو اسے پکڑے گا وہ اوپر آجائے گا۔ تو حقیقت یہ ہے کہ کفار نے اللہ کی رسی کو نہیں پکڑا تو انہیں جہنم میں داخل کرنے کی ضرورت نہیں وہ ہیں ہی جہنم میں تو اللہ کی رسی ٹوٹ نہیں سکتی البتہ چھوٹ سکتی ہے۔ تو غور کرتے رہنا چاہیے، بیدار رہنا چاہیے کہ کہیں یہ رسی چھوٹ نہ جائے۔ یہ اللہ کے باطن سے نکل کر آئی ہے (کلام، رسی) جو اسے تھامے گا باطن حق سے اس کا تعلق قائم ہو جائے گا۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے۔ قرآن پاک سے برکت حاصل کرو کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کے اندر سے نکل کر آیا ہے۔ حق تعالیٰ کا تبرک براہ راست دنیا میں موجود ہے وہ صرف اس امت کے ہاتھ میں موجود ہے کہ اس نے کلام کیا اور وہ کلام بعینہ ہمارے ہاتھ میں موجود ہے ویسے تو زمین و آسمان وغیرہ سب کچھ اس کا تبرک ہیں جس سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر یہ سب کچھ مخلوق ہیں اور قرآن کو پیدا نہیں کیا یہ تو کلام ہے باری تعالیٰ کے اندر سے آیا ہے۔ جو اس کی صفت ہے تو صفت کو موصوف پیدا نہیں کیا کرتا۔ صفت موصوف سے صادر ہوتی ہے۔

ہم یوں نہیں کہیں گے کہ ہم اپنے کلام کو پیدا کر رہے ہیں بلکہ ہم یوں کہیں گے کہ ہم بول رہے ہیں۔ یعنی کلام ہم سے صادر ہو رہا ہے۔ یا کلام ہم سے سرزد ہو رہا ہے کہ جو چیز ہمارے اندر بھری ہوئی ہے وہ باہر نکل رہی ہے تو یہ نہیں کہیں گے کہ ہم کلام کو پیدا کر رہے ہیں۔ تو جو چیز اللہ سے صادر ہو رہی ہے وہ اللہ سے منقطع نہیں ہو سکتی اس کا سراو پر اللہ سے لگا ہوا ہے اور نیچے ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اگر تھامیں گے تو اللہ تک رسائی حاصل ہوگی اس واسطے کثرت تلاوت سے جو ترقی حاصل ہوتی ہے اس سے جو باری تعالیٰ سے وابستگی پیدا ہوتی ہے۔ دوسری عبادات سے آدمی صفات باری تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور تلاوت کی کثرت سے ذات باری تک (بشرطیکہ مطلب پر تدبر بھی کرتا ہو) بحر حال قرآن کریم اللہ کی ایک رسی ہے جسے اس جہنم سے نکل بھاگنا ہے وہ اس رسی کو مضبوط تھام لے۔

غرض کتاب اللہ صراط مستقیم ہے جس پر چل کر آدمی اللہ تک پہنچتا ہے۔ تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات مشعل نور اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی سنتیں راہنما اور سیدھا راستہ کتاب میں اور چلنے والے ہم اور آپ ہیں اگر چلنے کا جذبہ ہے تو راستہ، روشنی، مینار میل فرلانگ کے نشانات موجود ہیں اور منزل بھی سامنے ہے اور اگر چلنے کا ارادہ ہی نہ ہو۔ تو اس کے حق میں روشنی اور راستہ سب کچھ بیکار ہے۔ سنتیں اور واجبات بھی بیکار۔ "تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار"۔ قرآن کریم کی طرف سے کوئی کمی اور کوتاہی نہیں ہے کمی اور کوتاہی چلنے والوں کی طرف سے ہے کہ چلنا ہی نہیں چاہتے۔ ورنہ ادھر سے فیضان خداوندی ہر وقت موجود رہتا ہے۔

دین کی بنیاد ادب پر ہے۔ جب ادب نہیں تو دین نہیں۔ اللہ کا ادب، اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ کا ادب، کتاب کا ادب، بیت اللہ کا ادب، اہل علم کا ادب، وسائل علم کا ادب۔ یہ تمام جب تک نہ ہوں تو دین نہیں آتا۔ عالم کا جو ہر یہ ہے کہ اس میں ادب ہو۔ خوف الہی اور خشیت الہی عالم ہی کے اندر ہوتا ہے۔ جتنا جس میں علم ہے اتنی ہی اس میں خشیت ہے جتنا علم سے دور ہے اتنی ہی بے خوفی اور نڈر پین تو بنیادی چیز ادب ہے۔ دین اس وقت تک نہیں آتا جب تک ادب نہ کیا جائے۔ سب سے پہلے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ادب کہ نام مبارک کے ساتھ ہی درود شریف پڑھیں۔ یعنی "راہ رو" کی جو قید ہے تو اس کے لیے تین چیزیں ہیں۔ روشنی، راہ، اور راہنما تو راہ رو بھی ہونا چاہیے تو اس میں شرط یہ ہے کہ مودب بن کر چلے۔ گردن جھکا کر چلے گا تو سر بلند کیا جائے گا اور سینہ ابھار کر چلے گا تو بچھ دیا جائے گا۔ کہا کہ "جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرے گا اللہ اسے سر بلند رکھیں گے"۔

حضرت ابو ہریرہ <sup>ؓ</sup> سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہر رات اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ تو وہ فرماتا ہے: "کوئی ہے مجھ سے دعا کرنے والا تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی ہے مجھ سے سوال کرنے والا کہ میں اسے عطا کروں؟ کوئی ہے مجھ سے استغفار کرنے والا تاکہ میں اس کی مغفرت کروں۔" (بخاری شریف، حدیث نمبر 1145)

یعنی بندے کو تکلیف نہیں دی کہ تو اڑ کر آسمان پر آ بلکہ اپنی تجلیات سے آسمان دنیا پر نزول فرمایا، صبح صادق تک یونہی آوازیں لگتی رہتی ہیں جن کو توفیق خداوندی ہوتی ہے وہ

اٹھتے ہیں تہجد پڑھتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں، مانگتے ہیں، اور ان کو منہ مانگی مرادیں ملتی ہیں۔ پھر تمام عبادت میں اللہ نے آسانی رکھی ہے۔ تہجد میں چاہے آٹھ رکعت پڑھ لو، چاہے چھ، چاہے دو پڑھو، تہجد گزار کہلاؤ گے اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں جانے والے تو سب سے پہلے ادب، عظمت پھر محبت۔ محبت کا جذبہ رکھو اور اس کے ساتھ اطاعت کا جذبہ رکھو۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھ سے محبت کی وہ میری اطاعت ضرور کرے گا اور جو میری اطاعت کرے گا وہ میرے ساتھ جنت میں جائے گا۔“ تو یہی چند چیزیں ہیں جن کو سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 15-16 میں بیان کیا گیا:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ﴿١٥﴾ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾

اللہ تعالیٰ نے بشارت دے دی ترجمہ ”تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔ اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے ساتھ اور انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔“

(نور سے مراد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات ہے)۔ آگے فرماتے ہیں فقط روشنی ہی نہیں آئی ہے کتاب میں بھی آئی ہے (یعنی قرآن پاک) آگے فرماتے ہیں۔ اللہ اسے سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے (یعنی سلامتی کے راستے اس کے لیے کھلتے ہیں) جو اس کی رضا کی پیروی کرے اور چاہتا ہو کہ اللہ راضی ہو جائے اور مقصد

اور نصب العین کیا ہے۔ یُخْرِجُهُم مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ تاکہ اللہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔ تو فرمایا گیا۔ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ ”اللہ تعالیٰ اس آدمی کی رہنمائی کرے گا جو ہماری رضا کی پیروی کرے گا۔“ (اور رضا اس کو حاصل ہوگی جو قلب کو متوجہ کرے گا) گویا ابتدا باطن سے ہوگی۔

جیسے بدن پر بیماریاں آتی ہیں دل اور نفس پر بھی آتی ہیں۔ بدن کی بیماریوں کے لیے طبیب کے پاس جاتے ہیں جو کہتا ہے وہی کرتے ہیں تاکہ بدن کی بیماری جاتی رہے۔ روح کی بیماری کے لیے روحانی طبیب کے پاس جانا ہوگا جو وہ کہے گا کرنا پڑے گا۔ وہ بھی دوا، غذا اور پرہیز بتائے گا یہ بھی دوا، غذا اور پرہیز بتلائے گا۔ روزانہ کے اعمال

شریعت کی غذا ہیں۔ ذکر اللہ دوا ہے، محصیت سے پرہیز بتایا جائے گا تو دوا، غذا اور پرہیز سب ہی کچھ ہے اور مقصد کیا ہے؟

يُخْرِجُهُم مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

مقصد نور میں یاروشنی میں لانا ہے تو جیسی ظلمت تھی ویسا ہی نور لایا گیا۔ تو آپ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت کے یہ عناصر رابعہ ہیں۔

1- تلاوت الفاظ 2- تعلیم کتاب 3- تعلیم حکمت 4- تزکیہ نفس

اس کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے کہ:

1- آپ خاتم النبیین ﷺ مشعل نور 2- آپ خاتم النبیین ﷺ کی سنتیں راہنما

3- آپ خاتم النبیین ﷺ کا بتایا ہوا راستہ قرآن 4- اور اس پر چلنے والے مسلمان

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس راستے پر چلیں۔ ان عناصر سے اپنے عنصر کو بنائیں۔ اپنے بدن اور روح کا علاج کریں۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی

سنتوں پر عمل کریں رب چاہی زندگی گزاریں اور کتاب و سنت کا مقام ہمارے قلوب میں سما جائے (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## عظمتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ

(1) جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ہجرت فرمائی اور قریش کو علم ہوا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنے گھر سے نکل چکے ہیں تو قریش نے آپ خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کو پکڑ کر لانے کے لئے سواوٹ انعام دینے کا اعلان کروایا۔ انعام کے لالچ میں سراقہ بن مالک گھوڑے پر سوار ہو کر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے دوڑا۔

صحیحین میں حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ سراقہ بن مالک خود وہ کیفیت بیان کرتا ہے کہ قریش کفار کے قاصد ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے "جو شخص محمد خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کو گرفتار کر کے لائے گا یا قتل کر دے گا (معاذ اللہ) اسے پورے 100 اونٹ انعام دیا جائے گا۔" ایک شخص نے مجھے آکر کہا "سراقہ میں نے ابھی ابھی ساحل پر چند اشخاص دیکھے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ وہی ہیں۔ انعام کے لالچ میں گھوڑے پر سوار ہوا اور ان کے قریب جا پہنچا۔ اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی میں گر پڑا۔ اٹھا اور دوبارہ اس گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ لیکن میرے گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ بہت کوشش کے بعد بھی وہ اپنے پاؤں زمین سے باہر نہ نکال سکا۔ اسی اثنا میں حضرت ابوبکرؓ نے سراقہ کو دیکھا ان پر اضطراب اور بے چینی طاری ہو گئی۔ انہوں نے کہا "یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سراقہ نے ہمیں دیکھ لیا ہے اور وہ پیچھے آ رہا ہے۔" نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے انتہائی اطمینان سے جواب دیا۔ "فکر نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔" سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین کے اندر تھے ناگہاں اس کے پاؤں کے نشان سے دھوس کی مانند غبار آسمان کی طرف اٹھا۔ سراقہ نے کہا "میں نے بارگاہ نبوی ﷺ میں فریاد کی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دعا فرمائی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی دعا کی برکت سے میرے گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکل آئے۔ میں گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے قسم کھائی کہ جو کوئی آپ دونوں کو تلاش کرنے ادھر آئے گا میں انہیں واپس کر دوں گا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے امان چاہی اور واپس چلا گیا۔" (صحیحین)

(2) بیہقی نے روایت کی ہے کہ سراقہ بن مالک سفر ہجرت میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو گرفتار کرنے کے لئے تعاقب میں نکلا تھا۔ جب سراقہ بن مالک کے گھوڑے کے پاؤں باذن خداوندی زمین میں دھنس گئے تو اس نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے عاجزی سے کہا "میرے لئے دعا کیجئے۔" سراقہ رحمت نے اس پر رحم فرمایا اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اور اسی دعا کی برکت سے اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکل آئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے نہ صرف رحم فرمایا بلکہ اس کے حق میں امن وامان کا پروانہ لکھ دیا اور یہ بشارت بھی دی کہ۔ "اے سراقہ" تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے کسریٰ (بادشاہ) شاہ فارس کے ننگن پہنائے جائیں گے۔ اے سراقہ اگر چرتو ابھی تک ایمان نہیں لایا لیکن اللہ کی شان نرالی ہے میں تمہارے ہاتھ میں ایران کے بادشاہ نوشیرواں کے ننگن دیکھ رہا ہوں۔" اس کے بعد رسول پاک خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ مدینے کے لئے روانہ ہو گئے اور سراقہ واپس مکہ چلا گیا جب رحمت عالم خاتم النبیین ﷺ طائف و حنین کی جنگوں سے واپس تشریف لائے تو سراقہ نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت حسنؓ سے روایت ہے اور صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ عہد فاروقیؓ میں جب فارس (ایران) فتح ہوا اور کسریٰ ہرمند کے ننگن اموال غنیمت کے ساتھ حضرت عمرؓ کے ہاتھ آئے تو انہوں نے قول رسول خاتم النبیین ﷺ کی تصدیق و تحقیق کے لئے سراقہ کو بلا کر اس کے ہاتھوں میں ننگن پہنا دیئے۔ پھر فرمایا: ترجمہ: "سب تانکھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے کسریٰ جیسے بادشاہ عجم کے ننگن سراقہ جیسے غریب بدوی کو پہنا دیئے۔" سراقہ نے حضرت عثمانؓ کے عہد میں وفات پائی۔ یوں عہد فاروقیؓ میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

(3) سراقہ کی طرح بریدہ اسلمی بھی ستر آدمیوں کے ساتھ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تلاش میں 100 اونٹ حاصل کرنے کے لئے نکلا جب ان لوگوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو دیکھا تو اس طرح بات چیت ہوئی۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ "من انت" (تم کون ہو؟) بریدہ اسلمی "انا بریدہ" (میں بریدہ ہوں) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے متوجہ ہو کر فرمایا "بردت امرنا" (ہمارا کام ٹھنڈا ہو گیا ہے)۔ یہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے بطور شگون فرمایا کہ لفظ بریدہ میں "بروت" (ٹھنڈک) کا مادہ پایا جاتا ہے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ "تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے؟" بریدہ اسلمی "قبیلہ اسلم سے۔"

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "سلمنا" (ہم سلامت رہے) حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "قبیلہ اسلم کی کس شاخ سے؟" بریدہ اسلمی "من بنی سہم یعنی بنی سہم سے" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "خروج سہمک" تیرا حصہ نکل آیا یعنی تجھے اسلام سے حصہ ملے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بریدہ اسلمی "لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ کون ہیں؟" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "انا محمد بن عبد اللہ رسول اللہ"

یہ سنتے ہی اس پر ایسا رعب طاری ہوا کہ بریدہ سلمیٰ اور اس کے ستر سوار ساتھیوں نے کلمہ پڑھ کر آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ قبول اسلام کے بعد بریدہ سلمیٰ عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت آپ خاتم النبیین ﷺ کے آگے آگے جھنڈا ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی دستار اتاری اور نیزہ پر باندھ دی۔ اب سفر طیبہ جاری ہے۔ بریدہ سلمیٰ جھنڈا لیے آگے آگے چل رہے ہیں۔ (حوالہ جات) زرقان علی المواہب، سیرت مصطفیٰ ﷺ ڈاکٹر طاہر قادری، خلاصۃ الوفاص (131)

(4) شرح السنہ میں حبش بن خالد ام معبد کے بھائی سے روایت ہے کہ مدینہ کی طرف ہجرت فرماتے ہوئے رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ، حضرت ابو بکرؓ اور ان کے غلام بن فیہرہ کا گزر ام معبد عائشہ بنت خولہ خزاعیہ کے ہاں ہوا۔ ام معبد کی قوم قحط زدہ تھی۔ وہ اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا کرتی، آنے والوں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی۔ اس سے گوشت اور کھجوریں خریدنے کا قصد کیا۔ مگر اس کے پاس کچھ نہ تھا کیونکہ سارا قبیلہ قحط سالی کا شکار تھا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے خیمے کے چوب سے ایک بکری بندھی ہوئی دیکھی تو فرمایا۔ ”ام معبد“ یہ بکری کیسی ہے؟ اور یہاں کیوں باندھ رکھی ہے؟ ام معبد نے جواب دیا۔ یہ بیچاری کمزور اور بیمار ہے اور ریوڑ کے ساتھ نہیں جاسکتی۔ جائے بھی تو اپنی لاغری کے باعث ریوڑ سے پیچھے رہ جاتی ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے دریافت فرمایا۔ یہ دودھ دیتی ہے۔ ام معبد نے فرمایا یہ کیا دودھ دے گی؟۔ میرے ماں باپ آپ خاتم النبیین ﷺ پر قربان اگر آپ خاتم النبیین ﷺ اس کے نیچے دودھ دیکھتے ہیں تو دھولیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے بکری کے تھنوں پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ بسم اللہ پڑھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بکری کے خشک تھنوں میں دودھ اتر آیا۔ بکری آپ خاتم النبیین ﷺ کے سامنے جگالی کرنے لگی۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک برتن طلب فرمایا اور دودھ دھونا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ بھر گیا اس کے اوپر جھاگ آ گیا۔ برتن اتنا بڑا تھا کہ پورے قبیلے کو کافی ہو سکتا تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے سب سے پہلے ”ام معبد“ کو دودھ پلایا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئی۔ پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا سب سیر ہو گئے۔ سب کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے خود دودھ پیا۔ بعد از دو بارہ دودھ دھویا اور برتن بھر دیا (بطور نشان) ام معبد کے پاس چھوڑا اور آخر حدیث میں درج ہے کہ پھر وہ سب مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور ام معبد مسلمان ہو گئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کا خاوند بکریوں کا ریوڑ لے کر گھر آیا دودھ دیکھا تو حیران ہو کر کہنے لگا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ حالانکہ گھر میں تو کوئی ایسی بکری نہ تھی جو ایک قطرہ دودھ دیتی؟ ام معبد نے جواب دیا ایک مقدس اور مبارک شخص گھر میں آیا تھا۔ جس کا حلیہ ایسا تھا۔ وہ بولا وہی تو قریش کے سردار ہیں جن کا چرچا ہو رہا ہے۔ مکہ میں معبود ہوئے ہیں۔ مجھے موقع ملا تو ضرور ان کی خدمت میں حاضری دوں گا اور ان کی صحبت اختیار کروں گا۔ اس حدیث کو ہشام نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ، طبرانی، بیہقی)

(5) بیہقی نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔ راستے میں ایک عرب قبیلے کی آبادی میں پہنچے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ ایک گھر کی طرف تشریف لے گئے۔ اس گھر میں ایک عورت موجود تھی۔ شام کا وقت تھا اس کا بیٹا چراگاہ سے آ گیا۔ اس عورت نے اپنے بیٹے سے کہا ایک ایسی بکری پکڑ کر لاؤ جو نہ دودھ دیتی ہو اور نہ بچے دیتی ہو۔ پھر ایک چھری لو اور مہمانوں کو دو کہ وہ یہ بکری ذبح کریں اس کو پکائیں اور کھائیں۔ لڑکا بکری اور چھری لے کر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے پاس آیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ چھری واپس لے جاؤ اور ایک پیالہ (کاسا) لے کر آؤ۔ لڑکے نے کہا کہ یہ بکری تو بوڑھی اور لاغر ہے۔ دودھ دینے والی نہیں ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا تم جا کر پیالہ لے کر آؤ۔ لڑکا گیا اور پیالہ لے کر آیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنا دست مبارک بکری کے تھنوں پر پھیرا تو دودھ سے بھر گیا۔ دودھ دھو کر پیالہ اس لڑکے کو دیا کہ پہلے اپنی والدہ کو پلاؤ۔ دوسرا پیالہ دودھ دھو کر اس لڑکے کو دیا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کو دیا پھر آخر میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے خود نوش فرمایا۔ رات وہاں قیام فرمایا اور صبح کو روانہ ہو گئے۔ (بیہقی)

اس عورت نے آپ خاتم النبیین ﷺ کا نام ”مبارک“ رکھا۔ اس کی بکریوں اور بکریوں کے دودھ میں برکت ہو گئی۔ وہ عورت اور اس کا بیٹا کچھ عرصے کے بعد مدینہ آئے۔ راستے میں لڑکے نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو پہچان لیا۔ اس نے اپنی ماں سے کہا یہ وہ آدمی ہیں جو ”مبارک“ کے ساتھ ہمارے گھر آئے تھے اور رات کو قیام فرمایا تھا۔ وہ عورت حضرت ابو بکرؓ سے پوچھنے لگی۔ اے اللہ کے بندے تیرے ساتھ وہ کون تھے؟ جو اس رات ہمارے گھر ٹھہرے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔ وہ اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ تھے اس عورت نے کہا کہ ہمیں ان کے پاس لے چلو۔ حضرت ابو بکرؓ ان دونوں کو حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے پاس لے آئے اس عورت نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو کچھ تھنے پیش کئے اور اسلام قبول کر لیا۔ سید دو عالم خاتم النبیین ﷺ نے انہیں کپڑے اور نقدی عطا فرمائی اور رخصت کیا۔ (حجتہ

(6) عبد اللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابی معیط کا ریوڑ چرایا کرتا تھا۔ ایک روز سیدو عالم خاتم النبیین ﷺ تشریف لائے۔ حضرت ابو بکرؓ بھی ساتھ تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا۔ ”لڑ کے کیا تیرے پاس دودھ ہے؟ میں نے کہا ”ہاں مگر میں امین ہوں“۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ”کیا تیرے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس کے تھن نہ ہوں؟“ میں نے کہا ہاں ہے۔“ پس میں نے ایک بکری آپ خاتم النبیین ﷺ کو پیش کی جس کے تھن تھے اور نہ کبھی اس نے دودھ دیا تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے تھن کی جگہ پر اپنا دست مبارک پھیرا ناگہاں اس کے تھن نمودار ہوئے جو دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے دودھ ڈوہیا۔ پھر تھن سے فرمایا سکر جائیں تھن ویسے ہی ہو گئے اور کوئی نشان تک باقی نہ رہا۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا ”اے اللہ تعالیٰ کے رسول خاتم النبیین ﷺ مجھے کچھ تعلیم دیجئے“۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور مجھے برکت کی دعادی اور فرمایا ”تم سیکھنے والے لڑکے ہو“۔ پس میں نے اسلام قبول کر لیا۔ میرے اسلام لانے کا سبب یہی معجزہ تھا۔ میں نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے 70 سورتیں سیکھیں۔ (صحیح بخاری، مسند احمد، مشکوٰۃ، طبقات ابن سعید)

(7) حضرت ابویوب انصاریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے لئے کھانا تیار کروایا۔ کھانا دو آدمیوں کے لئے تھا۔ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے ابویوب انصاریؓ سے فرمایا انصار میں سے 30 اشرف کو بلا لاؤ۔ چنانچہ تیس انصاریؓ آگئے ان سب نے کھانا کھایا اور باقی چھوڑ دیا۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: 60 انصار کو اور بلاؤ انہوں نے بھی کھانا کھالیا اور باقی چھوڑ دیا۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا ستر انصار کو اور بلاؤ انہوں نے بھی سیر ہو کر کھایا اور باقی چھوڑ دیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر سب ایمان لے آئے اور نبی طیب و طاہر اکمل و اجمل خاتم النبیین ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی ان میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہ تھا جو بغیر اسلام لائے وہاں سے باہر آیا ہو اور جس نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی بیعت نہ کی ہو۔ حضرت ابویوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ محبوب خاتم النبیین ﷺ خدا کی دعا کی برکت سے میرا دو آدمیوں کا کھانا 180 افراد نے پیٹ بھر کر کھایا۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب ہجرت کر کے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ مدینہ پہنچے تھے اور حضرت ابویوب انصاریؓ کے گھر قیام فرمایا تھا۔ اس وقت تک تمام انصار مسلمان نہ ہوئے تھے۔ یہ معجزہ دیکھ کر جتنے لوگ موجود تھے سب مسلمان ہو گئے۔

(7) ایک عالم دین جو سرکارِ دو عالم خاتم النبیین ﷺ کی شان اور عظمت کے بارے میں شکوک میں مبتلا تھے۔ ایک مرتبہ ایک بزرگ کے پاس آئے وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی شان اور عظمت پر بحث کرنا چاہتے تھے بزرگ نے فرمایا ”تم میں اور اُس میراثی میں جو میرے گھر میں کام کرتا ہے کیا فرق ہے؟“ وہ عالم دین بہت ناراض ہوا اور کہا ”حضرت آپ ایک عالم دین کو ایک میراثی سے ملارہے ہیں۔“ شاہ صاحب نے فرمایا ”غور کرنے کے لئے کہہ رہا ہوں کہ بظاہر تم اور میرا میراثی ایک جیسے ہو۔ مگر چند حروف پڑھ لینے سے تمہارا مقام اس قدر بلند ہو گیا کہ تم عالم دین کہلانے لگے۔ پھر وہ ہستی جس کو علم اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے۔ اُن کی عظمت اور مقام کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟“ پھر فرمایا ”اہل فراست نے جھگڑے کا نام مباحثہ رکھ دیا ہے۔ اہل محبت مباحثہ اس لئے نہیں کرتے کہ انہیں برتری جتانے کا شوق نہیں ہوتا ہے۔“ جھگڑا ہمیشہ برتری جتانے کے شوق سے پیدا ہوتا ہے۔ جو نوج زمین میں فنا ہو جاتا ہے وہ ضرور پھولتا پھلتا ہے لیکن اگر کوئی اپنی ذات قائم رکھنا چاہے تو پھر پھلنا پھولنا مشکل ہے۔ مسلمان کے گھر میں پیدا ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”جب تک جان، مال، اولاد اور دنیا کی ہر شے سے بڑھ کر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت نہ ہوگی ایمان نہ ہوگا“۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ)

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام (ﷺ) سے ہے

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام (ﷺ) سے ہے

\*\*\*\*\*

## گستاخ رسول خاتم النبیین ﷺ کا انجام

اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ، آیت نمبر 65 اور 66 میں فرماتا ہے:

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبَا اللَّهِ وَابْنَهُ وَرَسُولَهُ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ

ترجمہ:- ”اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے کہہ دیجئے کہ اللہ، اسکی آیتیں اور اسکا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کیلئے رہ گئے ہیں۔ تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے۔“

پس منظر:- اس آیت مبارکہ کا نشان نزول یہ ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر بعض منافقین نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا ”حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کہتے ہیں کہ ہم روم پر غالب آجائیں گے لو بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اور پھر اس پر خوب ہنسے کہ یہ دیکھو یہ لوگ روم پر غالب آئیں گے۔“

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ان کو بلایا اور پوچھا ”تم نے ایسا کیوں کہا؟“ تو انہوں نے جواب دیا ”ہم تو بس ویسے ہی آپس میں ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اور بہانے بنانے لگے۔“ جس کو قرآن پاک بیان کر رہا ہے کہ ”انہوں نے کہا کہ ہم تو صرف اپنا وقت گزارنے کے لئے آپس میں ہنسی مذاق کر رہے تھے۔“

اس پر آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

ترجمہ:- ”کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ ہنسی مذاق کر رہے ہو؟ جاؤ تم اسلام لانے کے بعد کافر اور مرتد ہو گئے ہو۔“

اب اس آیت میں یہ بات قابل غور ہے کہ منافقین نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی مذاق نہیں کیا تھا۔ بلکہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے علم غیب اور اس کی آیتوں کا مذاق اڑا رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا مذاق اڑانا دراصل اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں کا مذاق اڑانا ہی ہے۔

اس آیت نے بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسی توحید قابل قبول نہیں ہوتی جس میں اس کے پیاروں کی توہین ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صاف فرما دیا کہ

”میرے نبی کی گستاخی درحقیقت میری ہی گستاخی ہے۔ وہ موحد اور توحید پرست نہیں بلکہ جو میرے محبوب کا گستاخ ہے وہ میرا بھی گستاخ ہے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اس گستاخی پر (میرے محبوب اور میری آیتوں کا مذاق اڑانے پر) جو لوگ بظاہر مسلمان ہو گئے تھے (منافقین) وہ کافر اور مرتد ہو گئے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ادنیٰ سی گستاخی پر بھی انسان ایمان اور اسلام سے نکل جاتا ہے اور ایمان نہ رہا تو پھر کسی نیک عمل کا کوئی

فائدہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ اچھے اعمال کا ثواب تو اسی کو ملے گا جس کا ایمان سلامت ہو ایک کافر کتنے ہی ہسپتال بنائے، غریبوں کی مدد کر لے۔ دنیا میں تو اس کے ان کاموں کا

اجر مل جائے گا لیکن آخرت کے لئے اس کے نامہ اعمال میں کوئی ثواب نہیں لکھا جائے گا۔

لہذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو نبی خاتم النبیین ﷺ کی گستاخی کرتے ہیں۔ ”گستاخی رسول خاتم النبیین ﷺ کے باعث وہ کافر اور مرتد ہو کر ہمیشہ

ہمیشہ کے لئے آخرت میں عذاب سے دوچار ہوں گے اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے علم غیب سے انکار کرنا اور اعتراض کرنا

منافقوں کا طریقہ ہے اور ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”لَا تَعْتَذِرُوا“ ”بہانے نہ بناؤ“ تمہارا کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔

معلوم ہوا کہ نشان رسالت میں گستاخی اتنا بڑا جرم اور گناہ ہے کہ ہر بڑے سے بڑے گناہ کا عذر اللہ تعالیٰ قبول فرما کر معافی دے دیتا ہے۔ لیکن اس جرم کے

لئے کوئی عذر قبول نہیں فرمایا جائے گا اور ہر حال میں اس جرم کے مرتکب افراد کو سزا دے گا۔

گستاخ رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی علامات: حضور نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی گستاخی اور اہانت کا ارتکاب کرنے والے کے لیے قرآن حکیم نے

جہاں چند علامات اور نشانیاں بیان کی ہیں وہاں یہ بھی واضح کیا ہے کہ ایسے شخص کا بارگاہ الوہیت میں کیا درجہ وحیثیت ہے۔

سورہ قلم، آیت نمبر 10-13: وَلَا تُطِيعُ كُلَّ خَلْفٍ مَّهِينٍ ﴿١٠﴾ هَمَّازٍ مَشَاءٍ بِنَمِيمٍ ﴿١١﴾ مَنَّاعٍ لِلْخَبِيرِ مُعْتَدٍ أَيْمٍ ﴿١٢﴾ عُنَّالٍ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ ﴿١٣﴾

ترجمہ: ”اور آپ ہر ایسے کی بات نہ سننا جو کسی کی قسم کھانے والا، جھوٹا، ذلیل، بہت طعنہ دینے والا، چغلی کھاتا رہتا ہے، جو نیک کام سے لوگوں کو روکتا ہے، حد سے بڑھا ہوا

ہے، جو بد زبان ہے، اس پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا (یعنی حرام زادہ) ہے۔“

یہ آیت کریمہ ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی جو گستاخ رسول (خاتم النبیین ﷺ) تھا اور وہ درج ذیل رزائل کا مرقع تھا۔

- 1- كُلُّ خَلَّافٍ - بہت زیادہ جھوٹی قسمیں کھانے والا
- 2- مَهِينٌ - کمینہ و ذلیل
- 3- هَمَّازٌ - بہت زیادہ طعن و تشنیع اور عیب جوئی کرنے والا
- 4- مَشَّاءٌ بِنَمِيمٍ - بہت زیادہ چغلیاں بھرنے والا
- 5- مَنَاعٌ لِلْخَيْرِ - خیر سے بہت زیادہ منع کرنے والا
- 6- مُعْتَدٍ - بہت بڑا ظالم اور حد اعتدال سے تجاوز کرنے والا
- 7- اَيْمٍ - بہت زیادہ معصیت و گناہ کا مرتکب
- 8- غُلْبٌ - سخت جھگڑالو
- 9- زَنِيمٌ - والد الزنا (حرام زادہ)

ولید کے ولد الزنا ہونے کی تصدیق: جب آپ خاتم النبیین ﷺ نے بذریعہ وحی الہی ولید کی نو صفات بیان کی تو ولید نگئی تلوار لیے کر اپنی ماں کے پاس آیا اور کہا "بے شک مسلمانوں کے نبی (خاتم النبیین ﷺ) نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ انہوں نے میری نو صفات بیان کیں ہیں۔ وہ ساری کی ساری مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ آٹھ کا فیصلہ میں خود کر سکتا ہوں لیکن نویں ولد الزنا اور نکاح حرام ہونے کا فیصلہ بذات خود نہیں کر سکتا۔ اس کی تصدیق تجھ سے ہی ممکن ہے۔ اس لیے بتا، بات کہاں تک درست ہے؟ ورنہ تیری گردن تن سے اڑا دوں گا"۔ اس نے کہا کہ "تیرا باپ اس قابل نہ تھا کہ اس کے نطفہ سے اولاد ہوتی۔ مجھے اولاد نہ ہونے کے باعث مال و دولت کے ضائع ہونے کا خدشہ تھا تو میں نے ایک چرواہے کو اپنے نفس پر قدرت دی۔ پس تو درحقیقت اسی چرواہے کا بیٹا ہے"۔

**ارتکاب اہانت رسول خاتم النبیین ﷺ پر رسوا کن عذاب ہے:** اللہ رب العزت نے شانمان رسول خاتم النبیین ﷺ کی سزا کو فقط لعنت یعنی اپنی رحمت سے محرومی پر ہی محصور نہیں کیا ہے بلکہ انہیں ذلیل و رسوا کرنے والے شدید عذاب کی وعید سنائی اور ارشاد فرمایا: (سورہ الاحزاب، آیت نمبر 57)

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿٥٧﴾

ترجمہ: "بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اُس نے ان کے لئے ذلت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

عذاب مہین بڑی ہی تکلیف دہ، اذیت رساں اور درد انگیز سزا کو کہتے ہیں جو مجرم کو ہر جگہ ذلیل و خوار کر کے رکھ دے اور اس کے وجود کو اتنی تکلیف پہنچائے کہ دوسرے بھی عبرت حاصل کرنے لگ جائیں۔

**اہانت رسول خاتم النبیین ﷺ اہانت الہی ہے:** یہ حقیقت ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی توہین و تنقیص درحقیقت اللہ رب العزت کی اہانت ہے۔ زیر بحث آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ نے اس بات کو بڑے جامع اور حسین و شستہ انداز میں ثابت کیا ہے اور رقمطراز ہیں "اللہ رب العزت نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اذیت کو اپنی اذیت کے ساتھ متصل کیا جس طرح حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا"۔ (الصارم المسلمول: 40)

امام ابن تیمیہ اسی بات کی مزید توضیح و تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "پس جس نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اذیت دی اس نے اپنے اللہ کو اذیت دی۔ یہ بات منصوص ہے کہ جو اللہ کو اذیت دیتا ہے وہ کافر ہے اور حلال الدم یعنی واجب القتل ہے۔ یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اللہ نے اپنی محبت اور اپنے رسول خاتم النبیین ﷺ کی محبت کو، اپنی رضا اور اپنے رسول خاتم النبیین ﷺ کی رضا، اپنی اطاعت اور اپنے رسول خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت کو ایک ہی شے بنا یا ہے"۔

امام ابن تیمیہ اپنے مذکورہ بالا استدلال پر قرآن حکیم سے دلائل و حجت پیش کرتے ہوئے یہ آیت کریمہ نقل کرتے ہیں: (سورہ توبہ، آیت نمبر 24)

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَ حَبَّابًا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

ترجمہ: "اے نبی مکرم! آپ فرمادیں: اگر تمہارے باپ (دادا) اور تمہارے بیٹے (بیٹیاں) اور تمہارے بھائی (بہنیں) اور تمہاری بیویاں اور تمہارے (دیگر) رشتہ دار اور تمہارے اموال جو تم نے (مخت سے) کمائے اور تجارت و کاروبار جس کے نقصان سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے، اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا"۔۔۔۔۔ (سورہ آل عمران، آیت نمبر 132)

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾

ترجمہ: "اور اللہ کی اور رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی فرمانبرداری کرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے"۔



## معجزات

نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ سے پہلے اور بعد میں رونما ہونے والے کچھ معجزات۔

**1- معجزہ:** ابو نعیم اور ابن عساکر نے ایک شخص سے روایت کیا کہ عرب حرام و حلال کی پہچان نہیں کیا کرتے تھے اور بتوں کے پیٹ میں سے جو آواز آتی اس پر عمل کیا کرتے تھے اور جب آپس میں کوئی اختلاف ہوتا تو بتوں کے پاس جا کر حال بیان کرتے اور بتوں کے کہنے پر عمل ہوتا۔ بنی نضیم کے اس آدمی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ہم ایک مرتبہ آپس میں جھگڑا کر کے فیصلے کے لیے بتوں کے پاس گئے اور جا کر چڑھاوا قربانی کی اور بت کے پاس بیٹھ گئے۔ اچانک اس بت کے پیٹ سے آواز آئی: ”اے گوشت پوست والے انسانوں تم پتھروں کے بتوں سے فیصلہ چاہتے ہو یہ کتنی بیوقوفی کی بات ہے۔ یہ پیغمبر تمام انسانوں کے سردار ہیں اور تمام حاکموں میں سب سے زیادہ منصف اور انصاف والے یہ نور اور اسلام کو نمایاں کر کے لوگوں کو گناہوں سے بچاتے ہیں۔“ بنو ہاشم کا وہ آدمی کہتا ہے ”یہ سن کر ہم بھاگے اور ہر مجلس میں اس قصہ کا چرچا رہا، کچھ دنوں کے بعد ہمیں خبر مل گئی کہ نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے ہیں اور مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی ہے یہ سنتے ہی ہم سب نے اسلام قبول کر لیا۔“ (دلائل النبوت)

**2- معجزہ:** خاکہبی نے اخبار مکہ میں حاضرین ربیعہ سے ابو نعیمؓ نے ابن عباسؓ سے اور دوسرے محدثین نے عبدالرحمن بن عوفؓ اور دیگر صحابہؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ مکہ کے پہاڑ ابو نعیم سے بلند آواز کے ساتھ چند اشعار اسلام کی برائی میں سننے گئے یہ جن کی آواز تھی اس میں یہ مضمون تھا کہ ”مسلمانوں کو جلا کر مار ڈالو، شہر سے نکال دو اور بت پرستی مت چھوڑو۔“ اس پر کفار بہت خوش ہوئے اور اترا کر کہنے لگے۔ غیب سے ہمیں بھی تمہیں قتل کرنے اور شہر بدر کرنے کا حکم ہو گیا ہے۔“ مسلمانوں کو اس سے بڑا صدمہ ہوا اور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت اقدس میں جا کر سارا قصہ بیان کیا آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”تم لوگ اطمینان رکھو یہ آواز مسعر نامی ایک جن کی تھی اللہ بہت جلد اس کو سزا دے گا۔“ تیسرے روز نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو یہ خوش خبری سنائی کہ آج ایک بہت بڑے جن جو نامی نے اسلام قبول کیا ہے۔ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے۔ اس نے مجھ سے مسعر کو قتل کرنے کی اجازت چاہی ہے۔ میں نے اسے اجازت دے دی ہے۔ آج مسعر مارا جائے گا۔ مسلمان خوش ہو کر انتظار میں تھے کہ شام کے وقت اسی پہاڑ سے چند اشعار بلند آواز کے ساتھ سننے میں آئے جن کا مطلب یہ تھا کہ ترجمہ: ”ہم نے مسعر کو اس وجہ سے قتل کیا کہ اس نے سرکشی کی، حق کی توہین کی اور برائیوں کا راستہ بتایا اور رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی شان میں بے ادبی کی میں نے ایک چمکتی ہوئی تیز تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔“

**3- معجزہ:** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک انصاری کی عیادت فرمائی۔ جب آپ خاتم النبیین ﷺ مکان کے قریب گئے تو اندر سے کسی سے باتیں کرتے ہوئے سنا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ اندر کوئی نہیں تھا۔ اس نے عرض کیا یا نبی اللہ خاتم النبیین ﷺ ایک شخص آیا تھا آپ خاتم النبیین ﷺ کے بعد میں نے اس کو بہترین گفتگو کرنے والا پایا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیل امینؑ تھے اور تم لوگوں میں کئی ایسے بھی ہیں کہ ان میں سے کوئی اللہ کی قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دین۔ (بیہقی)

**4- معجزہ:** سید دو عالم کا قلب مبارک: بخاری شریف میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رحمت کائنات خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ کو تر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا یا بنام قلبی ”میرا دل نہیں سوتا۔“ آپ خاتم النبیین ﷺ کی آنکھیں سو رہی ہوتی ہیں لیکن دل بیدار ہوتا ہے۔ ہر شخص کی بیداری اس کے حال کے مطابق ہے کوئی بھی نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی آپ خاتم النبیین ﷺ کی خصوصیات میں شامل ہو سکتا ہے۔ مواہب لدنیہ میں نقل کیا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کا قلب مبارک تو سوتا ہی نہ تھا۔ دائیں پہلو سوتے ہوئے نہ بائیں پہلو سوتے ہوئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی یہ دائمی خصوصیات ثابت ہیں۔ سید کائنات خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔“ (صحیح بخاری ترجمہ جلد دوم)۔

گرہ جنات سے ملاقات کے وقت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ تھے، جنات سے ملاقات کے بعد آدھی رات کو جب آپ خاتم النبیین ﷺ واپس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس تشریف لائے تو فرمایا آج شب میں سویا ہی نہیں یہ کہا اور میرے زانوں پر سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ اتنے میں کچھ لوگ اجلے کپڑے پہنے ہوئے جن کے حسن و جمال کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے آ کر پاس بیٹھ گئے۔ کچھ آپ خاتم النبیین ﷺ کے سر ہانے بیٹھ گئے۔ کچھ

آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاؤں کی طرف بیٹھ گئے۔ انہوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی نبوت و رسالت کی تمثیل بیان کی (مثال) اور کہنے لگے ”یہ وہ پیغمبر ہے جن کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل ہوشیار اور بیدار رہتا ہے“۔ اس کے بعد وہ چلے گئے۔ بیدار ہو کر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے جو باتیں کہیں وہ میں نے سنیں۔ کیا تم جانتے ہو یہ کون تھے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خاتم النبیین ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا ”وہ فرشتے تھے“۔

5- معجزہ: جب لبید بن اعصم یہودی نے نبی پاک خاتم النبیین ﷺ پر جادو کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ”نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر جادو کیا گیا آپ خاتم النبیین ﷺ کی حالت یہ ہوگئی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ یہ خیال کرتے کہ یہ کام کر لیا ہے حالانکہ نہیں کیا ہوتا تھا۔“ مسند احمد میں بھی اسی طرح آیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ کا بھی یہی قول ہے ”ایک یہودی نے نبی طیب و طاہر خاتم النبیین ﷺ پر جادو کیا تھا اور ذات اقدس خاتم النبیین ﷺ میں اس کا اثر ہوا۔ حدیبیہ سے واپسی کے بعد 14 ہجری ماہ ذالحج میں یہ واقعہ ہوا تھا“۔ ایک قول کے مطابق 40 روز تک اس کی تاثیر رہی۔ دوسری روایت کے مطابق چھ ماہ اور ایک قول کے مطابق ایک سال تک اس کا اثر رہا۔ حافظ ابن حجرؒ کا قول ہے کہ تیسری روایت صحیح ہے (یعنی ایک سال)

ایک شب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ حضرت عائشہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے دعا فرمائی اور خوب دعا فرمائی بعد ازاں آپ خاتم النبیین ﷺ حضرت عائشہؓ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا ”عائشہؓ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جس بارے میں میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تھی میری وہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی اور مجھے وہ بات بتادی گئی جس میں میری شفا ہے۔“ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”اے عائشہؓ میرے پاس خواب میں دو فرشتے آئے۔ ایک میرے نزدیک بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف رہا“ ایک نے دوسرے سے کہا ”یہ کیا کیفیت ہے اور کس قسم کا درد ہے؟“ دوسرے نے جواب دیا ”آپ خاتم النبیین ﷺ سحر زدہ ہیں۔“ پہلے نے کہا ”پھر جادو کس نے کیا ہے؟“ دوسرے نے کہا ”لبید بن اعصم یہودی نے کیا ہے۔“ پھر پہلے نے پوچھا ”جادو کس چیز پر کیا گیا ہے؟“ دوسرے نے کہا ”کنگھی اور ان بالوں پر جادو کیا گیا ہے جو کنگھی کرتے وقت نیچے گر جاتے ہیں۔ روئی کے گالوں میں اور ترچھو ہارے کی کلی کے اوپر والے چھلکے میں۔“ ”دعاے شگوفہ نقل“ میں درج ہے کہ۔ پھر پوچھا ”یہ چیزیں کہاں پر رکھیں ہیں؟“ جواب ملا ”یہ زردان کے کنویں میں رکھی گئیں ہیں۔“ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”اے عائشہؓ مجھے وہ کنواں بھی دکھا دیا گیا ہے۔ اس کنویں کے پانی کا رنگ سرخ تھا جیسے کنویں میں مہندی گھول دی گئی ہو۔ اس کنویں کے ساتھ جو درخت ہیں ان کے سرشاہین کے سروں کی طرح ہیں۔“ اس کے بعد اس کنویں سے جادو والی چیزوں کو باہر نکالا گیا اور کنویں کو بند کر دیا گیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ جادو کے اثر سے بیمار ہو گئے تھے۔ صحیحین میں درج ہے کہ اس کے بعد جسم کے درد میں آرام و سکون اور راحت حاصل ہوگئی۔

صوفیاء کرام کا قول ہے کہ اس جادو کے واقعے میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے تسلیم و رضا کی راہ پر عمل کیا تھا اور اس مصیبت پر صبر فرما کر اللہ تعالیٰ سے اجر کے خواہاں ہوئے تھے۔ یہ عرصہ لمبا ہو گیا تھا اس کی طوالت سے یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ کہیں دعوت تبلیغ اور توبہ الی اللہ میں سستی غالب نہ آجائے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔ اس موقع پر سورہ فلق اور سورہ الناس نازل ہوئیں تھیں (بخاری شریف، مسلم شریف)

6- معجزہ: قصیدہ بردہ شریف: عربی قصائد میں قصیدہ بردہ شریف بہت مشہور ہے۔ اس میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی مختلف انداز میں تعریف کی گئی ہے۔ اس قصیدے کے مصنف امام شرف الدین بن سعید بصریؒ ہیں۔ یہ اپنے زمانے کے عاشق رسول خاتم النبیین ﷺ تھے۔ ایک دفعہ امام صاحب پرفانج کاحملہ ہو گیا۔ علاج معالجے سے کچھ افادہ نہ ہوا۔ بیماری طول پکڑ گئی۔ دوست احباب سب ساتھ چھوڑ گئے اور میزار ہو گئے۔ ایک دن ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ آقا و مولا کے وسیلے سے دعا کی جائے۔ چنانچہ امام صاحب نے نہایت ہی بے بسی کی حالت میں نعتیہ قصیدہ لکھا اور بارگاہ رسالت میں عقیدت مندی کے پھول پیش کئے۔ کچھ عرصہ تک یہی قصیدہ بار بار پڑھتے رہے حتیٰ کہ ایک روز پڑھتے اور روتے روتے سو گئے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے خواب میں امام بصریؒ کے جسم پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ مفلوج حصہ پر اپنا دست شفقت پھیر کر اپنی چادر مبارک ان کے اوپر ڈال دی۔ آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو تندرست پایا اور ان کا مرض بھی جاتا رہا اور جسم مبارک پر وہ دھاری دار چادر مبارک ابھی تک موجود پائی۔ (عربی میں بردہ دھاری دار چادر کو کہتے ہیں)۔ امام شرف الدین بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس قصیدہ کا کسی سے ذکر نہ کیا تھا مگر جب صبح ہوئی تو میں گھر سے نکلا راستے میں ایک درویش نے مجھ سے کہا وہ قصیدہ مجھے عنایت فرمائیے جو آپ نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی مدح میں لکھا ہے اور بحالت مرض لکھا ہے اور اس کا مطلع بھی بتا دیا اور یہ بھی فرمایا خدا کی قسم یہ قصیدہ میں نے دربار نبوی خاتم النبیین ﷺ میں سنا ہے۔ جب یہ پڑھا جا رہا تھا تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اس کو سن کر یوں جھوم رہے تھے جیسے بانس کے جھونکوں میں میوہ دار درخت کی شاخیں۔ پھر یہ خواب مشہور ہو گیا اس قصیدہ کی برکت لوگوں میں

ظاہر ہو گئی۔ قصیدہ بردہ شریف کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ قصیدہ 660ء میں لکھا گیا تھا اور صدیاں گزرنے کے بعد آج تک بالکل ایسے ہی محسوس ہوتا ہے جیسے ابھی لکھا گیا ہے۔ اس قصیدہ بردہ شریف کو خلوص دل سے پڑھنے سے عشق رسول خاتم النبیین ﷺ پیدا ہوتا ہے۔ صوفیا کرام کے یہاں خاص طریقے سے اس قصیدہ کا ورد کیا جاتا ہے۔

هو الحبيب الذي ترحى شفاعته لكل هول من الا هو المقتنم ترجمہ: ”آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ ہر قسم کی مصیبت اور خطرے میں اس کی شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے۔“ (تہانوی نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب 300، 299)

7- معجزہ: بی زبان: نویں صدی کے مشہور معروف علامہ عبدالعزیز مکیؒ عارف باللہ سیدی عبداللہ ابن اسعد یافعیؒ کی کتاب ”نشر المحاسن“ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ یہ واقعہ مجھے اسناد کے ساتھ پہنچا ہے اور اس زمانے میں بہت مشہور تھا واقعہ یہ ہے کہ عارف باللہ شیخ ابن الزغبہؒ یمنیؒ کی عادت تھی کہ ہمیشہ اپنے وطن سے سفر کر کے اول حج ادا کرتے پھر زیارت روضہ اقدس کے لیے حاضر ہوتے اور وہاں والہانہ اشعار قصیدہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے صاحبین حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی شان میں لکھ کر روضہ اقدس کے سامنے پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حسب عادت قصیدہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک رافضی (شعیہ) حاضر خدمت ہوا اور درخواست کی آج میری دعوت قبول کیجئے۔ حضرت شیخ نے اتباع سنت دعوت قبول کر لی۔ آپ کو اس کا علم نہ تھا کہ یہ رافضی ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی مدح (تعریف) سے ناراض ہے۔ آپ حسب وعدہ اس کے مکان پر تشریف لے گئے۔ داخل ہوتے ہی اس نے اپنے دو حبشی غلاموں کو اشارہ کیا۔ جن کو پہلے سمجھا رکھا تھا وہ دونوں آپ سے لپٹ گئے اور زبان کاٹ ڈالی۔ اس کے بعد اس کم بخت رافضی نے آپ سے کہا کہ ”جاؤ یہ زبان ابوبکرؓ اور عمرؓ کے پاس لے جاؤ جن کی مدح کیا کرتے تھے وہ اسے جوڑ دیں گے۔“ آپ کٹی ہوئی زبان کو ہاتھ میں لے کر روضہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آنسوؤں کے ذریعے داستان غم کہہ سنائی۔ اس عالم میں آنکھ لگ گئی۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ جو اس واقعے کی وجہ سے غمگین تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے شیخ کے ہاتھ سے کٹی ہوئی زبان اپنے دست مبارک میں لی اور شیخ کو اپنے قریب کر کے زبان ان کے منہ میں اس کی جگہ رکھ۔ شیخ یہ خواب دیکھ کر بیدار ہو گئے۔ دیکھا تو زبان صحیح سالم اپنی جگہ پر ہے۔ دربار نبوت خاتم النبیین ﷺ کا یہ کھلا معجزہ دیکھ کر اپنے وطن لوٹ آئے۔ دوسرے سال پھر حج کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ حسب عادت قصیدہ روضہ اقدس کے سامنے پڑھا۔ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک شخص نے دعوت کے لیے درخواست کی۔ شیخ نے قبول کر لی اور اس کے ساتھ تشریف لے گئے۔ مکان میں داخل ہوئے تو جانا پہنچا ناسا لگا۔ خدا پر بھروسہ کر کے اندر داخل ہو گئے۔ اس شخص نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ بٹھایا۔ بہت خاطر تواضع کی کھانے کے بعد وہ شخص آپ کو ایک کوٹھری میں لے گیا۔ دیکھا وہاں پر ایک بندر بیٹھا ہے۔ اس شخص نے کہا ”آپ جانتے ہیں یہ بندر کون ہے؟“ یہ وہی شخص ہے جس نے آپ کی زبان کٹوائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بندر کی صورت میں مسخ کر دیا ہے۔ یہ میرا باپ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ سید الانبیاء خاتم النبیین ﷺ جس طرح روضہ اقدس میں زندہ ہیں اسی طرح آپ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت و معجزات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ (نشر المحاسن)

8- معجزہ: شام کا سفر: ابو نعیم کی روایت میں ہے کہ جب سرور کائنات کی عمر 25 برس کی ہوئی تو آپ خاتم النبیین ﷺ کے صدق اور امانت کا شہرہ دور دور تک پہنچ گیا۔ زبان خلق نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو ”امین“ کا لقب دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت خدیجہؓ جو ایک مالدار خاتون تھیں انہوں نے پیغام بھیجا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ میرا مال تجارت ملک شام لے جائیں جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں آپ خاتم النبیین ﷺ کو اس سے زیادہ دوں گی۔ نبی آخر زماں۔ حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر شام کو روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہؓ کا غلام ساتھ تھا۔ جو میسرہ نامی تھا۔ جب وہاں پہنچے تو بازار بصرہ میں ایک راہب نسطورا نام کی خانقاہ میں پہنچے۔ راہب نسطورا میسرہ کو جانتا تھا کہنے لگا یہ کون ہیں؟ جو اس درخت کے نیچے اتر رہے۔ میسرہ نے جواب دیا یہ اہل قریش میں سے ہیں۔ راہب نے کہا سوائے نبی خاتم النبیین ﷺ کے اس درخت کے نیچے کبھی کوئی اور نہیں اترتا۔ کیا اس کی آنکھوں میں سرخی ہے۔ میسرہ نے جواب دیا ہاں اور وہ کبھی دور نہیں ہوتی۔ یہ سن کر راہب بولا یہی نبی آخر زماں ہیں۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب یہ معبوث ہوں گے۔ پھر اس نے میسرہ سے کہا ”ان سے کبھی جدا نہ ہونا نیک نیتی سے ان کے ساتھ رہنا۔ کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے انہیں نبوت کا شرف عطا کیا ہے۔“

جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ خرید و فروخت کر کے مکہ واپس آئے اس وقت حضرت خدیجہؓ عورتوں کے درمیان ایک بالا خانہ میں بیٹھی ہوئیں تھیں۔ اور انہوں نے دیکھا کہ دو فرشتے آپ خاتم النبیین ﷺ پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ میسرہ نے حضرت خدیجہ کو بتایا کہ میں نے تمام سفر میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو اس حالت میں دیکھا ہے۔ یعنی فرشتوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ پر سایہ کئے رکھا۔ اس کے بعد راہب کے ساتھ تمام گفتگو کا حال بھی بتایا۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس

تجارت میں اتنا نفع دیا ہے کہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ میسرہ نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے کہا ”اے محمد خاتم النبیین ﷺ میں نے چالیس سفر کئے ہیں مگر اتنا منافع کبھی نہیں ہوا جتنا آپ خاتم النبیین ﷺ کی ہمراہی میں ہوا ہے“ آپ خاتم النبیین ﷺ کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے شام کا پہلا سفر 12 سال کی عمر میں حضرت ابوطالب کے ساتھ کیا تھا۔ اس وقت حضرت ابوطالب سفر تجارت پر آپ کو ساتھ نہیں لانا چاہتے تھے لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ نے آنے کے لیے اصرار کیا۔ وہ قافلہ بھی اسی گرجے کے نزدیک لنگر انداز ہوا تھا۔ اس وقت راہب بکیرہ تھا۔ اس نے جب قافلے کو گرجے کے باہر لنگر انداز ہوتے دیکھا تو ایک قاصد کے ذریعے پیغام دے کر پورے قافلے کی دعوت کی۔ قافلے نے دعوت قبول کر لی اور اندر جا کر بکیرہ سے پوچھا کہ پہلے تو کبھی آپ نے دعوت نہ کی آج دعوت کا سبب کیا ہے؟ بکیرہ راہب نے کہا آپ ہمارے پڑوس میں آئے ہیں اور مہمان ہیں۔ لیکن لوگوں کو تعجب تھا کہ کوئی بات ہے ضرور کیونکہ وہ تو ہمیشہ بصری میں اس گرجے کے نزدیک سایہ دار جگہ پر پڑاؤ ڈالا کرتے تھے۔ بحر حال سب نے کھانا کھایا اور اوراد پڑھیں گئے۔ اس وقت بکیرہ راہب آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس آیا اور بولا ”بیٹا تمہیں لات وعزئی کی قسم جو کچھ پوچھوں ٹھیک ٹھیک بتانا“ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا لات وعزئی کی قسم نہ دیجئے“۔ اس نے کہا اچھا خدا کی قسم جو کچھ پوچھوں سب کچھ ٹھیک ٹھیک بتا دینا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟۔ اب بکیرہ راہب نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے مختلف قسم کے سوال کئے۔ کچھ مزاج طبیعت کے بارے میں، کچھ عادات و اخلاق کے بارے میں اور آپ خاتم النبیین ﷺ اس کے ہر سوال کا جواب دیتے رہے۔ اتنے میں حضرت ابوطالب آگئے۔ بکیرہ نے ابوطالب سے سوال کیا یہ لڑکا کون ہے؟ ابوطالب نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ بکیرہ نے جواب دیا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ تمہارا بیٹا نہیں ہے۔ اس لڑکے کا باپ زندہ نہیں ہو سکتا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں بکیرہ کی معلومات پر ابوطالب حیران ہو گئے اور بولے یہ میرا بھتیجا ہے۔ بکیرہ نے پوچھا ”اس کا باپ“ ابوطالب بولے کہ ابھی یہ اپنی ماں کی پیٹ میں تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا تھا۔ بکیرہ نے کہا اب تم نے سچ کہا ہے۔ اب اپنے اس بھتیجے کو واپس لے جاؤ اور دیکھو اس کو یہودیوں سے بچا کر رکھنا۔ خدا کی قسم اگر انہوں نے دیکھ لیا اور جس حد تک میں نے پہچان لیا ہے انہوں نے پہچان لیا تو اس کی جان کے پیچھے پڑ جائیں گے۔ تمہارا یہ بھتیجا ایک عظیم انسان ہے۔ پھر وہ واپسی کے لیے مڑا۔ اس کا چہرہ خوشی اور اطمینان سے چمک رہا تھا اور زریب یہ کہتا ہوا جا رہا تھا۔ ”میرا اندازہ بالکل ٹھیک نکلا“۔ ابوطالب آپ خاتم النبیین ﷺ کو لے کر واپس آگئے۔ (مدارج النبوت، جلد 2)

شام کا پہلا سفر 12 سال کی عمر میں حضرت ابوطالب کے ساتھ تھا اور شام کا دوسرا سفر میسرہ کے ساتھ تھا جب عمر مبارک 25 سال تھی، خانقاہ وہی تھی پہلی مرتبہ راہب بکیرہ نامی تھا اور دوسری مرتبہ راہب نسطور تھا۔

9- معجزہ: فقر وفاقہ کی سختیاں قصہ ماضی بن جائیں گی: محمد بن کعب قرظیؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے علی بن ابی طالبؓ سے سنا تھا۔ یعنی حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم مسجد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ مصعب بن عمیرؓ آئے ان کے جسم پر صرف ایک چادر تھی جس میں چڑے کے پوند لگے ہوئے تھے۔ سید عالم خاتم النبیین ﷺ ان کو دیکھ کر رو پڑے کہ ایک زمانے میں وہ کس قدر خوش حال تھے۔

امام بخاری نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”فقر وفاقہ کی سختیاں جن سے تم آج دوچار ہو قصہ ماضی بن جائیں“۔ اللہ تعالیٰ تمہیں مال و دولت کی فراوانی عطا فرمائے گا۔ تمہاری نشست گاہوں میں بہترین قالین بچھائے جائیں گے۔ تم صبح کے وقت ایک لباس پہنو گے تو شام کو دوسرا تبدیل کرو گے۔ کھانے کے وقت دسترخوان بچھائے جائیں گے۔ مختلف کھانوں کی کثرت ہوگی۔ یکبارگی وہ دسترخوان پر نہیں رکھے جائیں گے بلکہ پہلے ایک کھانا سجایا جائے گا جب اس سے فارغ ہوں گے تو دوسرا کھانا رکھا جائے گا۔ اس کے بعد تیسرا اور چوتھا۔ تمہارے گھروں کی دیواروں پر کپڑوں کے غلاف لگائے جائیں گے انہیں اس طرح ڈھانپا جائے گا۔ جیسے کعبہ کا غلاف ہوتا ہے“۔ (صحیح بخاری)

حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ صحابہ کرامؓ پہلے بہت غریب و مفلس تھے بعد میں بہت مالدار ہو گئے، اچھے اچھے کھانے اور کپڑے میسر آئے۔ خود اس حدیث کے راوی حضرت جابرؓ کے گھر اچھی قسم کے بچھوئے تھے۔ جب ان کی بیوی یہ بچھوئے بچھانا چاہتی تو حضرت جابرؓ یہ کہہ کر منع کر دیتے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ ”میری امت کے لوگ امیرانہ فرزند ہو جائیں گے۔ اس لیے قیمتی کپڑوں کو بیٹھنے کے لیے فرش پر نہیں بچھانا چاہیے لیکن حضرت جابرؓ کی زوجہ نے کہا انہوں نے ہمیں اچھے کپڑوں پر بیٹھنے کی بشارت دی ہے یہ تو خدا کا انعام ہے یہ سن کر حضرت جابرؓ خاموش ہو جاتے۔ ان تمام امور کو بیان کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنے امتیوں کو خواب غفلت سے جگانے کے لیے فرمایا اور کہا ”اگرچہ آج تم فقر وفاقہ و افلاس سے دوچار ہو لیکن یہ زمانہ اس زمانے سے بہت بہتر ہے جس میں ہر

ضرورت پوری ہو جائے۔ یہ تنگی اور فقر و افلاس اس کثرت سے بہت بہتر ہے جو انسانوں کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے اور دل و دماغ اور بدن کو تھکا دے۔ اس لیے آج تم اس دن سے بہتر ہو۔

**10- معجزہ: حضرت علیؑ کی شہادت کی خبر:** حضرت علیؑ اور بعض صحابہ کرامؓ ایک مرتبہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”میں بتاؤں سب سے بد بخت انسان کون ہے؟“ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہاں بتائیے یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ۔ فرمایا اس امت میں سے زیادہ شقی (بد بخت) انسان وہ ہے جو تمہارے یہاں پر حضرت علیؑ کی گردن کی طرف اشارہ کیا تو مارے گا۔ یہاں تک کہ تمہاری داڑھی تمہارے خون سے سرخ ہو جائے گی اور تم اسی زخم سے شہید ہو جاؤ گے۔ میرے بعد میری امت تم سے بے وفائی کرے گی۔“ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں ”اے علیؑ خبر دار کہ تم کو میرے بعد مصیبت پیش آئے گی۔“

امام احمدؒ نے حضرت علیؑ سے روایت کیا ہے کہ ”نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ بد بخت اور براہ آدمی ہے جو علیؑ کے چہرے اور سر کو خون آلود کرے گا۔“ فرمایا کہ پہلی امتوں میں زیادہ شقی (بد بخت) حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں قدر بن سالف تھا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں تھیں (کوئیں کاٹیں تھیں)۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی یہ اطلاع لفظ بہ لفظ صحیح ثابت ہوئی اور آپ عبد الرحمن بلجم خارجی کی زہر آلود تلوار سے صبح کے وقت شہید ہوئے۔ اس نے آپؑ کی گردن پر تلوار ماری اور آپؑ کی داڑھی خون سے سرخ ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کو اپنی شہادت کی پوری تفصیل معلوم تھی۔ جس شب کی صبح کو آپؑ کو زخمی کیا گیا۔ آپؑ نے اُس رات کئی مرتبہ نکل کر آسمان کو دیکھا۔

آپؑ نے فرمایا ”واللہ نہ میں نے جھوٹی بات کہی نہ مجھ سے جھوٹی بات کہی گئی۔“ یہ تو وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ تھا اور جب سحر کے وقت بطحیں آپؑ کے سامنے چلانے لگیں اور لوگوں نے انہیں ہٹانا چاہا تو آپؑ نے فرمایا ”ان کو چھوڑ دو یہ اپنے غم کا اظہار کر رہی ہیں“ پھر موزن نے آن کر نماز کے لیے بلا لیا۔ آپؑ نماز کے لیے تشریف لے گئے تو ابن بلجم خارجی نے آپؑ کی پیشانی پر تلوار ماری۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ ابن بلجم حضرت علیؑ سے سواری مانگنے آیا۔ آپؑ نے اس کو سواری دے دی اور پھر فرمایا واللہ یہ میرا قاتل ہے۔ لوگوں نے کہا آپؑ اسے قتل کیوں نہیں کروا ڈالتے۔ آپؑ نے فرمایا پھر مجھے کون قتل کرے گا؟ علامہ محب الدین طبریؒ نے ”الریاض النصرہ“ میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا اگر میں مر گیا تو اس کو مار ڈالنا اور اگر میں زندہ رہا تو اس کی نسبت میں خود فیصلہ کروں گا۔ (امام احمد بن حنبلؒ نے بھی یہ الفاظ منسوب کئے ہیں)۔

**11- معجزہ:** امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ سید الصادقین خاتم النبیین ﷺ نے خبر دی کہ عثمانؓ کو شہید کیا جائے گا جبکہ وہ تلاوت قرآن کر رہے ہوں گے۔ حاکم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے سنا حضرت عثمانؓ کے خون کے قطرے اس آیت پر گریں گے

فسی کفیکہم اللہ (یعنی اللہ ہی مجھے کافی ہے) (سورۃ البقرہ-2 آیت نمبر-137)

اور ایسا ہی ہوا۔ جب قاتل حملہ آور ہوئے آپؑ کی گود میں قرآن پاک رکھا تھا۔ آپؑ تلاوت فرما رہے تھے خون کے قطرے اسی آیت کے حصہ پر گریں جس کے بارے میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے اطلاع دی تھی۔ (بخاری و مسلم)

**12- معجزہ:** ترمذی نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے امت میں برپا ہونے والے فتنوں کا ذکر فرمایا۔ حضرت عثمانؓ بھی وہاں موجود تھے۔ ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ان کو شہید کیا جائے گا جبکہ یہ مظلوم ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مصر اور عراق کے بلویوں نے دار الخلافہ پر بلوہ کیا (حملہ کیا) اور حضرت عثمانؓ جبکہ وہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ پانی بند کر دیا اور پھر مکان کے اندر گھس کر ایسی حالت میں جبکہ وہ تلاوت قرآن کر رہے تھے آپؑ کو شہید کر دیا۔ (ترمذی)

**13- معجزہ:** صحیح بخاری کی روایت میں ہے آپ خاتم النبیین ﷺ کی انگوٹھی مبارک میں تین سطریں جو یوں تھیں

اللہ

رسول (انگوٹھی کا چاندی کا قلعہ)

محمد

یہی آپ خاتم النبیین ﷺ کی انگوٹھی تھی اور یہی آپ خاتم النبیین ﷺ کی مہر مبارک تھی۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کو دعوت اسلام بھیجنے کا فیصلہ کیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ اس تحریر کو نہیں مانتے جس پر مہر نہ ہو۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی جس کا قلعہ چاندی کا تھا اور اس پر یہ الفاظ کندہ کئے

گئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے بعد یہ انگوٹھی حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہی اور ان کے انتقال کے بعد یہ انگوٹھی حضرت عمرؓ کے پاس رہی۔ ان کی شہادت کے بعد یہ انگوٹھی حضرت عثمانؓ کے پاس تھی۔ جب ان کی خلافت کو پورے چھ سال ہو گئے تو ایک دن وہ چاہا اریس (کنوئیں کا نام) پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے ہاتھ سے کنوئیں میں گر گئی۔ تین روز تک تلاش کرتے رہے۔ کنوئیں کا پورا پانی نکالا گیا مگر انگوٹھی نہ ملی۔ اس طرح حضرت عثمانؓ سے انگوٹھی گم ہو گئی تھی تو ان کی بادشاہت ختم ہو گئی تھی یہ راز ختم المرسلین کی انگوٹھی مبارک کے گم ہونے میں تھا۔ چنانچہ اس کے بعد فتنہ کا آغاز ہوا۔ جس کا انجام حضرت عثمانؓ کی شہادت پر ہوا۔ (صحیح بخاری)

**14۔ معجزہ:** حضرت ابو نفلؓ سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن زبیرؓ شہید کر دیئے گئے تو حجاج بن یوسف نے آپؓ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کی طرف ایک آدمی بھیجا تاکہ ان کو اپنے ہاں بلائے۔ حضرت اسماءؓ نے اس کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہلوا بھیجا خود بخود آ جاؤ ورنہ میں ایسے آدمی بھیجوں گا جو تمہیں بالوں سے پکڑ کر گھسیٹے ہوئے لائیں گے۔ حضرت اسماءؓ نے کہلوا بھیجا ہاں ایسے ہی لوگ بھیج دیجئے میں خود نہیں آؤں گی۔ یہ سن کر وہ خود نازخرے سے اٹھا اور حضرت اسماءؓ کے پاس پہنچ گیا اور جا کر کہا میں نے تیرے بیٹے سے کیسا سلوک کیا؟ حضرت اسماءؓ نے جواب دیا ”میں نے دیکھا کہ تو نے اس کی دنیا خراب کی اور اس نے تیری عاقبت تباہ کر دی“۔ پھر حضرت اسماءؓ نے اس سے کہا ”میں نے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ بنو نقیف میں ایک کذاب ہوگا اور ایک میر (جلاد ہوگا) (خونریز ظالم) کذاب تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ مختار بن ابی عبید ثقفی ہے جو کہ جھوٹا، مکار اور فریبی ہے۔ رہا مفسد اور میر (یعنی خونریز اور ظالم) تو میرے خیال میں وہ تو ہی ہے۔ تو حجاج یہ سننے کے بعد وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور اس نے کوئی جواب نہ دیا (مسلم)

ابن عمرؓ اور عبداللہ عصفہ راوی بھی یہی حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماءؓ کے الفاظ سن کر اس نے کوئی جواب نہ دیا اور اٹھ کر چلا گیا۔

**15۔ معجزہ: قوم کا فرعون** اوزاعی کہتے ہیں امام احمد اور بیہقی نے حامل نبوت خاتم النبیین ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے خبر دی کہ ”میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے ولید کہا جائے گا وہ اس امت میں بدترین آدمی ہوگا اور ”اپنی قوم کا فرعون“، بلکہ اس سے بھی زیادہ شرانگیز ہوگا۔ ہر فتنہ کا دروازہ کھولنے کے لیے یہ کلید تھا۔ بڑا احق تھا۔ ہر وقت شراب کے نشے میں دھست رہتا تھا۔ یہ ولید بن یزید بن عبد الملک تھا۔ ایک روز اس نے قرآن پاک سے فال نکالنے کے لیے قرآن پاک کو کھولا تو یہ آیت اس کی نظر سے گزری۔

ترجمہ: ”انہیں نے فتح طلب کی تو ہر وہ شخص جو جبار و سرکش تھا وہ ناکام و نامراد ہو گیا۔“

اس نے مصحف شریف (قرآن پاک) کو سامنے رکھ کر تیروں سے پارہ پارہ کر دیا اور یہ شعر کہنے لگا: ترجمہ: ”اے قرآن تو ہر سرکش و جبار کو دھمکیاں دے رہا تھا، دیکھ میں جبار و عنید (سرکش) ہوں۔ جب روز محشر تو اپنے رب کے پاس جائے تو کہنا اے رب مجھے ولید نے پارہ پارہ کر دیا تھا۔“

قاضی عیاض بھی شفا شریف میں رقمطراز ہیں کہ سید عالم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”میری امت میں ولید نامی ایک شخص ہوگا وہ اس امت کے لیے فرعون سے بھی بدتر ہوگا۔“

**16۔ معجزہ:** مولانا عبدالرحمن جامیؒ نے اپنی کتاب ”شواہد النبوة“ میں تحریر فرمایا ہے کہ امام مستغفریؒ نے اپنی کتاب ”دلائل النبوت“ میں بیان فرمایا کہ ایک نیک و پرہیزگار بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور سب لوگ حساب کتاب کے لیے بلائے جا رہے ہیں۔ میں بھی پل صراط سے گزر گیا۔ دیکھا کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ حوض کوثر پر کھڑے ہیں اور حضرت امام حسینؓ لوگوں کو آب کوثر پلا رہے ہیں لیکن مجھے پانی پلانے سے انکار کر دیا۔ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حسینؓ نے مجھے پانی پلانے سے انکار کر دیا ہے اس پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا ”تیرا ایک ہمسایہ ہے جو علیؓ کو برا بھلا کہتا ہے اور تو اس کو منع نہیں کرتا“ میں نے عرض کیا کہ ”وہ تو ہی ہے مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اسے روک سکوں وہ مجھ کو مار ڈالے گا“ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے مجھے ایک چھری عنایت فرمائی اور فرمایا کہ ”جا کر اس کو اس چھری سے ذبح کر دے“۔ میں نے خواب میں ہی اس کو ذبح کر ڈالا اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میں نے اس کو قتل کر ڈالا ہے۔ تب آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت حسینؓ کو فرمایا اس کو آب کوثر پلا دو۔ جس پر انہوں نے مجھے پانی کا پیالہ عنایت فرمایا لیکن یہ یاد نہیں کہ پانی میں نے کیا نہیں اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ نہایت خوف زدہ تھا جلدی جلدی وضو کیا اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ دن نکل آیا تو ایک شور و غل سنائی دیا۔ میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا فلاں آدمی کو اس کے بستر پر ہی کسی نے قتل کر دیا ہے اور حاکم کے سپاہی اس کے ہمسایوں کو پکڑ کر لے گئے ہیں۔ میں نے دل میں سوچا اللہ پاک ہے یہ تو وہی خواب ہے جو میں نے دیکھا تھا۔ جلدی سے حاضر ہو کر حاکم کو تمام ماجرہ کہہ سنایا۔ حاکم نے سن کر کہا اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جزا دے۔ اب اٹھو اور اپنا راستہ لو کہ تم واقعی بے گناہ ہو اور یہ سب لوگ جنہیں میرے سپاہی پکڑ کر لے آئے ہیں وہ بھی بے گناہ ہیں۔ (شواہد النبوة)

\*\*\*\*\*

# مُصَنِّفِہ کی تمام کُتُب

عبدیت کا سفر ابدیت کے حصُول تک	مقصدِ حیات	خاتم النبیین ﷺ والہ وسلم مُحسِنِ اِنْسَانِیَّتِ (۲،۱)	خاتم النبیین ﷺ والہ وسلم مِحْبُوبِ رَبِّ الْعَلَمِیْنَ
فلاح	راہِ نجات	مُخْتَصِرًا قُرْآنِ پَاکِ کے عُلُومِ	تَعَلُّقُ مَعَ اللّٰہِ
تُوہی مُجھے مِل جائے (جلد-۲)	تُوہی مُجھے مِل جائے (جلد-۱)	ثواب و عتاب	اہل بیت اور خاندانِ بَنُو اُمّیہ
عشرہ مُبشِرہ اور ائمہ اربعہ	کتاب الصَّلٰوۃ وَ اوقَاتُ الصَّلٰوۃ	اولیاء کرام	مختصر تذکرہ صحابہ کرام مختصر تذکرہ انبیاء کرام
عقائد و ایمان	اسلام عالمگیر دین	آگہی	حیاتِ طیبہ
تصوُّف یا رُوحانیت (جلد-۲)	تصوُّف یا رُوحانیت (جلد-۱)	کتابِ آگاہی (تصحیح العقائد)	دینِ اسلام (بچوں کے لئے)